تاجدار گولڑہ

سیّد پیر مہر علی شاہ

ڈاکٹر اختر نواز خان القادری

Marfat.com

درود حبیب

☆۔ اس درود شریف کے پڑھنے سے بیشمار فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، یہ درود نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا بڑا ذریعہ ہوگا۔اس درود شریف کے پڑھنے سے نبی کریم ﷺ کی قربت نصیب ہوتی ہے، دنیا کے غموں سے نجات ملتی ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ ط

اے اللہ کے رسول تجھ پر درود وسلام ہو اور اے اللہ کے حبیب تمہاری آل اور صحابہ پر بھی درود وسلام ہو ہ

☆......☆......☆

درود مستجاب الدعوات

☆۔ رزق میں برکت اور مفلسی دور کرنے کیلئے مجرب درود شریف ہے۔اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد کم از کم گیارہ بار اس درود شریف کا ورد رکھے اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں عزت دولت اور برکت عطا فرمائیں گے۔جب بھی پڑھا جائے دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب ہوں گی۔

صَلَّ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

Marfat.com

تاجدارِ گولڑہ

مصنف

ڈاکٹر محمد اختر نواز القادری

81992
DATA ENTERED

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲۸
م ۸۹ ۱
۱۲۳۸۳۲
۲ک

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تاجدارِ گولڑہ
مصنف	:	ڈاکٹر محمد اختر نواز القادری
پراجیکٹ کوآرڈینیٹر	:	رضوان اشرف
تعداد کتب	:	1000
موسمِ اشاعت	:	جنوری 2013ء
مطبع	:	فیض الاسلام پرنٹرز

Rs.580.00

نوٹ : قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ و معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو گی از راہ کرم ہمیں مطلع کریں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس خامی یا غلطی کو دور کیا جا سکے۔ شکریہ! (ادارہ)

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز
اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph:051 - 5551519
ڈسٹری بیوٹرز اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5531610

معیاری اور خوبصورت کتاب چھپوانے کیلئے رابطہ کریں: (051-5551519)

Marfat.com

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

﴿فاتح قادیانیت تاجدار گولڑہ، قبلہ عالم﴾

سن پیدائش: یکم رمضان المبارک 1275ھ بمطابق 4 اپریل 1859ء
سن وفات :29 صفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء
مزار مبارک :گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد۔

باوجود اس کے کہ اللہ کے ولی کے پاس نہ تاج ہوتا ہے نہ تخت، ان کی بارگاہ میں بڑے سے بڑا شہنشائے زمانہ حاضری کو اپنے لئے باعث عزت و شرف سمجھتا ہے۔ ولی اللہ ملک نہیں مخلوقِ خدا کو فتح کرتے ہیں، وہ لشکر کشی ملکوں کی فتح کیلئے نہیں مخلوق خدا کے دلوں کو فتح کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ یہی وہ بے تاج شہنشائے زمانہ ہیں جن کی عظمت میں حال ہی میں نہیں مستقبل میں بھی اضافہ جاری رہتا ہے۔ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی ایک ولی اللہ تھے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

Marfat.com

چودھویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہے برصغیر کے مسلمان انگریزوں کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہو چکے ہیں کہاں تو یہ عالم تھا کہ پورے برصغیر کے حکمران مسلمان تھے ان کا رعب و دبدبہ مثالی تھا اب وہ جائے پناہ کی تلاشی میں چھپتے پھرتے ہیں ان پر خوف و وحشت طاری ہے۔ انہیں حکمرانی کی بجائے جان بچانے کی فکر ہے، ان کے شب و روز موت کے سائے میں کٹتے ہیں وہ اس سائے سے جس قدر دور بھاگتے ہیں اتنا ہی وہ ان کے دور قریب ہو جاتا ہے۔ ہر طرف افراتفری و انتشار کا دور دورہ تھا مسلمانوں کے حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے۔ سیاسی و معاشرتی لحاظ سے مسلمان دوسرے درجے کے شہری بن چکے تھے۔ مسلمانوں کا اتحاد اور نظم و ضبط کبھی مثالی ہوا کرتا تھا۔ اب وہ بے ربط و بے ترتیب ہجوم بن چکا تھا طبقہ امراء کو عیاشیوں سے فرصت نہ تھی ان کی اخلاقی حالت انتہائی پست سطح پر پہنچ چکی تھی۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان اپنی سیاسی بالادستی کھونے کے باعث سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے۔ ان ہی حالات میں مسلمانوں کے کئی خاندان ترک وطن کر کے ہندوستان سے ہجرت کر گئے۔ کچھ خاندان مکہ شریف چلے گئے، ترکوں کی حکومت نے مسلمانوں کی تنگ دستی کے پیش نظر حرم شریف کے قریب ایک لنگر خانہ قائم کر رکھا تھا جہاں سے ایک وقت کا کھانا فراہم کیا جاتا۔ اسی زمانے کی بات ہے کہ......!!

ہندی طلباء کی دینی تعلیم کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی نے بنگال کی ایک مخیّرہ خاتون صولت انساء کی مدد سے مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی۔ اسی مدرسہ صولتیہ کے ایک مدرس حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھے۔ جو لباس شریعت و

Marfat.com

آداب طریقت سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی 1223ھ بمطابق 1808ء بھارت کے ضلع سہارن پور کے ایک قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ بعد ازاں مکہ شریف هجرت کر گئے اور مدرسہ صولتیہ کے صدر مدرس حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی کے دست راست بنے اور 1317ھ بمطابق 1900-1899ء میں رحلت فرما کر وہیں اپنے دیرینہ رفیق حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وصال سے 10 برس قبل 1307ھ میں برصغیر سے تشریف لائے ہوئے ایک نوجوان کو اپنے درس میں شریک دیکھ کر نہایت خوشی محسوس کرتے ہیں۔ آپ اس وقت مثنوی مولانا روم کا درس دے رہے تھے۔ درس کے دیگر شرکاء نے ایک علمی بحث کا آغاز کیا مگر وہ اسے مکمل کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تب درس میں شریک نئے طالب علم سے رہا نہ گیا اور اس نے ادھوری بات کو پوری شرح کے ساتھ مکمل کیا۔

طالب علم نے استاد محترم کو حیرت میں مبتلا کر دیا اور وہ وجد میں آ گئے، کچھ دیر بعد طبیعت سنبھلی تو انہوں نے اپنا سلسلہ چشتیہ صابریہ طالب علم کو عنایت فرما دیا ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگرچہ آپ کو اس کی حاجت نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے شمالی ہند میں میرے سلسلہ کی بھی ترویج ہو۔

پہلے درس میں شریک ہونے کے بعد طالب علم باقاعدہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے درس میں شریک ہونے لگے اور ایک موقع پر طالب علم نے کہا:

حضرت میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں حرم شریف میں مستقل قیام پذیر ہو جاؤں۔

استاد محترم فوراً مراقبہ میں تشریف لے گئے، واپس لوٹنے پر اپنے طالب علم سے کہا:

Marfat.com

آپ خود بیان کرتے ہیں کہ......

میں ''مبارک'' کے لفظ سے سمجھا کہ شاید مجھے خدا مل گیا ہے۔

اصل صورت حال معلوم ہونے پر فرمایا کہ......

ہر شخص کو نرینہ اولاد کے پیدا ہونے سے خوشی ہوتی ہے، لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ......

ہمارے گھر اللہ اللہ کرنے والی روح کا ورود ہوا ہے۔

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کا یہ فرمان حرف بحرف پورا سچ ثابت ہوا، سفر و حضر حتیٰ کہ زمانۂ علالت میں بھی حضرت بابو جیؒ ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ کی تعلیم و تربیت حضرت قبلۂ عالمؒ کے زیرِ سایہ علم و فضل کے گہوارے میں ہوئی۔ آپ نے اوّل دن سے ہی جانچ لیا تھا کہ...... یہ نونہال گلشنِ نبوت دورِ قحط الرجال میں رشد و ہدایت کا محور بنے گا۔ اس لئے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے مزین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

حضرت بابو جیؒ نے علم قرأت (تجوید) استاد القراء قاری عبد الرحمٰن صاحب جونپوری سے حاصل فرمایا۔ دیگر علومِ دینیہ کی تحصیل حضرت مولانا محمد غازی صاحبؒ سے کی۔ علوم اسرارِ باطنیہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی مجلس اور فیضان نظر سے حاصل کئے۔ ذاتی استعداد اور علو ہمتی کے سبب قرب و کمال کی بلند منزلیں طے فرمائیں۔

حضرت بابو جیؒ کی شادی خانۂ آبادی 1910ء میں ہوئی۔ آپ کو خداوند تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور دو فرزند عطا فرمائے۔ بڑے صاحبزادے حضرت شاہ غلام معین الدین شاہؒ صاحب ہیں (جن کا عرف ''لالہ جیؒ مشہور ہوا)، اور چھوٹے

Marfat.com

صاحبزادے حضرت شاہ عبد الحق صاحبؒ ہیں ۔دونوں صاحبزادگان کی ولادت بالترتیب 1920ء اور 1926ء میں ہوئی۔

حضرت بابو جیؒ کے مزاج پر تواضع اور انکسار کا بہت غلبہ تھا۔اپنی تعریف و توصیف کسی رنگ میں بھی ان کو پسند نہ تھی۔مجلس میں اس قسم کا تذکرہ چھڑ جاتا تو بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ دوسری طرف موڑ دیتے حتیٰ کہ مخاطب تک کو اس کا احساس نہ ہوتا۔حضرت بابو جیؒ کو بچپن میں ریلوے انجن بہت پسند تھا ایک مرتبہ کسی بے تکلف دوست نے آپ سے کہا کہ کیا کالے کلوٹے پر آپ کا دل آیا ہے اور کیسی بھونڈی شکل والی شے کو آپ نے محبوب بنایا ہے۔

جواب میں حضرت بابو جیؒ نے فرمایا......

مجھے اس کی چار ادائیں بہت پسند ہیں۔

☆......ایک تو اس کا حوصلہ کہ جتنی زیادہ آگ ڈالو اتنا ہی زیادہ تیز چلتا ہے۔

☆......دوسرے اس کی وفا کہ اس کے ساتھ خواہ فرسٹ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا چھکڑا جہاں خود جائے گا اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں لے جائے گا۔

☆......تیسرے ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے یعنی منزلِ مقصود پر لے جاتا ہے۔

☆......چوتھے استقامت کہ اپنی متعینہ راہ (لائن) پر ہی چلتا ہے۔بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔

حضرت بابو جیؒ نے انجن کی چار خصوصیات بیان کر کے دراصل مرشد کی خصوصیات ذکر فرمائی ہیں۔چنانچہ مرشد کے لئے ضروری ہے کہ:

☆......وہ بلند حوصلہ ہو مئے عرفان کے خم کے خم پی جائے مگر اس کا ظرف عالی چھلکنے نہ پائے۔

Marfat.com

☆......باوفا ہو کہ اپنے جملہ صاحبِ نسبت مبایعین کو وہ خواہ کیسے ہی ہوں، منزل مقصود تک پہنچائے۔

☆......صاحب ایثار ہو کہ دوسروں کے نفع کے لئے خود ضرر تک اُٹھائے۔

☆......استقامت پر ایسا راسخ ہو کہ کسی حالت میں جادۂ حق نہ چھوٹے۔

حضرت قبلہ بابو جیؒ نے حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی مسند کو چار چاند لگائے۔ آپ نے 37 برس تک گولڑہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ فرما رہنے کے بعد 22 جون 1974ء بمطابق 2 جمادی الثانی 1394ھ کو وصال فرمایا۔

☆......☆......☆

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی تصانیف میں پہلی تصنیف ''تحقیق الحق فی کلمۃ الحق'' ہے جو 1897ء میں فارسی زبان میں لکھی گئی۔ اپنے لطیف مسائل۔ دقیق مباحث اور عظیم علمی کردار کے باعث تمام اسلامی دنیا میں مشہور ہوئی۔

تحقیق الحق کے تقریباً دو برس بعد قادیانی تحریک کی تردید میں 1900ء میں ''شمس الہدایت'' تالیف فرمائی۔

1902ء میں عالمی شہرت یافتہ کتاب ''سیفِ چشتیائی'' تالیف فرمائی۔

1322ھ میں "اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ماأُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللہ" تالیف فرمائی۔ 1325ھ میں ''الفتوحات الصمدیہ'' تالیف فرمائی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی سیرت پر مضمون کا اختتام ہم آپ کی مشہورِ زمانہ نعت نقل کر کے کریں گے..........

اَج سِک مِتّراں دی ودھیری اے
کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے؟
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

اَلطِّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَالشَّذُوَبُدیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ

(ترجمہ: خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو مہکی جس کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا)۔

نیناں دیاں فوجاں سر چڑھایاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہِن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسن
جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن

Marfat.com

لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن
چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
دسّے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں سوجھت دا
کوئی ورلیاں موتی لے تریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر
سب کھوٹیاں تھین تد کھریاں
یُعْطِیْكَ رَبُّكَ واس تساں
فَتَرْضٰی تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں

Marfat.com

وَالشَّفْعُ تُشَفَّعُ صحیح پڑھیاں
لاہو مُکھ توں مخطط بُرد یمن

من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھّیاں گالیں الاؤ مٹھن

جو خمرا وادی سن کریاں
حجرے توں مسجد آوَ ڈھولن

نوری جہات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن

سب انس و ملک حوراں پریاں
انہاں سکدیاں تے کر لاندیاں تے

لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مُفت وکاندیاں تے

شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللّٰه مَا اَجْمَلَكَ

مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء

گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

☆......☆......☆

Marfat.com

درود ابراہیمی

نماز میں پڑھا جانے والا درود، درود ابراہیمی کہلاتا ہے کیونکہ اس میں حضرت ابراہیمؑ کا نام آتا ہے۔ یہ درود پاک، تمام درود کے صیغوں سے افضل ہے کیونکہ اس درود کے الفاظ حضورﷺ کے فرمودہ ہیں۔ نماز کے علاوہ اس درود پاک کو کثرت سے پڑھنا دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اس کے کثرت ورد سے اللہ تعالیٰ کی رحمت وخوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے تمام کاموں میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور قدم قدم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد شامل حال رہتی ہے حاجات پوری ہو جاتی ہیں، حضورﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے، رزق کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ مال واسباب میں برکت پیدا ہوتی ہے، خاتمہ بالایمان ہوتا ہے اس کے علاوہ آخرت کی زندگی سے متعلقہ تمام منازل آسان ہو جاتی ہیں۔ اس درود پاک کو وظیفہ بنانے والا جنت میں جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی

اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر درود بھیجا

اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ

بلاشبہ تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل پر برکت بھیج جیسی برکت

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بھیجی، بلاشبہ تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

نہیں ہرگز نہیں بلکہ تمہیں واپس جانا ہوگا، عنقریب وہاں ایک فتنہ نمودار ہوگا جس کا سدباب صرف اور صرف آپ ہی کے ہاتھوں ہو سکے گا۔ اگر آپ اس عرصہ میں اپنے گھر میں خاموش بیٹھے رہے تب بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے درس کے شریک یہی طالب علم حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز ہیں اور فتنہ قادیانیت ہے۔

دنیا کے مرید بہت ہیں اور آخرت کے کم، اور اللہ تعالیٰ کے سچے ارادت مند بہت ہی کم ہیں، لیکن وہ اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ ان میں تانبے کو زر خالص بنانے کی صلاحیت ہے۔ وہ بہت ہی شاذ و نادر پائے جاتے ہیں۔ وہ زمین پر حکومت کرنے والے ہیں، وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں، ان کی وجہ سے خلق خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں، انہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے، انہی کے سبب زمین قسم قسم کے اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے۔ ابتدائی حالت میں وہ شہر شہر اور ویرانہ درویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں، جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے اردگرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی ایک بزرگ ہیں، اور اس حقیقت سے کسے انکار ہے کہ ہر نیا طلوع ہونے والا سورج اپنے ساتھ ان کے فیض کی کرنیں گولڑہ شریف ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بکھیرتا چلا جاتا ہے......!

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلَادِہٖ وَاَزْوَجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَصْھَارِہٖ وَ اَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَ مُحِبِّیْہِ وَ اُمَّتِہٖ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o

☆......☆......☆

حضرت پیر مہر علی شاہؒ پیدائشی ولی اللہ تھے......

ولی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ سچی اور مخلصانہ دوستی کا خواست گار ہوتا ہے......

لغت میں ولی کے معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے دوست کے ہیں۔

حضرت داتا صاحب نے کشف المحجوب میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

☆۔ حضور نبی کریم ﷺ! نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جن پر انبیاء اور شہدا رشک کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں، ہمیں ان کے اوصاف بتائیں تا کہ ہم ان سے محبت کریں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ایسے ہیں کہ مال کی محبت کی بجائے صرف اللہ کی خوشنودی سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے چہرے منور ہیں اور وہ خود نور کے منبروں پر جلوہ فگن ہیں۔ جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب مخلوق غمگین ہوگی تو انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o

Marfat.com

خبردار اللہ کے دوست وہ ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی غم۔ (یونس: 62)

دوسری حدیث بھی آپ نے نقل فرمائی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ بہت سے ایسے گرد آلو کپڑوں اور بکھرے ہوئے بالوں والے لوگ ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ کسی معاملے میں اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی قسم ضروری پوری کرتا ہے۔

ولی، کون ہے کہ بارے میں حضرت داتا صاحب اپنی کتاب میں یہ آیت کریمہ بیان کرتے ہیں کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ز یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ط ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جاتا ہے (تو پھر جائے) اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دوسرے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ اُنہیں محبوب ہوگا جو مومنوں سے نرم دلی سے پیش آئیں گے اور کفار کے معاملے میں سخت گیر ہوں گے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ وسیع ذرائع کا مالک ہے اور سب کچھ جانتا ہے○ (المائدہ: 54)

قرآن مبین میں ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد اقدس ہوا ہے کہ:

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ○

Marfat.com

یہ اس لئے کہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر اللہ ہے اور کافروں کا حامی و ناصر کوئی نہیں (محمد: 11)

یہ آیت کریمہ بیان کرنے کے بعد حضرت داتا صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:

جب کافروں کا کوئی مددگار نہیں تو یقیناً مومنوں کا مددگار ہے جو ان کی نصرت کرتا ہے،
ان کی عقلیں ادراک وہ آیات اور علامات قدرت سے استدلال کرتے ہیں ان کے قلوب پر حقائق کا نزول ہوتا ہے اور ان کے باطن براہین و آیات اپنی نقاب کشائی کرتی ہیں اور نفس اور اس کی خواہشات کی مخالفت پر بھی وہ ان کی مدد کرتا ہے شیطان کی موافقت اور نفس کی پیروی سے بھی ان کی حفاظت کرتا ہے۔

آگے حضرت داتا صاحب لکھتے ہیں کہ:

اللہ کے ولی صرف اللہ سے دوستی کے خواست گار ہوتے ہیں وہ ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے یہاں تک وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا ہوجاتا ہے یعنی اللہ ان کا دوست اور یہ اس کے دوست بن جاتے ہیں بندہ جب اپنے خالق و مالک کی اطاعت پر کاربند ہوجاتا ہے تو ذات باری تعالیٰ ولایت کے منصب سے اسے سرفراز فرماتا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ:

یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ کسی کو اس طرح اپنی ولایت سے سرفراز فرمائے کہ وہ ملک الٰہی کے سیاہ وسفید یعنی حل وعقد کا مالک ہو اس کی دعائیں مستجاب اور اس کے اعمال مقبول ہوں وہ لکھتے ہیں کہ کتاب وسنت بھی لفظ ''ولی'' کے شاہد وناطق ہیں ارشاد ربانی ہے کہ:

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o

خبردار اللہ کے دوست وہ ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی غم۔ (یونس: 62)

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ o

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست اور مددگار ہیں اور آخرت میں بھی، اور وہاں جس نعمت کو تمہارا دل چاہئے گا تمہیں ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے موجود پاؤ گے o (حم السجدہ: 31)

ایک اور مقام پر ارشاد اقدس ہوا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ لا يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ o

وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے حامی و دست شیطان ہیں وہ اُنہیں روشنیوں سے اندھیرے کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں، یہی لوگ جہنمی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے o (البقرہ: 257)

☆......حضرت جنید بغدادی رحمتہ علیہ فرماتے ہیں:

ولی وہ ہوتا ہے جسے غیراللہ سے قطعاً کوئی خوف نہ ہو اور خوف ان چیزوں سے ہوتا ہے جن سے انسان کی توقعات وابستہ ہوں، یا پھر ان محبوب و پسندیدہ اشیاء کے متعلق خوف و خدشہ ہوتا ہے جن کے تلف ہوجانے کا ڈر لگا رہے ولی ہر حال میں

Marfat.com

رضائے الٰہی پہ راضی ہوتا ہے اور وہ حالات کے نشیب و فراز کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور جس طرح اس کو کسی شے کا خوف نہیں ہوتا، اسی طرح اس کی امیدیں مخلوقات میں سے کسی سے وابستہ نہیں ہوتیں، نیز اسے کسی قسم کا رنج وغم نہیں ہوتا۔ ولی کے معنی اللہ کے سچے دوست کے ہیں، جو اس کی اطاعت و رضا سے ذرہ بھر سرتابی نہیں کرتا۔

☆...... حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ:
ولی کون ہوتا ہے......!
آپ نے نہایت جامع اور بلیغ الفاظ میں جواب دیا:

سچّا ولی وہ ہوتا ہے جو نفس کا بندہ نہ ہو اور صبر و تحمل کے ساتھ خدا کے اوامر و نواہی کی تعمیل کرے، یہ اس لئے کہ جس شخص کے دل میں خدا کی محبت زیادہ ہوگی اس کے دل میں خدا کے احکام کی تعظیم بھی بہت زیادہ ہوگی اور وہ اپنے آپ کو اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رکھے گا۔

☆......ابو علی جرحانی فرماتے ہیں کہ:

ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور خدا کے مشاہدہ میں باقی ہو اور اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنے باطنی احوال کے مطابق خلق خدا کو باخبر کرے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شے کے ساتھ آرام پائے، یعنی ایک سچا ولی ماسوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ربط و تعلق سے ہرگز مطمئن نہیں ہوتا۔

☆...... حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

ولی کے لئے بارہ صفات کا حامل ہونا لازمی ہے اور جب تک یہ بارہ صفات کسی شخص میں نہ ہوں اس کے لئے مسند ولایت پر قدم رکھنا مناسب نہیں وہ صفات درج ذیل ہیں۔

1۔عیب پوشی۔

2۔رحم دلی۔

3۔شفقت۔

4۔رفاقت۔

5۔راستی۔

6۔نیکی کی ہدایت کرنا۔

7۔برائی سے روکنا۔

8۔شرم وحیاء۔

9۔کھانا کھلانا۔

10۔عالم و فاضل ہونا۔

11۔شجاع یعنی شجاعت کا پیکر۔

12۔راست گوئی۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولی اللہ کیلئے بیان کردہ تمام صفات حضرت قبلہ عالم تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہؒ بدرجہ اتم موجود تھیں۔

☆...... حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ان صفات کو سیکھنے کے طریقے یوں بیان فرمائے:

☆۔عیب پوشی ورحم دلی، خدائے برتر سے سیکھے۔

☆۔شفقت ورفاقت آنحضرت ﷺ سے سیکھے۔

Marfat.com

☆۔ راستی وراست گوئی حضرت صدیق اکبرؓ سے سیکھے۔

☆۔ نیکی کی ہدایت کرنا اور برائی سے روکنا حضرت عمر فاروقؓ سے سیکھے۔

☆۔ شرم وحیاء اور کھانا کھلانا حضرت عثمان غنیؓ سے سیکھے۔

☆۔ علم، شجاعت وجواں مردی حضرت علی المرتضیٰؓ سے سیکھے۔

مزید حضرت شیخ عبدالقادر ج جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہر حالت میں مومن کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں

1۔ وہی کام کرتا رہے جن کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا ہے۔

2۔ جن کاموں کی اللہ تعالیٰ نے مخالفت کی ہے وہ ہرگز نہ کرے۔

3۔ قضاء وقدر الٰہی پر راضی رہے۔

☆...... حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

تصوف کی بنیاد آٹھ فضیلتوں پر ہے، ان سب میں ہر فضیلت کا مظہر الگ الگ بنی ہے لہٰذا ان کی پیروی تصوف کے طالب پر ضروری ہے۔

1۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سخاوت۔

2۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا۔

3۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر۔

4۔ حضرت ذکریا علیہ السلام کی مناجات۔

5۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی غربت۔

6۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خرقہ پوشی۔

7۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تجرد۔

Marfat.com

8۔ حضرت محمد ﷺ کا فقر۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے لفظ فقیر کی تشریح یوں فرمائی کہ:

فقیر میں چار حروف ابجد ہیں: ف۔ق۔ی۔ر

''ف'' کا مطلب ہے، فنا فی اللہ، یعنی اپنی ذات، اپنی خصوصیات اور اپنی ہستی کو بالکل بھلا دینا۔

''ق'' کا مطلب کہ: قلب کو اللہ کی یاد اور ذکر سے طاقت پہنچانا اور اس کے حکم اور رضا پر قائم رہنا۔

''ی'' کا مطلب ہے کہ: یادِ الٰہی کرنا، اللہ سے رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے نیکی کی راہ اختیار کرنا۔

''ر'' کا مطلب ہے کہ: رقتِ قلب، دل کو تمام خواہشات سے پاک کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ طرف متوجہ کر لینا۔

☆...... حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فقیر کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا: فقیر وہ ہے جو درج ذیل فضیلتوں کا حامل ہو:

1۔ ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر یا اس کی فکر کرتا رہے۔

2۔ کسی سے لڑے جھگڑے نہیں، اگر کسی سے جھگڑا ہو جائے تو اچھی طرح سوچ سمجھ کر جدھر حق ہو ادھر جھک جائے اور جھگڑا بند کر دے، ہر حالت میں سچائی کا طالب رہے۔

3۔ اپنا دل وسیع اور کشادہ رکھے۔

Marfat.com

4۔ اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل قرار دے۔

5۔ زیادہ نہ ہنسے اور اگر ہنسے تو اس طرح کہ ہنسی کی آواز نہ آئے۔

6۔ جس بات کا علم نہ ہو اس کا علم حاصل کرے۔

7۔ جاہل کو زیور علم سے آراستہ کرے اور جو غافل ہیں انہیں نصیحت کرے۔

8۔ نیکی کا بدلہ نیکی سے دے اور برائی کے بدلے میں بھی نیکی دے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اگر اس کو کسی سے تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

9۔ بے کار باتوں سے اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرے اور بے موقع سوچنے اور بولنے سے پرہیز کرے۔

10۔ محرمات سے بچے اور شریعت پر عمل کرے۔

11۔ اس کی ذات سے غریبوں، بے کسوں اور بے بسوں کو فائدہ پہنچے اور وہ یاد الٰہی کو نہ چھوڑے۔

12۔ اگر اسے کسی کا راز معلوم ہو جائے تو دل و جان سے اس کی حفاظت کرے، ہر ایک کی اس طرح پردہ پوشی کرے کہ اس کی ذات سے کسی کی رسوائی نہ ہو۔

13۔ ہر وقت اسی کوشش میں لگا رہے کہ اس کی ذات سے بندگان خدا کی بہتری ہو اور مخلوق کو فائدہ پہنچے۔

14۔ ہر فرد سے محبت، اخلاق اور مروت سے پیش آئے، اگر کوئی دوسرا اس کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئے تو وہ برداشت اور تحمل سے کام لے جب کوئی نازیبا بات سنے یا ناحق کام ہوتا دیکھے تو خاموش نہ رہے اور ناحق کے خلاف کسی ردعمل میں کسی سے نہ ڈرے۔

15۔ کسی کی ذات سے دل میں نفرت پیدا نہ ہونے دے۔ بزرگوں کا ادب

Marfat.com

کرے اور چھوٹوں سے محبت اور شفقت سے پیش آئے۔

16۔ اگر اسے امین بنایا جائے تو ہرگز خیانت نہ کرے۔

17۔ جو لوگ کم بولنے والے، شریعت پر عمل کرنے والے اور غریبوں کے ھمدرد ہوں ان کو اپنی صحبت میں بٹھائے اور پڑوسیوں کو آرام پہنچائے۔

18۔ کسی کے پیچھے اس کی برائی نہ کرے، اور نہ کسی پر کوئی الزام لگائے۔

حضرت قبلہ عالم تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی گلشن سیرت میں ہر رنگ و خوشبو کے پھول موجود ہیں، جن سے نکلنے والی خوشبوئیں دل و دماغ کو معطر کرتی ہیں۔ان خوشبوئیں بکھیرتے پھولوں سے پورا چمن تصوف مہک رہا ہے ان مہکتی خوشبوؤں اور پھولوں کا مرکز و منبع حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کیونکہ تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اوپر جو اولیاء اللہ کی صفات بیان ہوئی ہیں ان تمام خصوصیات سے تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ متصف تھے......!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَةَ عَرْشِکَ وَ مِدَادِ کَلِمَاتِکَ وَ عَدَدَ مَا ذَکَرَکَ بِہٖ خَلْقُکَ فِیْمَا مَضٰی وَعَدَدَ مَا ھُمْ ذَاکِرُوْنَکَ بِہٖ فِیْمَا بَقِیَ فِیْ کُلِّ سَنَةٍ وَّ شَھْرٍ وَّ جُمُعَةٍ وَّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَةٍ وَّ سَاعَةٍ مِّنَ السَّاعَاتِ

Marfat.com

وَ شَمٍّ وَّ نَفْسٍ وَّ طَرْفَةٍ وَّ لَمْحَةٍ مِنَ الْاَ بَدِ اِلَى الْاَبَدِ وَ ا بَا دِ الدُّنْيَا وَاٰبَادِ الْاٰخِرَةِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَا يَنْقَطِعُ اَوَّلُهٗ وَلَايَنْفَدُاٰخِرُهٗ ○

☆..........☆..........☆

انڈین کانگرس میں زندگی مسلمانوں کی شمولیت سے پڑی......

انڈیا کے مسلمانوں نے کانگرس میں شمولیت کا فیصلہ پہلی جنگ عظیم 1914-18ء کے بعد اس وقت کیا جب اتحادی فاتحین، اسلامی سلطنت کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا ہوئے......

برصغیر کے مسلمانوں نے ترکی سے اظہار ہمدردی کے طور پر ''تحریک خلافت'' شروع کی......

ہندوؤں کی نمائندہ جماعت انڈین نیشنل کانگرس نے ہر ہر قدم پر برطانیہ کی بھرپور مدد کی، مگر مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور انڈین کانگرس کو متحدہ ہندوستان کی نمائندہ جماعت بنانے کے لئے انہوں نے منافقانہ طرز اختیار کر کے موقع سے فائدہ اٹھایا......

مسلمان ان کی عیاری اور چالاکی کو اپنی روایتی سادگی کی بناء پر نہ سمجھ سکے چنانچہ دھڑا دھڑ انڈین کانگرس میں شامل ہونے لگے......!!

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ کانگرس صرف اور صرف ہندوؤں کی نمائندہ جماعت کے طور پر وجود میں آئی جس کا ثبوت یہ ہے کہ ابتداء میں اس جماعت میں صرف ہندو شامل ہوئے۔

Marfat.com

یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کا قومی ترانہ ''بندے ماترم'' وہی ترانہ ہے جو بنگال کی اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کی فضاء پیدا کرنے اور اسے پروان چڑھانے کے لئے تخلیق کیا گیا تھا۔

مسلمانوں کی شمولیت سے کانگرس کے مردہ گھوڑے میں جان پڑ گئی......

اگر انڈین کانگرس میں تحریک خلافت کے حامی مسلمان شمولیت اختیار نہ کرتے تو یہ پارٹی کبھی بھی آزاد ہندوستان کا نعرہ بلند کرتی، اپنا سابقہ نعرہ داخلی خودمختاری ہی دوہرائے جاتی......

مسلمانوں کی صفوں میں ایسے قائدین موجود تھے جنہوں نے ہندو کا عیارانہ ذہن پڑھ لیا تھا......

انہی مسلمانوں نے مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت ''مسلم لیگ'' قائم کی۔

مسلمانوں نے اس جماعت کے پلیٹ فارم سے بیک وقت دو فریقوں:

1۔ انگریزوں اور

2۔ ہندوؤں سے جنگ لڑی۔

فتح کا یہ اصول رہا ہے کہ:

وہ ہمیشہ ثابت قدم و مقصد سے لگن رکھنے والوں ہی کے قدم چومتی ہے......!!

اس موقع پر بھی فتح اپنے اصول پر قائم رہی......

ہندوستان میں ہندو اور مسلم دو قومیں ہیں اسی یک نکاتی ایجنڈے کو لے کر مسلم لیگ نے اپنا سفر شروع کیا جس کی منزل قیام پاکستان تھی۔

پاکستان قائم ہوا تو اس خطۂ زمین کو دارالسلطنت بننے کا اعزاز ملا جہاں حضرت

Marfat.com

قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کے مبارک قدم پڑے......!!
یہ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے مبارک قدموں کی برکت نہیں تو کیا ہے......!!!

☆......☆......☆

تمام کام آسان ہو جائیں گے

☆...... سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸، ۱۲۹ کے بڑے فضائل ہیں؛ حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ:: جو شخص صبح شام یہ آیتیں؛:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ﻗﻠﮯ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝۔ (التوبہ:۱۲۸، ۱۲۹)۔

سات مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام آسان فرما دیتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

باوجود اس کے کہ حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کے نزدیک ترکی سلطنت خلافت اسلامیہ کی درجہ کی اہل نہیں، آپ کی تمام تر ہمدردیاں ترکوں کے ساتھ رہیں۔

جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بھرپور حصہ ڈالتے ہوئے:

گھر کا سامان فروخت کیا...... اصطبل کے گھوڑے فروخت کیئے......!!

یوں حاصل ہونے والی رقم کو ترکوں کی امداد کے لئے قائم فنڈ میں جمع کرادیا۔

ترکوں کے لیڈر ''غازی انور پاشا'' کو آپ نے اپنی دعاؤں سے نوازا۔

آپ کی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں قبول ومقبول ہوئیں اور ترکوں کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

تاہم افسوس ناک امر یہ ہے کہ ترکی کی انقلاب پسند جماعت برسرِ اقتدار آئی تو اس نے قرار دیا کہ......؛:

''ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں''

ان کے اس اعلان سے مذہبی حلقوں میں تشویش پیدا ہوئی چنانچہ بیشتر مذہبی راہنماؤں نے ترکی کے حکمرانوں کے اس اعلان کے بعد ترکی کی حمایت ترک کر دی......!!

برصغیر میں تحریک خلافت کا سبب یہ ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کی جذباتی وابستگی ترکی کی سلطنت عثمانیہ سے تھی کیونکہ وہ اسے اسلامی شان وشوکت کی یادگار سمجھتے تھے۔

Marfat.com

اسلامی دنیا میں ترکی اور اس کے حکمرانوں کیلئے بے پناہ قدر و منزلت کے جذبات پائے جاتے تھے فقط اس وجہ سے کہ ترکی کے سلطان مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کا محافظ و خادم تھا۔

ایک بڑی سلطنت کا سربراہ ہونے کی وجہ سے انہیں ''خلیفۃ المسلمین'' کے باوقار لقب سے پکارا جاتا تھا۔

یورپ اور امریکہ کے ممالک جنگ عظیم اوّل میں فاتح کی حثیت سے اُبھرے تو انہوں نے مسلمانوں کی اس بڑی اسلامی سلطنت کو ٹکڑوں میں بانٹنا شروع کر دیا۔ ایسے میں ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کو اتحادیوں کے فیصلے سے سخت دھچکا پہنچا۔ پہلے ہی وہ برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت چھن جانے کے صدمے سے دوچار تھے۔ یہ صدمہ ان کے پرانے زخموں کو تازہ کرنے کا مؤجب بنا۔

چنانچہ ردعمل میں ''تحریک خلافت'' کا آغاز ہو گیا۔

عوام اور سیاسی لیڈروں کے ساتھ ''دیوبند''۔ ''ندوہ''۔ ''تونسہ شریف''۔ اور ''سیال شریف'' وغیرہ جیسے دینی و روحانی مراکز کے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے بھی خلافت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔

حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کے عقیدت مند حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور نے تحریک خلافت میں اپنی تقریروں کے ذریعہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہاں تک کہ انگریز سرکار ان سے خائف ہوئی اور اس نے ان کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ مگر انگریز سرکار انہیں نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

انگریزوں نے ناکامی کی وجہ حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کی

Marfat.com

دعا کو جو آپ نے حضرت مولانا غلام محمد کے حق میں فرمائی قرار دیا......!!

بے شک خدا وند تعالیٰ اپنے دوستوں کی دعائیں قبول کرتا ہے......!!!

☆......☆......☆

☆...... حضرت طلق فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے صحابی حضرت ابو الدردا ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپکا مکان جل گیا......فرمایا نہیں جلا......پھر دوسرے شخص نے یہی اطلاع دی ......تو فرمایا نہیں جلا......پھر تیسرے آدمی نے یہی خبر دی......! آپ نے جواب میں فرمایا نہیں جلا......! پھر ایک آدمی نے آ کر کہا کہ: اے ابو الدردا ؓ! آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ: اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (میرا مکان جل جائے) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے کہ: ''جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی''۔ میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لئے مجھے یقین تھا کہ: میرا مکان نہیں جل سکتا۔

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ رَبِّیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ وَ اَنۡتَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡکَرِیۡمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمۡ یَشَأۡ لَمۡ یَکُنۡ وَلَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ ط اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا o اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ نَفۡسِ وَمِنۡ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنۡتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ o۔

☆......☆......☆

Marfat.com

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا نسبی تعلق حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر مشائخ نے آپ کے اوصاف یوں بیان کئے ہیں۔

> حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، خوبصورت، ہنس مکھ، خوش طبع، حیاء دار، دوست دار، اطاعت گزار، خوش اخلاق، پسینہ مہک دار، شفیق و مہربان، ہم نشین کی عزت کرتے اور ان کی خوشی سے خوش ہوتے اور رنجیدہ دیکھ کر غمگین ہوجاتے، زبان شستہ اور صاف، الفاظ مگر ٹھہر کر ادا کرتے۔

بعض دیگر مشائخ نے آپ کے اوصاف کو یوں بیان کیا ہے۔

سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نرم دل، خدا ترس، باوقار مستجاب الدعوات خوش خو تھے، آپ کا پسینہ خوش بودار تھا، فحش و بدگوئی سے دور رہتے تھے، ہمیشہ متوجہ الی اللہ رہتے تھے، جب کوئی اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا تو غصے سے آپ کا رنگ سرخ ہوجاتا، اور خوفِ خدا سے آپ کانپنے لگتے، اپنے لئے کبھی بھی کسی پر غضب ناک نہ ہوتے، ہاں رب کی بارگاہ میں کسی نے بے ادبی کی تو آپ نے اس کو معاف نہیں کیا۔ کسی سائل کو آپ نے نامراد نہیں لوٹایا، اگر کسی نے آپ کے جسم اطہر کے لباس کا سوال کیا تو لباس بھی دے دیا۔ توفیق ایزدی آپ کی جستجو میں رہتی اور تائید الٰہی آپ کی مددگار تھی۔ علم الٰہی نے آپ کو مزین و مرصع کردیا خدائے وحدہ لاشریک کے قرب نے آپ کو مؤدب بنا دیا تھا۔ خطبہ و تقریر آپ کا مشہر

Marfat.com

اور خط وتحریر آپ کے سفیر تھے۔انس ومحبت آپ کے جلیس وہم نشین تھے آپ کے دریائے کرم سے ہر کس و ناکس فیض یاب تھا۔صدق آپ کا مشاہدہ، فتح آپ کا سرمایہ اور حلم و بردباری آپ کا کام تھا۔ ذکر الٰہی آپ کا وزیر اور حقیقت خداوندی میں راتوں کو غور وفکر کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ کشف آپ کی غذا اور مشاہدہ جمال الٰہی آپ کے لئے شفاء تھی آپ کا ظاہر شرع محمدی کے آداب سے آراستہ تھا اور آپ کا باطن نور حقیقت سے مجلی۔

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جلیل القدر ولی اللہ تھے۔منصب ولایت پر وہی لوگ فائز ہوتے ہیں جو ہر حال میں شریعت کی پابندی کرتے ہیں۔اتباع رسول ﷺ کو وہ اپنی زندگی کے ہر گوشے میں اختیار کرتے ہیں۔

ولی عشق الٰہی میں ایسا مست وسرشار ہوتا ہے کہ اسے اپنی ہستی کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔

وہ گفتار وکردار سے ایک معیاری زندگی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔تسلیم ورضا، توکل وقناعت، امید وبیم، محبت واخوت، خلوص وخدمت، فقر وفاقہ، ایثار واستقامت اس کا شعار ہوتا ہے۔

وہ اپنی زندگی وموت، فتح وشکست کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے۔

ایک طرف وہ عشق الٰہی کا اسیر ہوتا ہے تو دوسری طرف دین کا نصیر، وہ عالم باعمل ہوتا ہے، ان کا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی پابندی، ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا صرف معبود حقیقی کیلئے ہوتا ہے، ان کی زندگی کا ہر عمل ارادی

Marfat.com

یا غیر ارادی بمطابق شریعت و طریقت اور رضائے الٰہی کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

ولی کی باتوں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے ہیں، وہ مخلوق خدا کو رشد و ہدایت بغیر احسان جتائے بانٹتے ہیں۔ انہیں کھانے کو حلال لقمہ میسر ہوتا تو کھا لیتے حرام کا لفظ ان کی لغت میں سرے سے نہیں ہوتا وہ قناعت و استغناء کا مجسم نمونہ ہوتے ہیں ...... اپنی ضرورت سے زائد ہر چیز کو وہ اللہ کے لئے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اگر کچھ میسر نہ بھی ہو تو صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

باوجود اس کے کہ اللہ کے ولی کے پاس نہ تاج ہوتا ہے نہ تخت، ان کی بارگاہ میں بڑے سے بڑا شہنشاہ زمانہ حاضری کو اپنے لئے باعث عزت و شرف سمجھتا ہے۔ ولی اللہ ملک نہیں مخلوقِ خدا کو فتح کرتے ہیں، وہ لشکر کشی ملکوں کی فتح کیلئے نہیں مخلوق خدا کے دلوں کو فتح کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ یہی وہ بے تاج شہنشاہ زمانہ ہیں جن کی عظمت میں حال ہی میں نہیں مستقبل میں بھی اضافہ جاری رہتا ہے۔ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایسے ہی ایک ولی اللہ تھے۔

جنہوں نے مخلوق خدا میں رشد و ہدایت کا خزانہ بانٹا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین میں پیدا ہونے والی نت نئی برائیوں کا تدارک اپنے قول و فعل سے کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہ ماننے والوں کے لئے آپ برہنہ تلوار بنے اور سنت سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر عمل پیرا ہو کر انہیں شکست فاش دی۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت کا ایک خوبصورت پھول ضبط تحمل اور برداشت ہے:

قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوا ہے کہ:

Marfat.com

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ o

(اور غصہ کو ضبط کرنے والے اور دوسروں کو معاف کرنے والے لوگوں کو اور ان لوگوں کو جو دوسروں پر احسان کرتے ہیں، اللہ دوست رکھتا ہے)۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ انسان کامل بننے کے لئے کن خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے تو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے زہد وورع کے حامل ہونے کے لئے بندہ مومن کے لئے دس صفات اختیار کرنا لازمی قرار دیں:

1۔ زبان کو قابو میں رکھنا۔

2۔ غیبت سے احتراز کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضاً o (الحجرات: 12:49)

ترجمہ: کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے

3۔ کسی بھی آدمی کو اپنے سے حقیر نہ جانے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ (الحجرات، 11:49)

ترجمہ: ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے کہ شاید وہ اس سے بہتر ہو۔

4۔ شرم وحیا کا پیکر بنے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور، 24-30)

ترجمہ: اے محبوب ﷺ! کہہ دیجئے مسلمانوں سے کہ اپنی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

5۔ سچائی کا دامن کسی بھی حال میں نہ چھوڑے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے

Marfat.com

کہ:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا (الانعام: 152:6)

ترجمہ: جب تم کوئی بات کہو تو سچ اور انصاف کی کہو۔

6۔ انعامات اور احسانات الٰہی کا اعتراف کرتا رہے، تاکہ نفس فخر وغرور میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلْاِيْمَانِ (الحجرات: 17:49)

ترجمہ: اللہ ہی نے تمہارے اوپر یہ احسان فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔

7۔ مال ومتاع راہ خدا میں خرچ کرتا رہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا (الفرقان: 67:25)

ترجمہ: وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں اور اپنا مال گناہ و معصیت میں نہیں خرچ کرتے البتہ نیک راستہ میں خرچ کرنے سے باز نہیں رہتے۔

8۔ اپنی ہی ذات کے لئے بھلائی کا خواہاں نہ رہے اور کبر وغرور سے پاک رہے، اللہ جل مجدہ کا فرمان ہے کہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا

ترجمہ: جنت میں انہیں لوگوں کو جگہ دوں گا جو دنیا میں اپنی برتری کے خواہاں نہیں ہوتے اور فساد کرنے والے کام نہیں کرتے۔

9۔ پنج وقتہ نماز کی پابندی کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○

Marfat.com

(البقرہ: 238:2)

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، خاص کر نماز عصر کی اور کمال عاجزی کے ساتھ رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوا کرو۔

10۔ سنت نبوی اور اجماع مسلمین کا احترام کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَ اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ٥

ترجمہ: بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے تم اس کی پیروی کرتے رہو۔

یہی وہ دس اہم صفات ہیں جن پر اسلامی تصوف کی مستحکم بنیاد قائم ہے، جن کے حاصل ہو جانے کے بعد ایک انسان انسان کامل بن جاتا ہے۔

قرآن حکیم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ:

اللہ کے دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ محولہ بالا آیتہً کریمہ پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گزاری، تمام عمر آپ صاحبان اقتدار سے بے نیاز رہے آپ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ سے خوف کھاتے تھے اسی کے آگے سجدہ ریز ہوتے تھے، دنیا کی مادی طاقتوں سے بے نیازی و بے خوفی کا یہ نتیجہ نکلا صاحبان اقتدار ازخود آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کھنچے چلے آتے تھے جبکہ آپ صرف مالک و خالق ارض وسماوات کی خوشنودی کے طالب رہتے تھے، وہ ذات باری تعالیٰ قیامت تک نوع انسانی کی بھلائی کے لئے اتار دی گئی کتاب مبین میں فرماتا ہے:

Marfat.com

اے لوگو! دوسروں سے وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

یعنی اللہ جل مجدہ، قول وفعل کے تضاد کو سخت ناپسند کرتا ہے، ایمان کی تعریف ہی یہ ہے کہ بندہ اپنے دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق کرے، اس کے علاوہ کسی کو معبود نہ سمجھے، اس کے بھیجے گئے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور صرف زبانی اقرار کو ایمان کے لئے کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ زبان سے ادا کی گئی گواہی کو بندہ اپنے عمل سے ثابت بھی کرے:

یعنی وہ ہر حال میں احکام الٰہی کی پابندی کرتا ہوا نظر آئے اور اسی کا نام ایمان ہے پس بندۂ مومن کی نشانی ''قول وفعل'' کی یکسانیت ٹھہری۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے قول وفعل میں مکمل ہم آہنگی تھی اسی وصف نے آپ کو معبود برحق کا دوست یعنی ''ولی اللہ'' بنایا......!!

☆......☆......☆

اعلان نبوت سے قبل نبی اکرم ﷺ کے خصوصی دوست:

1۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

2۔ حضرت حکیم بن حزام رئیس مکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

3۔ حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(مدارج النبوہ)

☆......☆......☆

Marfat.com

1908ء میں سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے فرمانروا سلطان عبد الحمید کی معزولی کے ساتھ ہی یہ عظیم سلطنت زوال و انتشار کا شکار ہوگئی......

وہ سلطنت جو بلغاریہ سے بحیرۂ عرب اور طرابلس تک پھیلی ہوئی تھی سمٹ کر ایک مختصر علاقے تک محدود ہوگئی......

سلطان عبدالحمید خان دینداری اور سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہرت رکھتے تھے۔......

سلطان عبدالحمید خان کی جرأت و بہادری کے آگے اسلام دشمنوں کو کئی بار گھٹنے ٹیکنے پڑے......

اہل مغرب کو وہ واقعہ کبھی نہیں بھولے گا کہ:

جب پیرس میں حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ناپاک جسارت کے ذریعے ایک ڈرامہ سٹیج کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تو سلطان عبدالحمید سخت غضب ناک ہوا اور اس نے اپنی تلوار سے نیام سے نکال کر اعلان کیا؛:

> جب تک عیسائی دنیا حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق اپنے ناپاک عزائم سے باز نہیں آجاتی، یہ تلوار ہوگی اور عیسائیوں کے سر......!
> تلوار نیام میں اس وقت واپس جائے گی جب عیسائی بانیٔ اسلام ﷺ کے بارے میں اپنے گھناؤنے منصوبے ترک کرنے کا اعلان کریں گے......

سلطان عبدالحمید خان کی جرأت و بہادری کے آگے اسلام دشمن طاقتیں زیادہ دیر استقامت نہ دکھا سکیں......

Marfat.com

جیسے ہی سلطنت عثمانیہ کے فرمانروا کے بیان کا تار فرانسیسی حکومت کو موصول ہوا دیگر یورپی ممالک کی طرح وہ بھی تھر تھر کانپنے لگی...... اور اس نے فی الفور پروگرام ختم کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ اس نے سلطان عبدالحمید سے معذرت تک بھی کر ڈالی......

سلطان عبدالحمید خان کو مخالفوں کے تلوار کے زور پر نیچا دکھانے کی ہر کوشش ناکامی پر منتج ہوئی ...... چنانچہ اسلام دشمن طاقتوں نے اس بھاری پتھر کو راستے سے ہٹانے کے لئے سازشوں کا ہتھیار آزمایا...... سازشیوں نے ان کی جگہ پہلے سلطان محمد خامس کو مسند اقتدار پر بٹھایا پھر سلطان عبدالمجید خان کو خلیفہ بنایا......

سازشی اپنے روایتی طریقوں کے ذریعے ملت اسلامیہ کے اتحاد کی اس نشانی کو تقسیم کرنے میں کامیاب ہوئے...... ایسے منصوبہ سازوں کو ترک حکمرانوں کے پہلی جنگ عظیم 1914ء میں جرمنی کا ساتھ دینے کی بناء پر ممکنہ رکاوٹ کا سامنا بھی نہ کرنا پڑا......

> شام، حجاز، عراق، فلسطین جیسے چھوٹے چھوٹے ملکوں میں سلطنت عثمانیہ کا بٹ جانا کسی بھی طرح ایک عظیم سانحے سے کم نہ تھا...... تمام عالم اسلامی میں اس سانحے کی وجہ سے صفِ ماتم بچھی......!

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ کو خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کے اظہار کے طور پر اس سانحے سے بہت پہلے آگاہ فرمادیا تھا۔ لہذا آپ نے واقعے کے وقوع پذیر ہونے سے برسوں قبل 1908ء میں جب سلطان عبدالحمید خان معزول ہوئے اظہارِ افسوس فرمایا اور کہا کہ......؛

سلطان کی معزولی قابل افسوس اور بہت بڑے حادثے کی ابتداء

Marfat.com

ہے......!

آسٹریا، اٹلی اور دیگر اتحادی ممالک نے ترکی کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے گھر کا سامان وغیرہ فروخت کر کے اپنا حصہ ان جنگوں میں ڈالا......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی تمام تر ہمدردیاں ترکوں کے ساتھ رہیں......مگر اس کے باوجود آپ ترک حکمرانوں کی حکومت کو خلافت اسلامیہ نبویہ جاریہ تسلیم کرنے پر کبھی تیار نہ ہوئے......

عوام الناس کی اکثریت کی پراہ کئے بغیر آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کو مثال بنایا اور قرار دیا کہ......؛:

> صحیح حدیث رسول ﷺ کی رو سے جناب حضور سرور دو عالم ﷺ کے بعد صرف تیس برس تک اسلامی خلافت راشدہ قائم رہی بعد ازاں اسلامی سلطنت ہوگئی تھی۔ جس کے لئے حدیث میں ''عضوضیت'' اور جبر کا مفہوم آیا ہے۔اگر مذہب اسلام میں ایسی سلطنت کو خلافت جاریہ قرار دیتے ہوئے اس کے جواز کی ذمہ داری قبول کرے تو یزید ابن معاویہ اور منصور عباسی بھی سلاطین جابرہ کی بجائے خلفائے نبی قرار پائیں گے اور حضرت امام حسینؓ اور امام ابوحنیفہؒ جو ان کے حکم سے شہید کئے گئے باغی کہلائیں گے......!!

☆......☆......☆

Marfat.com

تحریکِ خلافت زوروں پر تھی......

ایک روز چند لوگ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ......؛

تحریک خلافت میں مہاتما گاندھی کی قیادت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ،ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ مہاتما گاندھی کہتا ہے کہ:

''میں بت پرست ہوں اور بت پرستی پر فخر کرتا ہوں......''

شریعت کی رو سے مہاتما گاندھی کے احکامات کے بارے میں مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے......؟

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے سوال بغور سننے کے بعد جواب دیا کہ......؛

مہاتما گاندھی کے احکامات ماننا ازروئے شریعت ناجائز ہیں......

دین اسلام میں مسلمانوں کے لئے چار امور پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے......!!

1۔ کتاب اللہ۔

2۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

3۔ اجماعِ اُمت۔

4۔ مجتہدین اُمت کے اقوال۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ اپنی بات مکمل کر چکے تو سوال کرنے والے صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے سامنے منافق قزمان کا قصہ بیان کیا اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی کہ......؛

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ایک فاسق و فاجر سے بھی کرا لیتا ہے......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ......؛

منافق میں اسلام کے ظاہری احکام نافذ نہیں ہوتے ہیں۔ منافقین کے جنازے بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ نماز اور دیگر عبادات میں بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ البتہ کھلے عام غیر مسلم کافر کا معاملہ مختلف ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے عہدِ رسالت اور خلفائے راشدین کے مبارک دور سے کوئی ایک مثال پیش کرنے کو کہا، جس میں اکابرین اُمت نے کسی کافر سے کوئی اعانت طلب فرمائی ہو......!

صاحبِ سوال کے پاس حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا......!

تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے فرمایا میرا ایمان یہ ہے کہ......!

میں مشرک سے مدد نہیں لیتا......!

پھر حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی......!

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۝

ترجمہ: مت جھکو ظالموں کی طرف پس لگے گی تم کو آگ (ھود:113)

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے نزدیک ہندو، بت پرست اور مشرک ہے۔ مشرکین اسلام کے ساتھ دشمنی صاف الفاظ میں قرآن مبین میں بیان ہوئی ہے کہ......!

مشرکین کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

تحریک خلافت میں آپ کا کردار ایک مجتہد کی صورت میں سامنے آیا اور آپ نے مسلمانوں اور مسلمان معاشرے میں مشرکین سے دوستیاں قائم کرنا، ان پر اعتبار کرنا خالص دینی اور اسلامی معاملات میں ان کی قیادت تسلیم کرنا جیسی برائیوں کو دو ٹوک الفاظ میں ناجائز قرار دیا......!

انگریز سرکار کی حمایت آپ کے نزدیک غیر شرعی تھی......!

تحریک خلافت میں انگریزوں نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی حمایت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی......!

حمایت نہ کرنے کی پاداش میں آپ کو سنگین دھمکیاں بھی دی گئیں مگر آپ نے انگریزوں کی حمایت کو غیر شرعی قرار دینے کا واپس نہ لیا اور کسی بھی قسم کی مصلحت کو خاطر میں نہ لائے......!!!

مسلمانوں کے سرکردہ افراد نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے عین زمانۂ جنگ میں انگریزوں کی مدد کی۔ انگریز فوج میں مسلمانوں کو بھرتی ہونے پر قائل کیا۔ اس موقع پر کمشنر راولپنڈی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کو ایک خط لکھا کہ؛:

> صوبہ سرحد اور پنجاب کی اکثر مارشل قومیں آپ کی ارادت مند ہیں۔ آپ انہیں ملک اور بادشاہ کی خدمت کے لئے فوج میں بھرتی ہونے کی ترغیب دیں۔ اس سے نہ صرف میری مشکلات آسان ہو جائیں گی بلکہ سرکار تاجِ برطانیہ بھی بے حد مشکور ہو گی......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے جرأت مندانہ جواب دیا کمشنر راولپنڈی کو لکھا کہ؛:

Marfat.com

اگر مجھے غیر اسلام اور غیر اہل اسلام کا طرف دار سمجھ کر مخاطب بنایا گیا ہے، تو یہ خیال بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ اگر اس وجہ سے مخاطب بنایا گیا ہوں کہ میں گروہِ مخالفین دولت برطانیہ سے متفق نہیں ہوں تو میرا تخالف بوجہ اصول اسلامیہ تجاویز جزئیہ میں ہے، نہ مطلقاً اور نہ اصل مدعیٰ اور غایت و نتیجہ میں۔ مجھ سے مطلوبہ ہدایت اسی صورت متصور ہوسکتی ہے کہ مقاماتِ مقدسہ مکہ و مدینہ و بغداد و بیت المقدس پر سے قبضہ چھوڑا جائے۔ ورنہ معاذ اللہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر آپ کے پیغام کی تعمیل بالکل ناممکن ہے......!!!

☆......☆......☆

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی:

1۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

2۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

3۔ حضرت عبداللہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

4۔ حضرت عبداللہ بن حارث (حضرت حلیمہ سعدیہ کے شوہر) رضی اللہ عنہ۔

5۔ ابوسفیان بن مغیرہ بن حارث بن حضرت عبدالمطلب۔

6۔ مسروح بن ثویبہ۔

☆......☆......☆

Marfat.com

تحریک خلافت کو ہندوؤں کے لیڈر مہاتما گاندھی نے سیاسی فائدے کے لئے استعمال کیا۔ کمال مہارت وہوشیاری سے وہ اسلامی حکومت کی بحالی کے لئے شروع کی گئی تحریک کا قائد بننے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک محفل میں مولانا احتشام الحق تھانوی نے گاندھی جی کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ سنایا، ملاحظہ کیجئے......!

تحریک خلافت کا ابتدائی زمانہ تھا اور مسلمان ابھی پوری طرح میدان میں نہیں اترے تھے۔ تحریک میں گاندھی جی کی دلچسپی بعض دور اندیش مسلمانوں کے لئے حیرت کا موجب بنی ہوئی تھی اور آپس میں یہ پوچھا جا رہا تھا کہ گاندھی جی کس مقصد کے تحت تحریک پر اس قدر مہربان ہیں۔ انہی ایام میں گاندھی جی نے حکیم اجمل خان کو مشورہ دیا کہ تحریک کے لیڈروں کو چاہیے کہ مولوی اور بعض دیوانوں کو اپنے ساتھ ملائیں...... گاندھی جی کا خیال تھا کہ ان کو ملائے بغیر تحریک قوت نہیں پکڑ سکتی اور عوامی تحریک نہیں بن سکتی......

چنانچہ اس مشورے کے مطابق خلافت کے زعماء کا ایک وفد جس میں حکیم اجمل خان، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، اور دوسرے لیڈر شامل تھے بہار کے ضلع مونگھیر میں مولانا محمد علی مونگھیری سے ملنے کے لئے گئے، مولانا صرف اپنے علاقے میں نہیں بلکہ اس سے باہر بھی بڑی مؤثر شخصیت تھے۔ وفد کے ہمراہ گاندھی جی بھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گاندھی جی نے مولانا سے بہت ادب سے کہا کہ......!

مولانا میں نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے اور حضور ﷺ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ دنیا کے عظیم ترین انسان تھے۔ اس

Marfat.com

کے علاوہ میں نے قرآن حکیم کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ یہ عظیم کتاب ہے اور اس نے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا ہے......!

مولانا گاندھی جی کی ان باتوں سے خاموشی سے سنتے رہے اور جب گاندھی جی اپنی بات کہہ چکے تو مولانا نے پوچھا......!

مجھے آپ اسلام کی وہ بات بتایئے جو آپ کو پسند نہیں آئی اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کے اس کمزور پہلو سے آگاہ کیجئے جسے آپ نے اچھا نہیں سمجھا......؟

گاندھی جی اس سوال کے لئے تیار نہ تھے...... کچھ چونکے اور فوراً بولے...... ایسا تو کوئی پہلو میری نظر میں نہیں آیا......!

اس پر مولانا نے گاندھی جی سے سے کہا تو پھر آپ نے ابھی تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا......!

گاندھی جی کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا......!

مولانا مونگھیری خفا ہو گئے اور فرمایا کہ......!

گاندھی جی آپ نے جو کچھ کہا غلط ہے...... آپ ہمیں صرف پھا نسنا چاہتے ہیں۔ صیاد بھی پرندوں کو پکڑنے کے لئے انہی کی بولیاں بولا کرتا ہے......! (روزنامہ کوہستان راولپنڈی 25 نومبر 1965ء احسان بی اے کی ڈائری)۔

تحریک خلافت میں ہندو مسلم اتحاد کا بڑا پرچار کیا گیا۔ بڑے بڑے جوشیلے مسلمان لیڈر ہندوؤں کے ہمنوا بن گئے۔ گائے کا ذبیحہ بھی مسلمانوں نے ہندوستان میں ممنوع قرار دیا۔ کانگرس میں مسلمانوں کی شمولیت اور مہاتما گاندھی کے تحریک

Marfat.com

خلافت کے لیڈر بننے کا تمام تر فائدہ ہندوؤں کو ہوا۔ مسلمانوں نے جوش جذبات میں مذہبی عقائد کی مختلف تاویلیں نکال کر ثابت کیا کہ ہندو اور مسلم کا اتحاد جائز ہے......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے اس موقع پر مسلئے کو خالص مذہبی اور شریعت کی آنکھ سے دیکھا......!

پھر تحریک پاکستان کے دوران ہندوؤں کے ہاتھوں بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا یعنی وہی ہوا جو حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے مسلمانوں کو بتایا تھا کہ:

یہود و ہنود کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے......

ایک ولی اللہ، اور عام بندے میں یہ فرق ہے کہ ولی اللہ کی، اللہ تبارک و تعالیٰ ہر قدم پر اپنے نور کے ذریعے راہنمائی فرماتا ہے حتیٰ کہ ولی اللہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے اللہ کے نور سے ہی دیکھتا ہے......!

اللہ کے نور سے راہنمائی پا کر ہی وہ اپنی سمت کا تعین کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو بھی وہ اسی راہ پر چلنے کی بات کرتے ہیں......!

اللہ اپنی بہت ساری نشانیاں اپنے انہی برگزیدہ بندوں کے ذریعے دنیا والوں کو دکھاتا ہے......

اللہ کی یہی نشانیاں اولیاء اللہ کی کرامتیں کہلاتی ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی یہ کرامت نہیں تو کیا ہے کہ آپ نے مسلمانان ہند کو ہندو ذہنیت سے قبل از وقت آگاہ فرمایا......!!!

☆......☆......☆

Marfat.com

اگست 1914ء کو خلافت عثمانیہ نے انگریزوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا......

برصغیر کے مسلمانوں نے خلافت کمیٹی بنا کر ترکوں کی حمایت و مدد کا فیصلہ کیا......!

ترک انگریزوں سے زیادہ دیر جنگ جاری نہ رکھ سکے اور شکست کھا گئے......!

ترکوں کی شکست کے اسباب میں دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ اندرونی انتشار و سازشیں بھی شامل تھیں۔ بہر حال ترکوں سے انگریزوں نے مسلمانوں کے مقامات مقدسہ چھینے تو مسلم دنیا میں محرومی کی ایک لہر نے جنم لیا...... جس کا اظہار انہوں نے انگریزوں کے زیر تسلط علاقوں سے ہجرت کر کے کیا......!

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو ہجرت کرتا دیکھ کر تاجدار گولڑہ قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے فرمایا کہ......!!

یہ ہجرت غیر شرعی ہے اور اس کا نتیجہ خراب نکلے گا......!

مولانا محمد علی اور مولانا تاج محمد مسلمانوں کے لیڈر تھے، مگر ہجرت کے معاملے پر حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے ان سے اختلاف کیا اور قرار دیا کہ؛ اس ہجرت کا کوئی جواز نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت اس بناء پر کی تھی کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کو اقامت دین سے منع کرتے تھے، مگر یہاں ایسی کوئی صورت حال و سبب موجود نہیں۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ......!

سب سے پہلے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنا چاہیے اور دین کے لازمی امور مثلاً فریضۂ نماز کو باقاعدگی سے ادا کرنے کا بطور خاص اہتمام کرنا چاہئیے ......!

Marfat.com

مسلمانوں نے ہجرت کرتے وقت گھروں کی قیمتی اشیاء اونے پونے داموں ہندوؤں کے ہاتھوں فروخت کیں۔ ہفتہ بعد ہی ہجرت کر جانے والے مسلمان گھروں کو واپس آنا شروع ہو گئے......!

واپس لوٹے تو انہیں ذلت و خواری کا سامنا کرنا پڑا...... جاتے وقت زمینیں اور مکانات نہایت سستے داموں ہندوؤں کے ہاتھوں فروخت کر گئے تھے...... اب ان کے پاس سر چھپانے تک کا بھی ٹھکانا نہ تھا...... گزر اوقات کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ انگریزوں نے یہ صورت حال دیکھی تو انہیں یہ قانون بنانا پڑا کہ......:

ہجرت کر جانے والوں کی املاک جس قیمت پر خریدی گئی تھیں
اسی پر واپس کی جائیں......!

بے شک خداوند تعالیٰ کے دوست وہی لوگ ہیں جو ہر حال و قیمت میں سچ کا ساتھ دیتے ہیں۔ مصلحت کا شکار نہیں بنتے...... دین کے احکامات بجا لانے میں انہیں کسی قسم کا خوف لاحق نہیں ہوتا...... ایسے ہی لوگوں کو خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کے ذریعے آمدہ حالات پر قبل از وقت مطلع فرما دیتا ہے......اولیاء اللہ کی زبان سے بیان کردہ حالات جس طرح بیان کئے جاتے ہیں ہو بہو اسی طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ مسلمانوں کے ہند سے ہجرت کر جانے
کو ایک خرابی قرار دیا تھا اور ایک ہفتے کے اندر آپ کی زبان
سے ادا ہوئی بات پوری ہوئی......!!!

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
خارق عادات کی چار اقسام ہوتی ہیں۔

1۔ معجزہ:

معجزہ صرف پیغمبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کہ انسان کی عقل کو حیران کر دینے والا عمل ہوتا ہے، معجزہ عاقل کی عقل کو عاجز کرنے والے عمل کو کہتے ہیں۔

2۔ کرامات:

جب ولی سے خرق عادت چیزوں کا ظہور ہوتو انہیں کرامات کہتے ہیں کہ وہ (ولی) ان کرامات کو دیکھتے ہوئے بھی اپنی ولایت نہیں پہچان سکتے۔ ولی سے کرامات کا ظہور تو ممکن ہے مگر معجزے نہیں۔ مثلاً دعاؤں کا قبول ہونا، ولی کا بددعا سے کافر اور منافق کا تباہ ہونا، ضرورت مند خلق کی مرادیں حاصل ہونا، وغیرہ یہ تمام چیزیں کرامات ہیں، اور ان کا انکار ناممکن ہے، لیکن کرامت کا درجہ ولی کے ساتھ خاص ہے، لیکن ایک نبی صاحب معجزہ ہوتا ہے جو کرامت سے بلند تر شے ہے معجزہ کا جواز من جانب اللہ نبی کے یقین کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ کرامت ایک متقی اور اطاعت شعار مومن کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوتی۔ نبی اپنے دعویٰ پر معجزات سے دلیل لاتا ہے اور ولی اس کے دعویٰ نبوت کا مصداق ہوتا ہے یعنی نبوت کے دعوے کو سچا ثابت کرتا ہے۔

معجزہ صریحاً خرق عادات ہے اور نبی کی کرامت بجائے خود نبی کے معجزہ کی مصداق ہوتی ہے اور نبی کی صداقت پر دلالت کرتی ہے اسی لئے کرامت معجزہ پر

Marfat.com

قوت وصداقت سے اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ بڑی سے بڑی کرامت سے کسی نبی کی شان میں فرق آتا ہے۔ انبیاء اولیاء پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اولیاء انبیاء کے متبع ہوتے ہیں اور ان کی تعلیمات کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں، یعنی جو ولایت کی انتہا ہے وہ نبوت کی ابتداء ہے، تمام انبیاء لازمی طور پر اولیاء ہوتے ہیں مگر کوئی ولی نبی نہیں بن سکتا۔ انبیاء صفات بشریت کی نفی میں اصل ہیں اور اولیاء اس میں عارضی ہیں اور فروغ کی حیثیت رکھتے ہیں، گروہ اولیاء کے لئے یہ حال طبعی طور پر طاری ہوتا ہے مگر گروہ انبیاء کے لئے یہ ایک مستقل مقام ہے، اولیاء کے لئے جو مقام ہوتا ہے وہ انبیاء کے لئے حجاب ہے۔

کرامت معجزے کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ وہ صاحب معجزہ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہے اور کرامت کا اظہار ایک مومن مطیع کے علاوہ کسی ہاتھ سے نہیں ہوتا۔ اسی لئے اولیاء کرام کی کرامتیں پیغمبر اسلام کا معجزہ ہوتی ہیں اور اولیاء کرام رسول خدا ﷺ کی صداقت کے گواہ ہیں اور جائز نہیں کہ بے گانۂ شریعت کے ہاتھ سے اس صداقت کا ظہور ہو۔

3۔ معونت:

جب کوئی بات خلاف عادت بعض بے علم اور بے عمل مجذوبوں اور دیوانوں سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں۔

4۔ استدراج:

جب کوئی خلاف عادت بات ایسے لوگوں سے ظاہر ہو جو ایمان نہیں رکھتے تو اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ......!

کرامت سے تین چیزوں حاصل ہوتی ہیں۔

Marfat.com

1۔ علم بے تعلیم یعنی بغیر پڑھے لکھے عالم ہونا۔

2۔ اولیاء بیداری میں وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو عام لوگ خواب میں دیکھتے ہیں۔

3۔ عام لوگوں کا خیال خود ان کے اندر اثر کرتا ہے مگر اولیاء کا خیال غیروں پر وہی اثر کرتا ہے۔

المختصر یہ کہ قدرت خداوندی کا ظہور انبیاء کرام کی ذات بابرکات سے ہو تو قدرتِ الٰہیہ کی یہ نشانی ''معجزہ'' کہلائے گی۔ اگر اسی طرح کی کوئی نشانی صاحب پابند شریعت بزرگ وخداوند تعالیٰ کے ولی کے ھاتھ پر سے ظہور پذیر ہو تو وہ ''کرامت'' کہلائے گی۔

اولیاء کی شخصیت میں دراصل انبیائے کرام ہی کے کردار کی جھلک نظر آتی ہے۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اولیاء را ہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرد اندز راہ

ترجمہ: اللہ کی طرف سے اولیاء کو یہ قدرت بخشی گئی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو موڑ کر واپس لا سکتے ہیں۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کے شعر میں بنیادی بات اسی قدرت خداوندی کا اظہار ہے جس کے زیر اثر ناممکن، ممکن ہو جاتا ہے اور ممکن، ناممکن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مردہ انسان زندہ ہو جاتے ہیں اور زندہ لوگ آن کی آن فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ فاعل حقیقی صرف اللہ کی ذات ہے، باقی اس کے کارندے ہیں وہ جس سے

Marfat.com

چاہتا ہے اپنا کام لے لیتا ہے جسے پسند کرتا ہے اپنا مقرب بنا لیتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے حشر تک کے لئے راندہ درگاہ کر دیتا ہے۔

کرامت تو ایک خوشبو ہے اگر کہیں گلاب ہے تو مہکے گی کرامت تو ایک روشنی ہے۔ اگر سورج کا وجود ہے تو گہرے بادلوں میں محسوس کیا جائے ایک نابینا شخص بھی رات دن میں تفریق کر سکتا ہے۔ کرامت تو ایک آگ ہے اگر انگارہ ہے تو دہکے گا۔

نہ مہکتا ہے، نہ چمکتا ہے، نہ دہکتا ہے تو پھر یہ سمجھ لو کہ راکھ ہے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ صاحب پابند شریعت بزرگ اور خداوند تعالیٰ کے ولی تھے آپ سے کئی کرامات کا ظہور ہوا جنہیں آپ نے چھپایا، باوجود آپ کے چھپانے کے آپ کی کرامات زبان زد عام و خاص بنیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے اردگرد ہر وقت عوام کا جم غفیر موجود رہتا وہ جب آپ کی ذات سے ظہور پذیر ہونے والی کرامات کا مشاہدہ کرتے تو انسانی فطرت کے مؤجب کہ جب وہ کوئی انہونی دیکھتا ہے تو اسے آگے بیان کر دیتا ہے......

ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا......

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی ان گنت کرامات میں سے ایک
مملکت پاکستان کے قیام کی داغ بیل اور اس کی تکمیل بھی شامل
ہے......!

خداوند تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ اپنی مرضی و منشاء کا زمین پر نفاذ چاہتا ہے۔ اس کی مرضی کے خلاف ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ اس کے محبوب و برگزیدہ بندے وہی راستہ اختیار کرتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ ہندوستان میں جاری تحریک خلافت کے موقع پر بھی ایسا ہی راستہ

Marfat.com

اختیار کیا حضرت شیخ اکبرؒ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ......!!

حضور نبی کریمﷺ ؛وقت کے ولی سے کام لے کر اُمت میں اپنی پاک منشاء جاری فرماتے ہیں......

ان کے اس فرمان کی رو سے ولی اللہ کی روحانیت نور نبوت سے توجہات اور اشارات حاصل کر کے رائے عامہ میں منشائے الٰہی کے مطابق انقلاب پیدا کرتی ہے......!

تحریک خلافت میں کہ جس کے دوران ہندو مسلم اتحاد کے چرچے زبان زد خاص و عام تھے۔ مگر ذاتِ خداوندی اس اتحاد کے برعکس فیصلہ فرما چکی تھی......تحریک خلافت کے دوران ہندوستان میں بسنے والے مسلمان گاندھی جی کی قیادت پر متفق ہو چکے تھے۔ سادہ لوح مسلمانوں کے ساتھ ساتھ بڑے نامی گرامی علماء بھی گاندھی جی کی قیادت کو تسلیم کر چکے تھے۔ یہی نہیں بلکہ وہ ہند مسلم اتحاد کو گاندھی جی کا بہت بڑا کارنامہ بھی قرار دے رہے تھے۔ اور اپنی تمام تر توانائیاں استعمال میں لا کر رائے عامہ کو تحریک خلافت میں شامل کرنے میں مصروف تھے۔ اس موقع پر حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے نورِ خداوندی سے روشنی پا کر ایک نیا راستہ دیکھا......

وہ راستہ تحریک خلافت کی مخالف سمت جا رہا تھا......!!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ اسی راستے پر گامزن ہو گئے......

قدرت خداوندی نے منزل کا تعین کر دیا تھا......

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ متعین کردہ منزل کی طرف گامزن ہو گئے......

ان کے بڑھتے قدموں کو روکنے کی کوششیں کی گئیں......

تحریک خلافت، خلافت اسلامیہ کی بحالی کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اس قسم کی

Marfat.com

تحریک کی مخالفت کا مطلب مسلمانوں کی اکثریت کو اپنا مخالف بنانا تھا...... حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کو منزل صاف اور واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی...... خداوند تعالیٰ کی نصرت و مدد بھی آپ کے ہمراہ تھی چنانچہ آپ نے کسی بھی قسم کی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی تحریک خلافت کی مخالفت ہی نے ہندوستان کی تقسیم کی راہ ہموار کی......

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے نزدیک رضائے الٰہی مقدم تھی۔آپ خلاف شریعت بات کو برداشت کرنے کے روادار نہ تھے۔تحریک خلافت کے نتیجے میں خلافتِ اسلامیہ کی بحالی خداوند تعالیٰ کو منظور نہ تھی بلکہ:

آسمانوں پر ایک نئ اسلامی مملکت کے قیام کا فیصلہ کیا جا چکا تھا......

زمین پر اس کے نفاذ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا......

خداوند تعالیٰ کی منشاء و مرضی ہندو مسلم اتحاد کی بجائے مخالفت میں تھی۔

اسی ہندو مسلم اختلاف نے دو قومی نظریئے کو جنم دیا۔اسی مخالفت کی بدولت مملکت اسلامیہ کے بیج ہندوستان میں بوئے گئے......

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے مملکت پاکستان کے قیام کے لئے رضائے الٰہی کے مطابق کام کیا......

قیام پاکستان یقیناً حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی کرامت ہے۔

قیام پاکستان حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی دعا کا بھی ثمر ہے......!

Marfat.com

کیونکہ قیام پاکستان کے لئے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ دعا بھی فرمائی تھی......!

بے شک اولیاء اللہ مستجاب الدعواۃ ہوتے ہیں......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ عزم و حوصلے سے تحریک خلافت کے ایام میں رائے عامہ کا طوفان ٹکرا کر پاش پاش ہوا۔ اخبارات نے مخالفانہ مضامین و اداریوں کی بھر مار کی۔ اخبارات کے مدیروں کو بہت جلد اصل حالات کا علم ہو گیا۔ جس پر انہیں اپنی پالیسیاں بدلنی پڑیں۔ انہیں بھی حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کے متعین کردہ راستے ہی پر گامزن ہونا پڑا......!!

1920ء میں حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ سے زمیندار اخبار کے مدیر مولوی ظفر علی خان نے ملاقات فرمائی۔ انہوں نے تحریک خلافت، ہندو مسلم اتحاد اور اسی نوع کے دیگر موضوعات پر مدلل دلائل کے ذریعے آپ کو قائل کرنا شروع کیا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے نہایت اطمینان و سکون سے ان کے دلائل سماعت فرمائے۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوئے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے بولنا شروع کیا۔ آپ کی گفتگو جو شریعت کی روشنی میں تھی، سننے کے بعد مولانا ظفر علی خان کے پاس خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مولوی ظفر علی خان نے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کو بغور سننے کے بعد فرمایا:

جناب! میں تو اہل اللہ کے اس دربار میں مسلمانان ہند کے لئے سلطنت مانگنے کے لئے آیا ہوں......!!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ، مولوی ظفر علی خان کی بات سن کر کچھ دیر کے لئے سکوت میں چلے گئے...... چند لمحوں کے توقف کے بعد بولے......!

میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی دعا کریں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس

Marfat.com

ملک کے مسلمانوں کو آزادی نصیب فرمائیں اور ایسی حکومت بخشیں جو ان کے دین کی خدمت کر سکے......!!!

17 برس کے قلیل عرصے بعد دعا نے حقیقت کا روپ دھارا اور مملکت پاکستان دنیا کے نقشے پر اُبھری......

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ ہر حال میں شریعت پر کاربند رہنے والے بزرگ تھے...... ذاتِ خداوند تعالیٰ تخلیق کائنات کے بعد اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے مختلف ادوار میں انبیاء کرام و رسولان کرام علیہم السلام مبعوث فرماتی رہی جن کی تبلیغ کا ایک ہی مقصد تھا کہ زمین کا مالک و خالق خداوند تعالیٰ ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ حضور علیہ السلام کی ذات مبارکہ کے ساتھ ہی سلسلۂ رسالت اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ آپ ﷺ کے بعد اس دنیا میں جامع شریعت اور طریقت میں کمال رکھنے والے حضرات گرامی تشریف لاتے رہے۔ انسانیت کی راہنمائی ان کا اوّلین مقصد حیات رہا۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے مخلوق کو خالق تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ سیدھے راستے کی طرف انسانیت کی راہنمائی فرمائی۔ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والوں کو روشن راہ دکھائی ......صرف دکھائی ہی نہ پہلے خود اس پر چل کر عملی مثال قائم کی......!

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ بھی اسی روحانی قافلے میں سے ایک تھے......!!

☆......☆......☆

Marfat.com

تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے منجھلے بیٹے جناب سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کی اولاد پاک سے ہیں۔ سید عبدالرزاقؒ اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ طریقت قادریہ، رزاقیہ شرق و غرب میں پھیلا ہوا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادہ ہونے کے باوجود آپ اور آپ کی اولاد ہی کے پاس زیادہ تر آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف کی سجادگی و تولیت رہی آپ کے ایک فرزند سید جمال اللہ المعروف پیر حیات المیر زندہ پیر کو اپنے جد بزرگوار حضرت غوث الاعظمؒ کی دعا سے حیات جاوید حاصل ہوئی۔ وہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد ہی عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوگئے۔

سید جمال اللہؒ شکل و صورت میں حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے بہت مشابہ تھے۔

سید مقیم شاہ سکنہ حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال اور سلطان بری لطیف نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد اور بہت سے دیگر اولیاء کرام کا آپ سے فیض حاصل کرنا بیان کیا جاتا ہے۔ کتب ''خزینۃ الاصفیاء''، تحفۃ القادریہ'' اور ''اقتباس الانوار'' میں مذکور ہے کہ حضرت غوث الاعظم اپنے پوتے جمال اللہ پر بے حد شفقت فرماتے تھے، انہیں گود میں لیکر پیار فرماتے اور کہتے بیٹا!!! جب امام آخر الزمان حضرت مہدی علیہ اسلام سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا:

Marfat.com

سید عبدالرزاق مفتی عراق کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کے دوسرے فرزند سید ابو صالح ہیں جو مفتی عراق کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ سید ابو صالح کے فرزند سید علی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ انہی حضرت سید علی بغدادی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی چوتھی پشت میں سے حضرت سید تاج الدین محمود قادری رزاقی رحمتہ اللہ علیہ ہیں نویں صدی ہجری میں آپ بغداد سے بنگال پہنچے۔ اس زمانے میں بنگال کے سلاطین کا پایۂ تخت گوڑ تھا اور سلطان وقت فیروز شاہ تھا۔ سلطان فیروز شاہ نے سید تاج الدین محمود قادری کو خانقاہ کی تعمیر کے لیے جاگیر عطا کی آپ کافی عرصہ بنگال میں تبلیغ و ارشاد میں مصروف رہنے کے بعد اپنی مسند ارشاد پر اپنے صاحبزادے سید ابی الحیات رحمتہ اللہ علیہ کو چھوڑ کر واپس بغداد شریف تشریف لے گئے۔ انہی ایام میں سید شریف مکی بنگال کے ایک حصے کے حکمران بن گئے وہ اپنی پرہیز گاری اور دین کی خدمت کے لئے بہت شہرت رکھتے ہیں، سید شریف مکی نے بنگال میں سید ابی الحیات کی خدمات کی بڑی حوصلہ افزائی کی اور جانی و مالی ہر طرح سے تعاون بھی کیا۔

حضرت سید ابی الحیات رحمتہ اللہ علیہ ہمایوں ابن بابر بادشاہ کے زمانہ تک زندہ رہے حضرت سید ابی الحیاتؒ کے فرزند حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ تھے، وہ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد جانشین بنے۔ انہوں نے بنگال و برصغیر ہند میں بڑی شہرت پائی۔ ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ سوری کے درمیان خونریز جنگوں سے ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ امن و امان روز بروز مخدوش ہونے لگا تو حضرت میراں شاہ قادر قمیص رحمتہ اللہ علیہ ارض مقدس بغداد شریف تشریف لے گئے کافی عرصہ بعد امن و امان بحال ہو گیا تو آپ گنگوہ واپس تشریف لے آئے اس زمانے میں یہاں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے خلفائے عظام کا بہت شہرہ تھا شیخ عبدالقدوس گنگوہی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشائخ عظام میں سے تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے

Marfat.com

صاحب سلسلہ سید علاؤ الدین علی احمد صابر ہیں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے خلفائے عظام میں شیخ جلال الدین تھانیسری، شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ اور شیخ عبدالاحد سرہندیؒ (حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد بزرگوار) وغیرہ مشائخ کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ آپ نے 945ھ میں ترانوں سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

حضرت میراں شاہ قادر قمیص رحمتہ اللہ علیہ کی گنگوہ آمد کی اطلاع پا کر حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا اور کچھ عرصہ اپنا مہمان بنایا، بوقت رخصت انہوں نے حضرت قادر قمیص رحمتہ اللہ علیہ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے اوراد وظائف مرحمت فرمائے۔

حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ، شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے رخصت ہو کر بنگال تشریف لے گئے کچھ عرصہ بنگال میں قیام فرمایا۔ بنگال کے حالات کی ناسازگاری نے آپ کو ایک بار پھر بنگال سے ہجرت کر جانے پر مجبور کیا چنانچہ آپ بھارت کے قصبہ شاہ ڈھورا جو اب ساڈھورا کے نام سے مشہور ہے چلے گئے۔ 983ھ میں جب مغل بادشاہ اکبر نے بہار فتح کیا تو اس نے حضرت مخدوم کو بنگالی کے سلطان بایزید کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ اسی زمانے میں بہار کا ایک ہندو راجہ اور اس کی رانی آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے شاہان مغلیہ نے آپ کی خانقاہ کے لئے چھ گاؤں نذر کئے ہوئے تھے جو انگریزی دور تک رہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں......:

شاہ قادر قمیصؒ ابن سید ابی الحیات، حضرت شاہ عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ پہلے بنگال میں ارشاد تبلیغ فرماتے رہے، جہاں سے فقر و تجرد کے ساتھ آ کر قصبہ ساڈھورا خضر آباد میں مقیم ہوئے وہاں سید نصر اللہ نے جو

Marfat.com

عالم دین باعمل، صاحب حال ومتبع سنت بزرگان میں سے تھے نے اپنی صاحبزادی کا عقد آپ سے کردیا، جس وجہ سے آپ نے ساڈھورا میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اس علاقے کے آس پاس کے اکثر و بیشتر لوگ اور درویشوں کی ایک جماعت آپ کے عقیدت مند وارادت مند ہوئے ہیں۔

شیخ عبدالرزاق المعروف شیخ بہلولؒ آپ ہی کے خلیفہ تھے۔

جو علم شریعت وطریقت میں کامل بزرگ ہوئے ہیں۔ شاہ قمیصؒ نے بنگال میں وفات پائی، جہاں بادشاہ وقت نے ان کو کسی کام کے سلسلہ میں روانہ کیا تھا۔ 3 ذیقعد 992ھ کو آپ کا جسد پاک بنگال سے لاکر ساڈھورا میں سپرد خاک کیا گیا، جہاں ہر سال 2 تا 11 ربیع الثانی اجتماع خلائق ہوتا ہے۔

حضرت میراں شاہ قادر قمیصؒ کے پوتے حضرت شاہ محمد فاضل قلندر بڑی مشہور شخصیت گزری ہے۔ انہوں نے 9 رمضان المبارک 1104ھ کو انتقال فرمایا اور قلعہ ساڈھورا کے قریب سپرد خاک کئے گئے یہ جگہ پہلے شاہ محمد فاضل کی گھاٹی اور بعد میں ''فاضل پور'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

حضرت میراں شاہ قادر قمیص رحمتہ اللہ علیہ کی بارھویں پشت میں ایک بزرگ حضرت سید عبدالرحمان نوریؒ تھے، جن کے صاحبزادگان حضرت پیر سید روشن دینؒ و پیر سید رسول شاہؒ تھے، حضرت سید عبدالرحمان حج کے لئے گئے کہ واپسی پر بصرہ کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا۔ والد بزرگوار کے انتقال کی اطلاع پاکر دونوں صاحبزادگان ساڈھورا سے بصرہ گئے، والد کے مزار پر چھ ماہ تک مقیم رہنے کے بعد دونوں بھائی حج کے لئے روانہ ہوگئے حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد دونوں بھائی بغداد شریف و بصرہ سے ہوتے ہوئے کابل پہنچ گئے۔ اپنی علمی قابلیت کی وجہ

Marfat.com

سے حضرت پیر سید روشن دینؒ جلد ہی کابل میں مشہور ہوگئے۔ ان کے ایک علمی مناظرے نے امیر کابل کو بہت متاثر کیا چنانچہ اس نے حضرت پیر سید روشن دینؒ کو منصب قضاء پیش کیا مگر آپ نے معذرت کرلی۔

حضرت پیر روشن دینؒ کابل میں کچھ عرصہ قیام کے بعد وطن کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں گولڑہ کے مقام پر ایسے رکے کہ پھر یہیں سکونت پذیر ہوگئے۔

یہ غالباً بارھویں صدی ھجری کے آخر کی بات ہے تخت دہلی پر مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی فروکش تھا اور بنگال پر انگریز قابض ہو چکے تھے۔ ہر طرف افراتفری و بدامنی کا دور دورہ تھا۔ پنجاب پر سکھ قابض ہو رہے تھے...... مرہٹے اور انگریز دہلی پر نظر لگائے بیٹھے تھے......!

1760-61ء میں احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری لڑائی کی وجہ سے گردونواح میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ ان حالات کے پیش نظر حضرت پیر سید روشن دینؒ اور حضرت پیر سید رسول شاہؒ نے اپنی تبلیغ وارشاد کے لئے گولڑہ شریف کو موزوں جانتے ہوئے یہیں مستقل طور پر سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے ساڈھورا سے اپنے اہل وعیال کو بھی اسی جگہ بلوالیا۔

حضرت پیر سید روشن دینؒ اور حضرت سید رسول شاہؒ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ساتھ اپنے خصوصی خادم سائیں علی محمد عرف مسکین شاہ پانی پتی کو بھی گولڑہ شریف بلوالیا۔

حضرت پیر سید روشن دینؒ تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے داداد حضرت پیر سید غلام شاہؒ کے والد تھے۔ حضرت پیر سید روشن دینؒ پہلے وصال فرماگئے۔ حضرت پیر سید رسول شاہؒ کا بعد میں انتقال ہوا دونوں حضرات کے مزارات آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے شمال کی طرف ایک چار دیواری کے اندر زیارت گاہ عوام الناس ہیں۔

Marfat.com

حضرت پیر سید رسول شاہؒ کے دو صاحبزادے پیر سید میراں شاہؒ اور پیر سید فضل دین شاہؒ تھے۔

حضرت پیر سید فضل دین شاہؒ صاحب بڑے پیر صاحب کے نام سے مشہور و معروف ہوئے۔ حضرت پیر سید فضل دینؒ نے مجرد و مرتاض زندگی گزاری، ان کا وصال 108 برس کی عمر میں 12 ذیقعد 1311ھ کو ہوا۔ ان کا مزار شریف آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں جانب شمال مغرب واقع ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو سلسلہ طریقت قادریہ جدید میں آپ ہی سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی۔ آپ کے وصال سے گیارہ برس قبل تاجدار گولڑہ مسند ارشاد پر متمکن ہو چکے تھے۔

حضرت پیر سید روشن دین شاہؒ کے فرزند پیر سید غلام شاہؒ تھے۔ حضرت پیر سید غلام شاہؒ کی شادی اپنے چچا پیر سید رسول شاہؒ کی صاحبزادی اور پیر سید فضل دین شاہؒ کی ہمشیرہ سے ہوئی جن سے تاجدار گولڑہ کے والد حضرت پیر سید نذر دین شاہؒ تولد ہوئے۔ تاجدار گولڑہ کے والد بزرگوار حضرت پیر سید نذر دین شاہؒ صاحب کی ولادت 1234-35ھ بمطابق 1815ء گولڑہ میں ہوئی آپ مادر زاد ولی تھے۔ پوٹھواری زبان میں والد صاحب کو ''اجی'' کہتے ہیں اس لئے آپ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے والد بزرگوار ہونے کی وجہ سے حضرت ''اجی'' صاحب کے نام سے مشہور خلائق ہوئے۔

حضرت اجی صاحب کی شادی حسن ابدال کے گیلانی سادات کے خاندان میں ہوئی تھی جو حجرہ شاہ مقیم ضلع ساہیوال کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤالدین عرف بہاول شیر قادر گیلانی کی اولاد سے ہیں۔ حضرت بہاول شیر سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سید عبدالرزاقؒ کی اولاد سے ہیں۔

Marfat.com

حضرت بہاول شیر نویں صدی ھجری کے قریب بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی اولاد محترمہ پیر بہادر شاہ گیلانی کی دختر نیک اختر تھیں۔

تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز والد اور والدہ دونوں طرف سے نجیب الطرفین گیلانی سید ہیں۔

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے والد بزرگوار کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا جو ''مہر منیر'' میں نقل ہوا ہے۔ یہ واقعہ حضرت پیر سید نذر دین شاہؒ کے عین عالم شباب وقوع پذیر ہوا اور اس سے ان کے گھرانے کو بڑی شہرت ملی......

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ:

اوائل عمری میں حضرت ''اجی'' صاحبؒ شب و روز عبادتِ الٰہی اور مطالعہ کتب کے سلسلے میں اپنی آبائی مسجد میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اس مسجد کے قریب ہی سکھوں کا محلّہ تھا، جہاں سکھ قلع دار کی ایک رشتہ دار لڑکی بد چلنی کے الزام میں حاملہ پائی گئی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مقامی مخالف نے جو قلعہ دار کا معتمد تھا اور اس نو وارد شریف خاندان کی عظمت اور روز افزوں اثر و رسوخ کی وجہ سے حسد کرتا تھا۔ اس نے حضرت اجی صاحب کے سر لڑکی کا الزام دھر دیا...... قلعہ دار نے بغیر کسی مزید ثبوت کے حضرت اجی صاحب کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ساتھ ہی اس نے فیصلہ بھی سنا دیا کہ آپ کو اس الزام میں زندہ جلا دیا جائے......

اس الزام پر مقامی لوگ سکھ قلع دار کے پاس گئے اور حضرت اجی صاحبؒ کی پارسائی کا اسے یقین دلایا۔ سکھ قلع دار نے مسلمانوں کے وفد سے کہا کہ اگر حضرت

Marfat.com

اجی صاحبؒ واقعی بے گناہ ہیں تو درگاہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین صاحبؒ بنفس نفیس آئیں اور یقین دلائیں کہ لڑکا بے گناہ ہے، میں حضرت اجی صاحبؒ کو رہا کردوں گا...... اس وقت سجادگی پر حضرت اجی صاحبؒ کے ماموں حضرت سید فضل دینؒ رونق افروز تھے۔ آپ تک سکھ قلعہ دار کا مطالبہ پہنچا تو آپ نے اس کے ہاں جانے کی بجائے کہا کہ؛:

سکھ قلعہ دار سے کہہ دو کہ وہ، حضرت اجی صاحبؒ کو زندہ جلا ڈالے...... اگر وہ گناہ گار ہیں تو ان کا جل جانا ہی ہمارے لئے بہتر ہے......

مقامی مسلمانوں کے دلوں میں سکھ قلعہ دار کے اس فیصلے کی وجہ سے سخت بے چینی پیدا ہوئی چنانچہ تاریخ سزا سے ایک دن قبل قریبی مواضعات بشمول میرا بادیہ اور میرا اکُو کے مسلمانوں کے نمائندہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ سکھ قلعہ دار سے جنگ کر کے حضرت اجی صاحبؒ کو چھڑایا جائے...... حضرت بڑے پیر صاحبؒ تک مسلمانوں کا فیصلہ پہنچا تو آپ نے ان تک اپنا پیغام یوں پہنچایا کہ؛:

جو کوئی اس قسم کی کاروائی کرے گا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو گا......

حضرت پیر سید فضل دینؒ المعروف بڑے پیر صاحبؒ کا فیصلہ سن کر مسلمانوں نے سکھ قلعہ دار کے خلاف جنگ نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک نمائندہ وفد بڑے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یقین دہانی کرائی کہ وہ کسی قسم کی کاروائی نہیں کریں گے......

سکھ قلعہ دار کے لئے بظاہر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کوئی رکاوٹ نہ رہی

Marfat.com

دوسری جانب قدرت خداوندی اپنے معصوم بندے کو بچانے کے لئے ایک فیصلہ آسمانوں پر فرما چکی تھی جسے زمین پر نافذ کرنے کے لئے سزا والا دن بھی متعین کیا جا چکا تھا......

سزا والے دن صبح سویرے ہی لوگوں کی بڑی تعداد قلعے کے باہر جمع ہو گئی...... بچے، مرد، عورتیں سب چیخ چیخ کر پکار رہے تھے کہ ان کا پیر زادہ بے گناہ ہے...... عورتوں نے زمین آسمان ہلا دینے والے بین کرنے کے ساتھ ساتھ پہنے زیورات اتارنے شروع کر دیئے...... چند لمحوں میں وہاں زیورات کا ڈھیر جمع ہو گیا...... عورتیں زیورات کے ڈھیر کے گرد بیٹھ کر سکھ قلعہ دار کو زور زور سے پکار رہی تھیں اور کہے جا رہی تھیں کہ ہمارے بے گناہ پیر زادے کے وزن کے برابر سونا تول کر لے جاؤ اور انہیں رہا کر دو...... سکھ قلعہ دار کے کانوں پر عورتوں، بچوں کی آہ و زاری نے کوئی اثر نہ کیا...... اس زمانے میں دستور تھا کہ سزائے موت شارع عام پر دی جاتی تھی۔ اسی دستور کے مطابق ایک کھلی جگہ منتخب کی گئی تا کہ وہاں حضرت اجی صاحبؒ کو جلانے کی سزا پر عمل درآمد ہو سکے...... اس طریق سے ایک طرف اگر سکھ قلعہ دار اپنے دلی بغض کی تسکین پانا چاہتا تھا تو اسی طریق سے قدرت خداوندی اپنی نشانی ایک جم غفیر کو دکھانا چاہتی تھی وگرنہ اتنی بڑی تعداد میں جمع لوگ دیکھ کر سکھ قلعہ دار جگہ بدل دیتا......

جس جگہ حضرت اجی صاحبؒ کو سزا دی جانے والی تھی کو فوج نے ایک دن پہلے ہی سے اپنے گھیرے میں لے لیا...... اور وہاں لکڑیوں کی اس قدر بڑی چتا تیار کی گئی جیسے ایک فرد نہیں بلکہ پورے قصبے کو جلانا مقصود ہو......

روایت کے مطابق وہ بدھ کا دن تھا...... اس دن کے طلوع ہونے سے قبل کی رات

Marfat.com

حضرت اجی صاحبؒ کو حضور غوث الاعظمؓ کی زیارت نصیب ہوئی اس خواب میں حضور غوث الاعظمؓ نے حضرت اجی صاحبؒ سے کہا کہ؛:

چتا پر جانے سے پہلے غسل کر کے جانا، گھر میں جو نیا لباس ہے وہ زیب تن کرنا اس کے بعد دو نفل ادا کرنا...... سزا پر عمل درآمد سے قبل دستور کے مطابق سکھ سپاہیوں نے حضرت اجی صاحبؒ سے آخری خواہش پوچھی؟ آپ نےحضور غوث الاعظمؓ کے فرمان کے مطابق غسل کرنے ، نیا لباس پہننے اور دو رکعات نفل ادا کرنے کی مہلت مانگی...... سکھ سپاہیوں نے آپ کی خواہش کی تکمیل کی......

حضرت اجی صاحبؒ نے غسل کیا، گھر سے لایا نیا سوٹ زیب تن کیا پھر دو رکعات نفل ادا کیئے ...... اس کے بعد قبل اس کے کہ سکھ سپاہی آپ کو پکڑ کر چتا کی طرف لے جاتے آپ خود آگے بڑھ کر چتا پر جا بیٹھے...... لکڑیوں پر تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی...... مگر لاکھ کوشش و جتن کے لکڑیوں میں آگ نہ لگ سکی...... یہ صورت حال موقع پر موجود حضرت اجی صاحبؒ پر الزام دھرنے والے شخص نے دیکھی تو وہ چیخ چیخ کر پکارنے لگا کہ سپاہی پیروں سے مل گئے ہیں...... اس لئے جان بوجھ کر لکڑیوں کو آگ نہیں لگا رہے...... یہ کہتے ہوئے وہ خود اپنی جگہ سے اٹھا اور چتا کی جانب بڑھتے ہوئے کہنے لگا......؛:

میں دیکھتا ہوں کیسے آگ نہیں لگتی۔ وہ حضرت اجی صاحبؒ کے قریب پہنچا اور آپ کے خوبصورت نرم و نازک جسم ، لمبے لمبے گھنگریالے بالوں پر تیل سے بھر برتن انڈیل دیا...... اس کے بعد اس نے ایک برتن میں خشک بنولے ڈالے اور انہیں آگ لگا دی جب شعلے بلند ہونے لگے تو اس نے وہی برتن

Marfat.com

حضرت اجی صاحبؒ کے نیچے موجود لکڑیوں پر رکھ دیا...... شعلے لپکتے رہے جن کی حرکت سے حضرت اجی صاحبؒ کے لمبے لمبے گھنگریالے بال ہوا میں لہرانے لگے...... لیکن آگ نے حضرت اجی صاحبؒ پر کوئی اثر نہ کیا......

آگ اثر بھی کیسے کر سکتی تھی کہ اسے اس کے خالق کا حکم مل چکا تھا کہ......؛ میرے بے گناہ بندے کے لئے ٹھنڈی ہو جا......
اور پھر آگ اسی طرح ٹھنڈی ہو گئی جیسے وہ ابراہیمؑ کے واسطے ٹھنڈی ہوئی تھی......

حضرت اجی صاحبؒ پر الزام دھرنے والا شخص بہت پریشان ہوا اور اس نے آخری حربے کے طور پر جلتے ہوئے بنولوں کو حضرت اجی صاحبؒ کے تیل میں شرابور کپڑوں پر اُلٹ دیا...... لیکن آگ کیسے حضرت اجی صاحبؒ کو جلاتی کیونکہ اس کے خالق نے اسے حکم دیا تھا کہ تو میرے بندے کے لئے سکون و آرام پہنچانے والی بن جا......اور پھر جب آگ لگے بنولے حضرت اجی صاحبؒ پر اُلٹے گئے آگ بجھ گئی......

یہ دیکھ کر موقع پر جمع لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ......؛

حضرت اجی صاحبؒ بے گناہ ہیں......

تمام تر کارروائی دیکھنے کے لئے سکھ قلعہ دار موقع پر موجود تھا ...... اس نے آگ کو حضرت اجی صاحبؒ کے لئے ٹھنڈی ہو جانا دیکھا تو اسی وقت حکم دیا کہ آپ پر الزام دھرنے والے مخبر کو گرفتار کر کے اسی چتا پر جلا دیا جائے......

Marfat.com

دوسری طرف وہ ہاتھ باندھے حضرت اجی صاحبؒ کے پاس پہنچا اور عرض کی؛:

آپ واقعی بے گناہ ہیں۔ میں نے اس برے آدمی کے کہنے میں آ کر آپ پر ناحق ظلم کیا...... میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں......

حضرت اجی صاحبؒ کی بے گناہی کے ثابت ہونے کا منظر مدتوں زبان زد عام و خاص بنا رہا......

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ......؛:

اس روز حضرت پیر سید فضل دینؒ صبح ہی سے اپنے حجرے میں بغداد شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے تھے اور بار بار آدمی بھیج کر حضرت اجی صاحبؒ کی خبر منگواتے...... جب آپ نے سنا کہ......؛:

حضرت اجی صاحبؒ پر الزام لگانے والے مخبر کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اسے چتا پر چڑھایا جانے والا ہے تو آپ نے اپنا آدمی دوڑایا اور اسے کہا کہ نذر دین شاہؒ سے کہو کہ......؛:

الزام دھرنے والے شخص کو معاف کر دو......!

حضرت پیر سید فضل دینؒ کے قاصد کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی حضرت اجی صاحبؒ نے سکھ قلعہ دار سے کہہ دیا تھا کہ......؛:

میں اس وقت تک چتا سے نہیں اتروں گا جب تک مجھ پر الزام لگانے والے شخص کو معافی نہیں دے دی جاتی......

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ اس کے بعد بیان کرتے ہیں کہ......؛:

حضرت اجی صاحبؒ کے تیل میں بھیگے کپڑوں کے ساتھ لوگوں نے غلافِ کعبہ کا سا سلوک کیا۔ اور عالم شوق و وارفتگی میں تبرکاً

Marfat.com

ان کے چیتھڑے کر کے ہمراہ لے گئے......

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْخَلَائِقِ وَ اَفْضَلِ

اے اللہ درود بھیج محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جو مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور افضل بشر ہیں

الْبَشَرِ وَشَفِیْعِ الْاُمَمِ یَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

اور روز حشر و نشر اُمت کے شفیع ہیں اور درود بھیج سیدنا محمد ﷺ اور آل

عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍم بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ

سیدنا محمد ﷺ پر معلوم اعداد کی حد تک اور درود بھیج محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر

عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ صَلِّ

اور برکت وسلامتی ہو اور درود بھیج تمام انبیاء اور رسولوں پر اور درود بھیج تمام فرشتوں پر

عَلٰی کُلِّ الْمَلٰئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

جو مقربین ہیں اور صالح بندوں پر زیادہ سے زیادہ درورد وسلام بھیج ساتھ اپنی رحمت

کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ وَبِفَضْلِکَ وَبِکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ

وفضل وکرم کے سب سے زیادہ کرم کرنے والے

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۵ ط

ساتھ رحمت کے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

Marfat.com

يَا قَدِيْمُ   يَا دَآئِمُ   يَا حَيُّ   يَا قَيُّوْمُ   يَا وِتْرُ   يَا اَحَدُ

اے قدیم اے ہمیشہ رہنے والے اے زندہ اے قائم اے وتر اے احد اے بے نیاز

يَا صَمَدُ   يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ   وَلَمْ يُوْلَدْ o

جسے کسی نے جنا نہیں اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o

اور نہیں کوئی اس کے جوڑ کا وہ اکیلا ہے۔

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ o

ساتھ رحمت کے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

خدا کی شان ملاحظہ کیجئے کہ اس واقعہ کے بعد جلد ہی یعنی 1848ء میں سکھوں کی حکومت ختم ہوگئی اور پنجاب پر انگریز سرکار کی حکومت قائم ہوگئی۔

☆......☆......☆

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ شریک بہنیں:

1۔ حضرت حُذافہ عرف شیما بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

2۔ انیسہ۔

3۔ حدیقہ۔

(مدارج النبوہ)

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا شمار ان اولیائے کرام میں ہوتا ہے جن کے فیوض روحانی کا سلسلہ ہمیشہ رواں دواں دریا کی مانند ہے آپ کو اپنے مجاہدہ، مشاہدہ، علم اور فضل الٰہی سے حق الیقین میں ایک نہایت اعلیٰ وارفع مقام حاصل ہوا، علم لدنی کا گنج بے کراں آپ کو عنایت ہوا تھا، آپ کا وجود اقدس بیسویں صدی کے زمانہ میں بنی نوع انسان کی ایک بہت بڑی تعداد کو گمراہی سے بچانے کا موجب ہوا، فیضان الٰہی کا وہ چشمہ جو حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی ذات بابرکات سے جاری ہوا تھا، آپ کے وصال کے بعد بھی بدستور رواں دواں ہے اور ایک بہت بڑی تعداد مخلوق خدا روزانہ آپ کے آستانۂ عالیہ پر حاضری دیتی ہے اور اپنا دامن روحانی فیوض و برکات سے بھرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ ابھی اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے متعلق آپ کے خاندان میں بشارتیں گونجنے لگیں آپ کے والدین شریفین کو مسلسل عالم غیب سے آوازیں سنائی دیتیں کہ عنقریب ان کے گھر میں ایک نورانی چراغ روشن ہونے والا ہے جس کی کرنیں سرزمین ہند ہی نہیں بلکہ پورے کرۂ ارض کو روشن و منور کر دیں گی......

> حضرت پیر مہر علی شاہ کے دنیا میں تشریف آوری کے چند یوم باقی تھے کہ ایک عمر رسیدہ مجذوب خانقاہ میں تشریف لایا اور کہنے لگا کہ...... "میں اس گھر میں تشریف لانے والے ولی اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہوں"۔

مجذوب خانقاہ ہی میں مقیم ہو گیا تاوقت یہ کہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی ولادت

Marfat.com

ہوئی اس نے حرم سرائے کی ڈیوڑھی میں پہنچ کر ولی اللہ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت پیر صاحب کو ان کے سامنے لایا گیا، مجذوب نے آپ کے ہاتھ پاؤں بڑی عقیدت سے چومے، اس کے بعد وہ خانقاہ سے رخصت ہو گیا......

☆......☆......☆

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ یکم رمضان المبارک 1275ھ بمطابق 4 اپریل 1859ء بروز سوموار اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کا سلسلہ نسب پچیس 25 واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؒ اور چھتیس 36 واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسنؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب بھی پچیس واسطوں سے حضرت غوث الاعظمؒ سے جا ملتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی ولادت اسلام آباد میں مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع علاقہ گولڑہ میں ہوئی۔

گولڑہ کی وجہ تسمیہ وہاں قیام پذیر گولڑہ قوم تھی......!

مگر اب گولڑہ کی اب وجہ شہرت حضرت پیر مہر علی شاہؒ ہیں......!

سکھوں کے زمانۂ اقتدار میں گولڑہ سکھ قلعدار کا صدر مقام تھا، سکھوں کی تحصیل و قلعہ کے کھنڈرات کے آثار اب تک موجود ہیں......!

پاکستان قائم ہوا تو اسلام آباد میں اس سلطنت خداداد کا دار الخلافہ بنا اور گولڑہ کے اردگرد کے علاقے کو بے پناہ عروج ملا۔ جدید زمانے کی تمام سہولتیں اس علاقے میں آ گئیں......

Marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے وجود بابرکت کے سبب اس علاقے کو بے پناہ عروج ملا۔ گولڑہ منبع برکات ہونے کے باعث مرجع خلائق ہے......!

گولڑہ کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ......:

اٹھارویں صدی عیسویں کے آخر تک یہاں افغانوں کا قبضہ تھا۔ احمد شاہ ابدالی نے رنجیت سنگھ کو افغانوں کی طرف سے پنجاب کا صوبیدار مقرر کیا تھا۔ احمد شاہ ابدالی کے انتقال کیساتھ ہی رنجیت سنگھ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اس نے پنجاب کے ساتھ اس علاقہ کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ بعدازاں یہاں انگریزوں کی عملدرآری قائم ہوگئی......!

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کی ولادت اس زمانے میں ہوئی جب یہاں مکمل طور پر انگریزوں کی عملدآری قائم ہوچکی تھی۔

ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی پہلی جنگ آزادی جسے انگریز مؤرخین نے ''غدر دہلی'' کا نام دیا میں بے پناہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ہندوستان پر سے سلطنت مغلیہ کا سورج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈوب چکا تھا۔ اسلام اور دین اسلام کے لئے سرگرم افراد کو انگریزوں نے پابند سلاسل کر دیا تھا، حالات کی سنگینی نے برصغیر میں مسلمانوں کا جینا مشکل کر دیا۔ حتیٰ کہ اسلامی اقدار مٹتی نظر آتی تھیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ حالات اس قدر گھمبیر اور

Marfat.com

کٹھن ہو چکے تھے کہ ہر طرف مایوسی کے گہرے بادل چھائے دکھائی دیتے، مسلمانوں کو انگریزوں کی جانب سے خصوصی طور پر ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ ظلم و ستم کے گہرے بادلوں کے پیچھے امید کی کرن چھپی ہوتی ہے......

کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ......؛

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

ترجمہ:۔ پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کچھ کرنے پر قدرت رکھتا ہے، غم و مصیبت کی المناک گھڑیوں کو وہی ذات اقدس راحت میں بدلتی ہے......

رات کی تاریکی کو وہی سپیدی میں بدلتا ہے......

ظلم و بربریت کا دور ہمیشہ برقرار نہیں رہ سکتا......

ہر عروج کو زوال سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے......

یہی قانون فطرت ہے......

وہی ذات اقدس ایسی ہستیوں کو پیدا فرماتی ہے جو تاریک دور میں امید کی کرن بنتی ہیں......

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوق کی صراۃ مستقیم کی طرف رہنمائی انہی ہستیوں کے ذریعے فرماتی ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ......؛

مقبولان خدا بنتے نہیں بلکہ بنائے جاتے ہیں......!

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ ایسے ہی مقبولان خدا بندوں میں سے ایک تھے......!!!

Marfat.com

صَلَّ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تاریک و بدترین دور کے بعد تجدید و احیاء دین کا کام حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے لیا......

آپ کی علمی و روحانی قوت سے منتشر و بکھری ہوئی قوت مسلم کو نظم و اتحاد ملا کیونکہ آپ کی ذات بابرکات میں مقناطیسی کشش تھی......

تھوڑے ہی عرصہ میں قوم میں نئی زندگی نے جنم لیا اور وہ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے بیدار ہوئی......

بیداریٔ ملت پر دنیا اور اہل دنیا حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے......

ایسے ہی مواقع پر ناممکن کو ممکن کا روپ ملتا ہے بے یقینی یقین کے قالب میں ڈھلتی ہے......

وقت کے پیمانے بدلتے ہیں......

تاریخ لکھنے کے لئے مورخ کا قلم حرکت میں آتا ہے......

المختصر یہ کہ ایک قلیل ترین وقت میں برصغیر میں ایک نئی مملکت اسلامیہ پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا......

اس وقت پاکستان کا مطلب کیا......؟

''لا الہ الا اللہ'' ہر زبان سے نکل رہا تھا۔

Marfat.com

صَلَّ اللّٰهُ عَلٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا......

وہی خالق ہے وہی مالک ہے......

وہی رزاق ہے......

اسے نہ تو کسی تعارف کی ضرورت ہے نہ ہی کسی تعریف کی......

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت انسان کے ذریعے ہی اپنا اور اپنی مخلوق کا تعارف کرایا......

اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب مقدس قرآن مبین میں انسانوں ہی کی تذکرے پڑھنے کو ملتے ہیں......

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا کہ انسان کے آگے فرشتوں کو جھکا دیا......

اس نے انسان کو صلاحیتوں سے اس لئے نوازا کہ وہ کائنات اور اس کے خالق کے بارے میں غور وفکر کرے......

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے مقرر کئے ہوئے ازل سے نامزد فرمائے ہوئے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو گناہ اور کفر کی تاریکی سے باہر نکالیں ان سے جہالت کے اندھیرے دور کریں حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین بنا کر

Marfat.com

مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ہی نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ آئندہ کے لیے یہ کام اللہ رب العزت نے اپنے مقبول بندوں کے ذریعے لینے کا اعلان کیا۔

امام حاکمؒ بیہقیؒ اور ابو داؤدؒ نے یہ حدیث رسول مقبول ﷺ نقل کی ہے کہ:

> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص مبعوث فرمائیں گے جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ مجدد تھے۔ آپ کی ذات بابرکات سے خداوند تعالیٰ نے دین اسلام میں نئی روح پھونکی...... آپ ہی نے اسلام میں داخل کر دیئے جانے والے غلط عقائد کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا...... آپ ہی نے اپنے قول وفعل سے مسلمانان برصغیر کے لئے راہنماء اصول وضع فرمائے......

المختصر یہ کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ شان مجددیت سے سرفراز فرمائے گئے کیونکہ محدثین عظام نے مجدد کے لئے جن صفات کا حاصل ہونا ضروری قرار دیا ہے وہ تمام کی تمام آپ میں موجود تھیں، مثلاً

1۔ علوم شریعہ پر آپ کو مکمل عبور تھا۔
2۔ علوم باطنی پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔
3۔ آپ کا درس وتدریس کا وسیع حلقہ تھا۔
4۔ آپ کی تصانیف وتالیفات فتوے کی حیثیت رکھتی ہیں۔
5۔ آپ کے وعظ وتبلیغ سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ فرمایا۔
6۔ آپ نے اپنے قول وفعل سے حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو زندہ فرمایا۔

Marfat.com

7۔ بدعات کے خاتمے کے لئے آپ نے عملی جہاد فرمایا، تحریر و بیان ہر دو کے ذریعے توحید کا پیغام عام فرمایا۔ رواج پا جانے والی بدعات کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔

8۔ عقیدہ ختم نبوت کے لئے ہر میدان میں جہاد فرمایا، مرزا قادیانی کے خلاف جہاد کے لئے ہندوستان کے تمام مسالک نے بلا اختلاف آپ کو اپنا قائد تسلیم کیا تھا۔

☆......☆......☆

جس وقت حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت ان کے معزز اور قابل تکریم خاندان کی مسند ارشاد پر حضرت پیر سید فضل دینؒ جلوہ فگن تھے۔ آپ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کے والد ماجد کے ماموں ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کے پیر طریقت بھی تھے، انہیں غیبی آواز کے ذریعے اطلاع کر دی گئی تھی کہ:

عنقریب ان کے خاندان میں بہت بڑے مجدد دین تشریف لانے والے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو علم کی جستجو اس قدر تھی کہ ابھی آپ چار سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ عربی کا قاعدہ پڑھنے لگے ایک دن موسم گرما میں حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ عربی قاعدہ پڑھتے پڑھتے گھر سے باہر سو گئے کہ اسی اثناء میں حضرت پیر سید فضل دینؒ نماز ظہر کی تیاری کے سلسلہ میں باہر تشریف لائے اور

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو دھوپ میں کھلے آسمان تلے سوتا دیکھا تو فوراً خادم کو بلوایا تا کہ وہ انہیں گھر لے جائے جب تک خادم آ نہ گیا حضرت پیر فضل دینؒ، حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ پر سایہ کئے کھڑے رہے اور اس وقت انہوں نے فرمایا کہ؛:

اسے نہیں معلوم کہ ایک روز یہ کس مقام پر فائز ہونے والا ہے......

آپ کو خداوند تعالیٰ نے دنیائے روحانیت کے بلند درجے پر فائز فرمایا...... عالم جذب میں حضرت پیر فضل دینؒ کے بولے گئے کلمات ہو بہو اسی طرح دنیا والوں نے ملاحظہ کئے......!

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ کے مدرسہ سے حاصل فرمائی، درس قرآن کے ساتھ ساتھ عربی فارسی کی تعلیم بھی آپ نے یہیں سے حاصل کی آپ کے حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روز کا سبق آپ حفظ کر کے مدرس کو سنایا کرتے جب ناظرہ قرآن ختم کیا تو اس وقت حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو مکمل قرآن مجید حفظ ہو چکا تھا جس وقت آپ کو مدرسے حصول علم کے بھیجا گیا آپ اتنے کم عمر تھے کہ خادم آپ کو اٹھا کر لے جاتا اور واپس لاتا۔

ابتدائی تعلیم کے دوران آپ سے ایک کرامت کا ظہور ہوا جو یوں بیان ہوئی ہے کہ......؛:

مدرسہ کے طلباء کو راولپنڈی جا کر امتحان دینا پڑتا تھا، امتحان دینے کے لئے جمعہ چوکیدار آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گیا، اتنے چھوٹے طالب علم کو

Marfat.com

دیکھ کر انگریز ممتحن حیرت میں ڈوب گیا اس کے ہوش حواس بحال ہوئے تو اس نے سب سے پہلے آپ ہی سے سوال جواب کا سلسلہ شروع کیا مشکل ترین سوال کا جواب بھی آپ نے ٹھیک ٹھیک دیا تو ممتحن کو اور بھی حیرانی ہوئی اور بولا اگر اس قدر کم سن طالب علم کی قابلیت کا یہ عالم ہے تو دکھائی دیتا ہے استاد کی تعلیم بہت اچھی ہوگی، چنانچہ اس نے دیگر طلباء کو بھی آپ کے ساتھ امتحان میں پاس قرار دے دیا۔ طلباء اور استاد نے اس کامیابی کو اسی وقت حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کی کرامت قرار دیا......

☆......☆......☆

حضرت پیر سید فضل دینؒ جو بڑے پیر صاحب کے نام سے مشہور تھے نے حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم کے لئے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے نامور دینی عالم مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا تھا جنہوں نے آپ کو کافیہ تک کی تعلیم دی۔ مدرس کا دیا گیا ہر سبق قبلہ عالمؒ حفظ کر کے سناتے جس سے انہیں خوشگوار حیرت ہوتی۔ مولوی غلام محی الدین تک آپ کے مادر زاد ولی ہونے کی شہرت پہنچی تو انہوں نے تصدیق کے لئے حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو کتاب میں سے ایسا سبق یاد کر کے سنانے کو کہا جسے کیڑا کھا چکا تھا، حضرت نے انہیں آگاہ کیا کہ کتاب کرم خوردہ ہے اسے وہ کیسے یاد کر سکتے ہیں، مولوی صاحب نے ان کے عذر کو رد کرتے ہوئے کہا میں نہیں جانتا اگر کل کو یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ خود اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کے حکم کے بعد میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا جہاں عام

Marfat.com

طور پر مطالعہ کیا کرتا تھا، کتاب کے کرم خوردہ حصے کو سمجھنے کی لاکھ کوشش کی مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا، آخر سر اٹھا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے خواست گار ہوا:

یا اللہ، تجھے تو معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے بتا دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا......

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرنے کی دیر تھی کہ اچانک درخت کے پتوں میں ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے میں نے حفظ کرلیا۔ عبارت حفظ کرنے کی دیر تھی کہ غائب ہوگئی میں فی الفور استاد صاحب کے پاس پہنچا اور انہیں عبارت سنادی، جسے سن کر انہیں شبہ ہوا مگر میں نے راز ظاہر نہ کیا اور کہا مجھے اس کے صحیح ہونے میں اس قدر یقین ہے کہ اگر مصنف قبر سے نکل کر آجائے اور کہے غلط ہے میں تب بھی نہیں مانوں گا۔ استاد صاحب عبارت کی صحت کے لئے اسی روز راولپنڈی گئے اور ایک صحیح سالم نسخہ سے میری بتائی گئی عبارت کو چیک کیا اور اس وقت وہ بہت حیران ہوئے جب میری بتائی گئی عبارت حرف بحرف درست ثابت ہوئی، استاد صاحب نے راولپنڈی سے واپس آکر بصد حیرانی میری جانب سے سنائی گئی عبارت کی صحت کا اعتراف کیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے......!

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی تعلیمی استعداد و قابلیت سے ان کے استاد مولوی غلام محی الدین بے حد متاثر ہوئے، ایک روز وہ حضرت پیر فضل دینؒ اور حضرت قبلہ عالمؒ کے والد بزرگوار جنہیں عرف عام میں ''اجی'' کہا جاتا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاحبزادہ کو ایسا ذہن رسا اور اعلیٰ دماغ عطا فرمایا ہے کہ ہر سبق حفظ کر کے سنا دینے کے علاوہ اکثر اوقات ایسے دقیق سوالات کرتا ہے کہ ان کا جواب دینے سے میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ اس کی تعلیم کا صحیح حق میں ادا نہیں کرسکتا، لہٰذا میری تجویز ہے کہ آپ اس کی تعلیم کے لئے کسی بڑے عالم فاضل استاد کو مقرر فرمائیں۔

مولوی غلام محی الدین کی تجویز کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے لئے کسی دوسرے عالم فاضل شخص کی تلاش شروع ہوئی، معاً ان کے دل میں خیال آیا کہ؛ حضرت قبلہ عالم کو صاحبزادگی کے ماحول سے دور رہ کر تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ خود بھی گولڑہ شریف سے باہر جا کر تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند تھے چنانچہ انہیں موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال کے ایک عالم فاضل جناب مولانا شفیع قریشی صاحب کے درس میں بھیج دیا گیا۔

زمانۂ کم سنی میں حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا۔ ان ہی میں سے ایک خواب جس میں آپ کا مقابلہ شیطان سے ہوا اور آپ اس مقابلہ میں کامیاب ہوئے......

آپ کی کم سنی کے زمانہ کا مشہور خواب ''سیف چشتیائی'' اور ''ملفوظات طیبات'' میں یوں درج ہے کہ......؛

Marfat.com

ابھی آپ کی عمر صرف سات برس تھی کہ خواب میں شیطان سے زور آزمائی ہوئی۔ حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان مجھے کہتا ہے کہ آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو، کشتی شروع ہوتی ہے، میں اسے گرانے کے قریب ہوتا ہوں کہ اسی لمحے دل میں خوشی کے پھول کھل اٹھتے ہیں...... پھر اچانک شیطان مجھ پر غالب ہونے لگتا ہے اس وقت تائید الٰہی سے میری زبان سے کلمہ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' جاری ہوجاتا ہے اور شیطان کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد و نصرت سے میں شیطان کو چاروں شانے چت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔

صَلَّ اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کو حصول علم کے لئے گھر سے دور بھجوانے کا فیصلہ ہوا آپ حسن ابدال بھجوائے گئے...... حسن ابدال کے موضع بھوئی میں حضرت مولانا شفیع قریشی صاحب کے درس میں حضرت قبلہ عالمؒ دو اڑھائی برس تک شریک رہے۔ اس دوران آپ نے رسائل منطق قطبی تک اور نحو اور اصول کے درمیان، اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

Marfat.com

بھوئی کے زمانہ طالب علمی میں آپ کا ایک مناظرہ بہت مشہور ہوا جس میں آپ نے گڑھی افغاناں کے درس کے دو فارغ التحصیل طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ہندوستان گئے ہوئے تھے اور اس زمانے میں چھٹیوں پر آئے ہوئے تھے، کو اپنی علمی بحث کے ذریعے شکست دی اس شکست پر گڑھی افغاناں کے لوگوں کو سخت طیش آیا اور انہوں نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو رات کے وقت اغواء کرنے کی سازش تیار کی جس کے افشاء ہونے پر علاقہ بھوئی کے لوگوں نے کئی روز تک راتوں کو جاگ کر حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی حفاظت کی۔

بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ تھوڑے دنوں کے لئے گھر تشریف لائے اور پھر جلد ہی مزید حصول علم کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ آپ گھر سے انگہ ضلع شاہ پور سرگودھا کے لئے نکلے وہاں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا ایک ہم مکتب فقیر نادر دین پہلے سے داخل تھا، راستے میں رات ہوگئی جو آپ نے میکی ڈھوک کی مسجد میں بسر کی اس مسجد کے امام مولوی محمد حسن تھے، صبح وہ اپنے صاحبزادے کو شرح جامی پڑھاتے تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ سے بھی اس درس میں شریک ہونے کی درخواست کی مگر انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا میرا ارادہ ''انگہ'' جانے کا ہے۔

حصول علم کی لگن ملاحظہ فرمایئے کہ:

> حضرت قبلہ عالمؒ عین عیدالفطر کے روز موضع انگہ کے لئے گھر سے روانہ ہوئے گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر موضع انگہ واقع ہے۔ (ضلع شاہ پور سرگودھا میں ایک گاؤں کا نام انگہ ہے)۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ موضع انگہ میں اپنے بھوئی کے ہم درس فقیر نادر

Marfat.com

دین کے پاس پہنچے فقیر نادر دین نے سلسلہ تدریس مولوی سلطان محمود کے ہاں جاری رکھا ہوا تھا انہوں نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا تعارف اپنے استاد سے کرایا۔ مولوی سلطان محمود نے آپ سے پوچھا کیا پڑھیں گے قبل اس کے کہ آپ جواب ارشاد فرماتے فقیر نادر دین نے ان کی کم عمری کے خیال سے کہا؛:

استاد محترم انہیں معقول کا کوئی چھوٹا سا رسالہ شروع کرا دیجئے۔

فقیر نادر دین حضرت قبلہ عالمؒ سے عمر میں بہت بڑا تھا جس وقت حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے ابتدائی کتب یعنی قطبی وغیرہ پڑھیں تو اس نے معقول کی تمام کتابیں ختم کر لی تھیں فقیر نادر دین کے بات مکمل کرنے کے بعد حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے ان سے پوچھا آپ کیا پڑھ رہے ہیں۔ وہ بولے ''صدرا'' یعنی شرح ہدایت الحکمت مصنفہ صدر الدین شیرازی۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے مولوی سلطان محمود سے کہا: میں بھی ''صدرا'' پڑھوں گا، استاد محترم نے حیرت بھری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے شاگرد کو دیکھا اور اس ارادہ سے اجازت دے دی کہ دو تین اسباق سے پتہ لگ جائے گا کہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ صدرا پڑھنے کی استعداد رکھتے ہیں کہ نہیں اور پھر اس وقت وہ مزید حیرتوں کے سمندر میں ڈوب ہو گئے جب دو تین اسباق کے بعد ان پر یہ حقیقت کھل گئی کہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ میں صدرا پڑھنے کی استعداد فقیر نادر دین سے کہیں زیادہ ہے۔

فقیر نادر دین، حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی ذہانت و قابلیت دیکھ کر احساس کمتری میں مبتلا ہو گئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں انگہ سے چلے گئے۔ فقیر نادر دین انگہ سے رخصت ہو کر رام پور چلے گئے اور وہاں مولانا عبدالحق ابن مولانا فضل حق خیرآبادی سے معقول کی کتابوں کی تکمیل کرنے کے بعد رام پور کے مدرسہ ہی میں

Marfat.com

ملازمت اختیار کرلی۔ فقیر نادرن دین نے بعدازاں مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں ملازمت اختیار کی اور مدرسہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔ فقیر نادر دین کا اسی مدرسہ میں انتقال ہوا۔ ان کا ایک رسالہ اردو میں لکھا ہوا یادگار بنا جو اثبات ہیولیٰ اور اثبات جعل بسیط پر لکھا گیا تھا۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے تقریباً اڑھائی برس انگہ میں تعلیم حاصل کی حضرت کے استاد مولانا سلطان محمود انگوی، آپ پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے۔ مولانا سلطان محمود انگوی کی بیعت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی، نظامی فخری، سلیمانی قدس سرہ سے تھی، آپ اپنے پیرومرشد کی زیارت کے لئے سیال شریف ضلع سرگودھا سال میں کئی بار تشریف لے جایا کرتے، سیال شریف انگہ سے بائیس کوس دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ دوران سفر مولانا سلطان محمود انگوی راستے میں جہاں بھی قیام کرتے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو مولانا سلطان محمود انگوی سفر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ خواجہ شمس الدین سیالویؒ بھی حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ پر بہت زیادہ شفقت فرماتے، آپ نے سلسلہ چشتیہ میں ان ہی سے بیعت کی۔

انگہ کے زمانہ میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے گھر سے معقول ماہوار خرچہ آیا کرتا تھا، جسے آپ نادار طلباء میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کی سخاوت کو دیکھ کر انگہ کے لوگ اور طلباء آپ کے عقیدت مند ہو گئے۔ انگہ کے زمانہ طالب علمی میں آپ نے مجاہدات وریاضات کو اپنا معمول بنا لیا تھا گھر سے بھیجی گئی رقم غریب ونادار طلباء میں تقسیم کردینے کے بعد آپ کے پاس جب کچھ نہ باقی بچتا تو کئی کئی روز تک فاقوں سے رہتے اور بھوک شدت سے تڑپانے لگتی تو حضرت طلباء کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرما لیتے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم کو تعلیم و تعلم میں اس قدر لگن و شوق تھا کہ آپ زمانہ طالب علمی میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجہ کے طلباء کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ آپ کے درس دینے کا سلسلہ تھوڑے ہی عرصے میں بہت وسیع ہو گیا۔ چنانچہ طلباء کی ایک بہت بڑی تعداد آپ سے استفادہ کے لئے آنے لگی جس بناء پر آپ نے انگہ کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار کر لی۔ دن کے وقت آپ انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کرتے اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلباء کو درس دیتے۔

انگہ کے زمانہ طالب علمی کے دور میں آپ سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ایک بار آپ کے استاد کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم آ گیا۔ جس پر باندھنے کے لئے ارنڈ کے پتوں کی ضرورت تھی، چنانچہ حضرت ارنڈ کے پتوں کے لئے نکلے واپسی پر کیا دیکھتے ہیں کہ دو بھیڑیوں نے ایک گدھی کا راستہ روک رکھا ہے اس کا ایک بچہ بھی تھا جو بجائے اس کے کہ جان بچا کر بھاگ جائے اپنی ماں کے ارد گرد دیوانہ وار چکر لگا رہا تھا۔ حضرت بھاگ کر وہاں پہنچتے ہیں اور ارنڈ کے پتے بھیڑیئے کو مارتے ہیں، پھر ان پتوں میں ایسی قوت و طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ معمولی پتوں کی تاب نہ لاتے ہوئے بھیڑیے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں قریب کے کھیتوں میں چند کسان یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے وہ بھاگے بھاگے حضرت کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں جب درندہ شکار کر رہا ہو تو اس کے راستہ میں حائل نہیں ہونا چاہیے۔ ایسے میں وہ انسان پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتا۔ حضرت جواب دیتے ہیں مجھ سے گدھی کے بچے کی بے چینی دیکھی نہ گئی بھیڑیئے بھاگ گئے تو حضرت نے گدھی کو گاؤں کی طرف ہانک دیا، اگلے روز جمعہ

Marfat.com

تھا جمعہ کے روز اپنے وعظ میں مولانا سلطان محمود نے اپنے کم عمر شاگرد کی خدا ترسی، رحم دلی، ایثار و جرأت کا تذکرہ بطور خاص کیا۔

انگہ کے نواح ہی میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک عامل تھے جن کی لوگ بہت زیادہ عزت کرتے ایک بار وہ عامل انگہ کی مسجد میں آیا تو تمام لوگ اس کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے مگر حضرت قبلۂ عالمؒ بیٹھے رہے تو وہ حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا؛:

اولڑکے! کیا تو مجھے نہیں جانتا پڑھوں قصیدہ۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے جواب دیا؛:

تم قصیدہ پڑھو، اور میں قصیدے والے کو بلاتا ہوں۔ان الفاظ سے عامل پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور معذرت کرتے ہوئے حضرت کے پاؤں چھونے لگا۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے سامنے ایک بار مسلۂ سماع موتی پر بحث چھڑ گئی۔آپ نے فرمایا؛:

''اگر بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہل برزخ ضرور سنتے ہیں''۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ انگہ کے ایام طالب علمی میں میں ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی'' پکارتا تھا تو تیسری پکار پر جواب آتا تھا کہ؛:

''میں نے سن لیا ہے، تم اپنا کام شروع کرو''۔

انگہ کی وادی سے کچھ فاصلے پر ایک ویران مسجد آسیب زدہ اور جنات کے مسکن کے طور پر مشہور تھی اور کوئی شخص بھی شام کے بعد ادھر کا رخ نہ کرتا لیکن حضرت پیر مہر

Marfat.com

علی شاہؒ ہمیشہ عشاء کی نماز کے بعد اسی مسجد میں جا کر وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ آپ وہاں بلند آواز سے وظائف پڑھتے۔ وظائف مکمل کرنے کے بعد آپ واپس تشریف لاتے اور کتب کے مطالعے میں منہمک ہو جاتے۔

انگہ کے ایام طالب علمی میں انگہ کے نمبر دار آپ کی باتوں کے عاشق تھے وہ ہمیشہ آپ کی گفتگو سننے کے لئے بے چین رہتا۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی گفتگو نہایت شیریں اور درد انگیز ہوا کرتی تھی۔ سننے والوں کے دلوں میں کیفیت کے طوفان اُمڈ آتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں عشق الٰہی کا رنگ ہمیشہ غالب رہتا۔ اس زمانے میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ جنگلوں، ویرانوں میں نکل جاتے اور باآواز بلند عشقیہ اور درد انگیز اشعار پڑھا کرتے تھے۔

انگہ میں اڑھائی سالہ قیام کے دوران درس نظامی کی تکمیل کرنے کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔ فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر بیضاوی پڑھنے کے لئے اس زمانے میں طلباء ہندوستان کے مدارس کا رخ کیا کرتے تھے۔ آپ نے بھی 1290ھ میں ہندوستان کا رخ کیا اس وقت آپ کی عمر فقط پندرہ برس تھی......!

☆......☆......☆

اس زمانے میں ہندوستان کے مشہور علمی و دینی مراکز لکھنؤ، دیوبند، علی گڑھ، دہلی، رام پور، کانپور اور سہارن پور تھے۔ مدرسہ دیوبند کا افتتاح 1283ھ میں ہو چکا تھا، مدرسہ دیوبند نے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیر سرپرستی ترقی کی منازل طے کر لی تھیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے زمانے میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ مدرسہ دیوبند

Marfat.com

کے مہتمم اعلیٰ تھے۔آپ اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے۔ مولانا مملوک علی موصوف، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا ذوالفقار علی اور دیگر مشہور علمائے دیوبند تھے۔

لکھنؤ میں مولانا عبدالحق صاحب متوفی 1304ھ کا سلسلۂ درس بڑی شہرت رکھتا تھا۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کا سلسلۂ درس جاری تھا۔تشنگانِ علم اس منبع فیض و برکات سے اپنی جھولیاں بھر رہے تھے۔

کانپور میں مولانا احمد حسن مسند آرائے تدریس تھے۔آپ مولانا لطف اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

رام پور میں مولانا فضل حق خیر آبادی کے فرزند عبدالحق مدرسہ عالیہ نواب صاحب کے پرنسپل تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو ہندوستان کی اس علمی و روحانی شہرت نے اپنی طرف کھینچا، چنانچہ آپ سب سے پہلے مولانا احمد حسن محدث کے پاس پہنچے۔ مولانا احمد حسن محدث اس وقت حج کی تیاریوں میں مصروف تھے اور ٹھیک آٹھ یوم بعد سفرِ حج کے لئے انہیں روانہ ہونا تھا۔لہذا وہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے بولے:

صاحبزادے! میں آج سے ٹھیک آٹھویں روز حج پر روانہ ہو رہا ہوں اس عرصے میں اگر آپ نے دو چار اسباق پڑھ بھی لئے تو کیا ہو گا۔

مولانا احمد حسن کی معذرت کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے علی گڑھ کا رخ کیا وہاں آپ حضرت مولانا لطف اللہ کے درس میں شریک ہو گئے......

کچھ عرصہ کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے علمی و روحانی کمالات کی شہرت دور دور تک پھیلی تو حضرت مولانا احمد حسن کو حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو درس نہ دینے کا سخت

Marfat.com

افسوس ہوا۔ اس زمانے میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں دو علمائے کرام مولانا محمد غازی اور قاری عبد الرحمٰن جونپوری، جو مولانا احمد حسن کے شاگرد تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن کا خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا مولانا احمد حسن نے انہیں کہا کہ؛ ان کی ملاقات کا بندوبست حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ساتھ کیا جائے۔

حسن اتفاق دیکھئے کہ مولانا احمد حسن جو پاک پتن شریف بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عرس میں شریک ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ وہیں ان کی ملاقات حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے ہوگئی۔ پہلی ہی ملاقات میں آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ساتھ اس قدر عقیدت ہوگئی کہ قدموں کی طرف جھک پڑے...... اس وقت سجادہ نشین پاک پتن شریف حضرت دیوان سید محمد صاحب کے علاوہ علماء و فقراء کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے کانوں تک جب یہ بات پہنچی کہ آپ کے قدموں میں جھکنے والے مولانا احمد حسن ہیں تو حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے انہیں فوراً اُٹھایا اور بغل گیری کے شرف سے نوازا......

حضرت پیر مہر علی شاہؒ انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور ان کے قیام و طعام کا بندوبست کیا۔ مولانا احمد حسن روز ملاقات کے لئے حاضر ہوتے مگر اندر تشریف لے جانے کی بجائے دروازے کے باہر ہی بیٹھ جاتے...... حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو علم ہوتا تو آپ انہیں خود اپنے ساتھ اندر لے آتے اور بیٹھنے کو کہتے مگر وہ زمین پر بچھے مصلیٰ پر بیٹھ جاتے۔ دیر تک علمی و روحانی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا......

ایک روز مولانا احمد حسن نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ سے کہا؛:

قبلہ میری تصنع کی عادت نہیں۔ جہاں دل مانتا ہے وہیں سر جھکاتا ہوں۔ میں تو آپ کی دید کو عبادت سمجھ کر حاضر ہوا ہوں۔ مجھے حسرت ہے کہ کاش! میں آپ کو ایک آدھ سبق پڑھا دیتا...... اس لئے نہیں کہ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتا بلکہ اس

Marfat.com

لئے کہ آپ کی دعاؤں میں شمولیت سے مشرف ہو جاتا...... لیکن افسوس! مجھے کیا خبر تھی کہ؛ آپ ایک روز کیا بننے والے ہیں...... خداوند تعالیٰ آپ کو کس مقام سے سر فراز فرمانے والے ہیں......

مولانا احمد حسن صاحب، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مرید خاص تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے مزار پر چھ ماہ قیام کیا۔ اور ہر روز اپنی ریش مبارک سے مزار کو صاف کیا کرتے تھے، علمائے دیوبند کو بھی حضرت حاجی مہاجر مکیؒ سے شرف بیعت حاصل تھا یعنی مولانا احمد حسن ان کے پیر بھائی تھے۔ لیکن بعض مسائل میں مولانا کا ان سے اختلاف رہا ہے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ، مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی متوفی 1262ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی 1262ھ کے مشہور شاگرد تھے۔ مولانا شاہ محمد اسحاق، حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔ مفتی عنایت احمد عرصہ دراز تک علی گڑھ اپنے استاد مولانا بزرگ علی کے مدرسہ میں تعلیم دیتے رہے۔ اسی عرصہ میں مولانا لطف اللہ ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ مفتی عنایت احمد کو بعد ازاں حکومت نے منصف کے عہدہ پر تعینات فرمایا تو انہوں نے اپنی جگہ مولانا لطف اللہؒ کو مدرسہ میں مقرر فرمایا۔

مفتی عنایت احمد نے تحریک آزادئ ہند میں انگریز حکومت کے خلاف خان بہادر خان آف روہیلکھنڈی کا ساتھ دیتے ہوئے جہاد کا فتویٰ جاری کیا جس پر انگریز سرکار نے 1857ء میں غدر کے دیگر مجاہدین کے ساتھ آپ کو بھی بطور سزا جزائر انڈیمان میں عمر قید کے لئے ملک بدر کر دیا۔ وہاں آپ نے بغیر مطالعہ و حوالہ جات محض یادداشت سے چھ کتابیں تصنیف فرمائیں، جن کی تفصیل یہ ہے؛:

1۔ علم الصیف۔

Marfat.com

2۔ وظیفۂ کریمہ۔

3۔ نجستۂ بہار۔

4۔ احادیث المتبرکہ۔

5۔ ترجمہ تقویم البلدان۔

6۔ تواریخ حبیب اللہ۔

مفتی عنایت احمد کا ترجمہ تقویم البلدان ایک انگریز افسر کو بہت پسند آیا، یہی بات ان کی رہائی کا سبب بھی بن گئی......

مفتی عنایت احمد صاحب رہا ہو کر ہندوستان پہنچے جہاں انہوں نے کانپور میں ''مدرسہ فیض عام'' قائم کیا۔ 1279ھ میں مفتی عنایت احمد صاحب حج کے لئے گئے تو انہوں نے مولانا لطف اللہ کو ''مدرسہ فیض عام'' میں اپنا جانشین قائم کیا...... حج کے سفر کے دوران ایک بحری حادثے میں مفتی عنایت احمد صاحب شہید ہو گئے......

مولانا لطف اللہ نے درس و تدریس کے سلسلے کا آغاز کانپور کے مدرسہ فیض عام سے کیا۔ بعد ازاں آپ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ علوم دینیہ کے سلسلے میں انہوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس کا اعتراف ہندوستان کی علمی دنیا نے ''استاذ العلماء'' کے خطاب سے نواز کر کیا......

اس زمانے کے مشہور علماء استاذ العلماء کے درس میں شرکت کو اپنی سعادت و خوش نصیبی قرار دیتے۔ ان کی شاگردی فضل و کمال کی سب سے اعلیٰ اور بلند ترین سند شمار ہوتی تھی۔ مولوی عبدالحق مصنف تفسیر حقانی، مولانا عبدالغنی کانپوری، مولانا شاہ محمد علی رحمانی مونگھیری، مولانا احمد حسن کانپوری وغیرہ چند اہم شخصیات ہیں جنہیں مولانا لطف اللہ کی شاگردی کا اعزاز ملا......

مولانا لطف اللہ علمائے ربانیین کا نمونہ اور زہد و تقویٰ اور خدا پرستی کا مجسمہ تھے۔

Marfat.com

طبیعت بے حد مرنجاں مرنج پائی تھی۔ بریلوی اور دیو بندی ہر طبقہ کے علماء کے دل میں ان کے لئے بے حد احترام تھا۔ علمائے ہم عصر کے ساتھ بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود آپ نے ان کے خلاف تعصب و تشدد کا کبھی اظہار نہ فرمایا...... یعنی ان کا مسلک اعتدال کا مظہر تھا۔

علمائے دیو بند کے مشہور پیشوا مولانا محمود الحسن دیو بندی اور علمائے بریلوی کے مشہور پیشوا مولانا احمد رضا خان بریلوی، ہر دو آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ ان کے مسلک اعتدال سے متاثر ہو کر ہی ان کے سلسلہ درس میں شریک ہوئے تھے۔ مولانا لطف اللہ نے 1334ھ میں وفات پائی۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ، علی گڑھ تشریف لائے تو بڑے پیر صاحب یعنی حضرت کے والد بزرگوار نے ان کے لئے ساٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ مقرر فرمایا۔ جو ہر ماہ وقت مقررہ پر پہنچ جاتا، مگر حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ اس رقم کو فوراً ضرورت مندوں اور ناداروں میں تقسیم فرما دیتے اور خود اکثر روزہ یا فاقہ سے رہتے......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے مدرسہ علی گڑھ میں قیام کے دوران ان کی ذہانت اور قابلیت کا شہرہ بہت جلد دور دور تک پھیل گیا...... ہم درس طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ کرام بھی آپ کی ذہانت و نکتہ رسی کے قائل و معترف تھے۔ طلباء کی ایک کثیر تعداد آپ سے رجوع کرنے لگی...... چنانچہ آپ کو علی گڑھ میں اپنا علیحدہ مدرسہ قائم کرنا پڑا جہاں آپ فارغ اوقات طلباء کو درس دیتے......

مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ گولڑہ شریف واپس تشریف لے آئے...... کچھ عرصہ بعد حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے فرزند مولانا لطف اللہ سے ملنے کیلئے علی گڑھ گئے تو انہوں نے شکایت آمیز لہجے میں کہا کہ:

Marfat.com

''حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے انہیں بھلا دیا ہے''۔

واپس آ کر حضرت بابو جی نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں اس بات کا ذکر کیا تو انہیں اس بات نے شدت سے استاد کی ملاقات کے لئے ابھارا...... تب حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ اپنے استاد مولانا لطف اللہ سے ملاقات کے لئے علی گڑھ تشریف لے گئے...... اس سفر میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو اپنے استاد مولانا لطف اللہ سے قرآن مجید، کتب احادیث، صحاح ستہ وغیرہ اور بعض خصوصی احادیث کی سندات عطا ہوئیں......

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ، مولانا لطف اللہ کے درس سے فراغت پانے کے باوجود حصول علم کا سفر جاری رکھتے ہوئے سہارن پور شیخ الحدیث مولانا احمد علی کے مدرسے میں داخل ہو گئے...... اس زمانے میں مولانا احمد علی فنِ حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر ان کے حواشی ان کی علمی قابلیت وعلمیت کا بیّن ثبوت ہیں۔ مولانا احمد علی حنفی مسلک کے تھے مگر ان کا حلقۂ درس بہت وسیع ہونے کی بناء پر ہر مکتبۂ فکر کے طلباء اس میں شمولیت کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے...... فنِ حدیث میں آپ دیو بندی علماء کے پیشوا مولانا محمود الحسن کے استاد ہیں......

مولانا احمد علی، مولانا عبد الحی (بحر العلوم) لکھنوی اور شاہ عبد القادر دہلوی کے استاد ہیں۔ 1261ھ میں آپ مکہ تشریف لے گئے اور شاہ محمد اسحاق سے درس حدیث لے کر سند حاصل کی۔ کتاب ''انوار الاولیاء'' میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر

Marfat.com

مکیؒ کی سانح حیات میں ضمنی طور پر تحریر ہے کہ؛

مولانا احمد علی ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا؛:

مولانا چونکہ میں نے آپ سے گلستان کے اسباق پڑھے ہیں اس حوالے سے آپ میرے استاد ہیں، اگر آپ برا نہ منائیں تو ایک مشورہ عرض خدمت ہے کہ؛ آپ دوسروں کے مدارس میں ملازمت اختیار کرنے کی بجائے اپنا درس حدیث شروع کیجئے۔ یہ بات آپ کے لئے زیادہ بہتر رہے گی۔ چنانچہ آپ مکہ شریف سے واپس لوٹے تو سہارن پور میں درس و تدریس کا اپنا سلسلہ قائم کیا...... آپ کے مدرسے سے سینکڑوں علماء محدث بن کر نکلے......

انہی میں سے ایک حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ بھی تھے......!

مولانا احمد علی آپ کو مدرسے میں داخل کرنے کے لئے پہلے تیار نہ تھے کیونکہ علی گڑھ کے زمانۂ طالب علمی میں ایک طالب علم محمود کو آپ سے حسد پیدا ہو گیا تھا...... وجہ اس کی یہ تھی کہ محمود کے سلسلۂ درس میں شریک تمام طلباء ایک ایک کر کے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں شامل ہو گئے...... آخری شاگرد بچا تو محمود نے اسے تنبیہہ کی کہ اگر تم نے میری شاگردی ختم کر کے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں شمولیت اختیار کی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا...... آخری طالب علم نے اس دھمکی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں شمولیت اختیار کر لی ساتھ ہی تمام صورت حال سے اس نے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو بھی آگاہ فرما دیا...... محمود نے ایک رات مذکورہ طالب علم کو کمرے میں تنہا پا کر اندر سے کنڈی لگا دی اور اسے زدوکوب کرنے لگا۔ اس کی چیخ و پکار سے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کمرے کی کنڈی توڑ کر اندر داخل ہوئے اور محمود کے چنگل سے اسے نکالنے

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ محمود کو نیچے گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس وعدے کے بعد نیچے اترے کہ وہ آئندہ اس طالب علم کو تنگ نہیں کرے گا......

اسی محمود نے مولانا احمد علی سہارن پوری کو خط لکھا کہ:

اس نام اور حلیے کے طالب علم کو اپنے درس میں شمولیت سے احتراز برتنا کیونکہ سے حصول علم کا شوق کم اور طلباء کو تنگ کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کا اشتیاق زیادہ ہے......لہٰذا آپ کا درس اس کے داخلہ سے شر و فساد کا گڑھ بن جائے گا۔

مولانا احمد علی سہارن پوری اس اطلاع کی بناء پر پہلے پس و پیش کرتے رہے مگر حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے اخلاق عالیہ اور صبر و استقلال نے انہیں اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا اور پھر جب حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے قابلیت کے گوہران پر آشکار ہوئے تو آپ ان کے ساتھ نہایت اچھے طریقے سے پیش آنے لگے......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا دنیا کی رنگینیوں کی طرف میلان یا رغبت نہ تھی۔ آپ کے سہارن پور کے قیام کے عرصہ میں وائسرائے ہند سہارن پور آیا اس کی آمد کی خوشی میں جلسے تماشوں کا بازار سجایا گیا۔ جس میں قرب و جوار کے لوگ شریک ہونے کے لئے آتے مگر حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ اس طرف متوجہ تک نہ ہوئے......

آپ کی یہ خاصیت مولانا احمد علی سہارن پور کو معلوم ہوئی تو انہوں نے فی الفور حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو سندِ خلافت سے نوازا اور فرمایا کہ:

> آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں، وطن تشریف لے جائیں اور دین کی خدمت بجا لائیں......

مولانا احمد علی سہارن پوری سے سند حدیث آپ کو 1295ھ میں ملی اور اس کے ٹھیک دو برس بعد 1297ھ مولانا احمد علی سہارن پوری کا انتقال ہو گیا......

Marfat.com

مولانا لطف اللہ سے بھی تکمیل علوم کی سند بھی حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو مولانا لطف اللہ سے ان کی زندگی کے آخری عرصے میں ملی...... علاوہ اس کے ایک اتفاق یہ بھی ہے کہ؛ شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو خلافت بھی ان کی زندگی کے آخری عرصے میں ملی...... یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ عالم اسباب اور تحصیل میں صاحبِ فن اپنے آخری دور میں ترقی وکمال کے انتہائی عروج پر ہوتا ہے...... اور وہ اپنے طویل تجربے ومشاہدہ کے باعث اپنے فن کی تعلیم و تدریس کے لئے موزوں ترین و مناسب ترین حالت میں ہوتا ہے......

حصول علم کے زمانہ میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کو جہاں اساتذہ کرام کی خصوصی عنایات ملیں وہیں انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات بھی برابر ملتی رہیں۔ایک بار حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے خود اس بابت عرض کیا کہ؛:

جب ہم حدیث پڑھتے تو کبھی حدیث والےﷺ خود بھی کرم فرماتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے علمی وعرفان کمالات کا شہرہ ہندوستان کے طول وعرض میں اسی زمانے میں نہایت مختصر وقت میں پھیل گیا...... آپ اس زمانے میں علی گڑھ میں بطور طالب علم کے قیام پذیر تھے...... عام وخواص ہر دو میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ برابر اپنی صلاحیتوں کی بناء پر مشہور تھے...... جو ایک بار ملتا اور چند باتیں ہی سماعت فرماتا، آپ کا عقیدت مند ہو جاتا......

آنحضورﷺ ہر روز یہ دعا مانگتے تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ میں بے فائدہ علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بندہ علم حاصل کر کے ہی اپنی پیدائش کے مقصد اور حقوق اللہ اور

Marfat.com

حقوق العباد کو شناخت کے قابل ہو سکتا ہے علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو وہ علم کسی فائدے کا نہیں۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے ہم عصر علمائے کرام و اساتذہ کرام آپ کی علمی وعرفانی صلاحیتوں اور معلومات کی تعریف میں رطب اللسان تھے......

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے تحصیل علم کی تکمیل اپنے دو بزرگوں حضرت پیر سید فضل دین شاہ گیلانی المعروف بڑے پیر صاحبؒ اور والد بزرگوار حضرت سید نذر دین شاہ المعروف حضرت اجیؒ کی زندگی ہی میں کی...... آپ 1295ھ بمطابق 1878ء میں فارغ التحصیل ہو کر وطن لوٹے اور اپنا سلسلہ درس گولڑہ میں قائم کیا جس نے بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کرنی شروع کیں...... ابتداء ہی میں تقریباً 50 طلباء حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں شامل ہو گئے۔ جن میں بڑی نامی گرامی شخصیات بھی شامل ہیں۔ گولڑہ شریف کے مدرسہ میں آپ سے اعلیٰ تعلیم پانے والے چار حضرات مولوی دوست محمد سکنہ بھوپڑ تحصیل چکوال (اب ضلع)، سید ممتاز علی شاہ سکنہ ریاست پونچھ، مولوی فقیر محمد سکنہ راجڑ تحصیل فتح جنگ اور مولوی حضرت پیر سکنہ کھنگر ہزارہ، ابتدائی اور چھوٹی جماعتوں کی کتابیں طلباء کو پڑھاتے تھے......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی ذات میں وہ تمام اعلیٰ اوصاف اللہ سبحانہٗ نے جمع فرمادئے تھے جو ایک معلم کے لئے لازمی ہیں۔

گفتگو کی سلاست و جامعیت کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم کا انداز ایسا دل نشین

Marfat.com

ہوتا کہ کم سے کم استعداد کا طالب علم بھی بڑی آسانی سے مطلب سمجھ لیتا......

آپ کے درس کی شہرت پھیلی تو علماء کی ایک بڑی تعداد آپ کے درس کو دیکھنے کے لئے تشریف لانے لگی جسے سماعت فرما کر ان کے لبوں سے بے ساختہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے لئے داد و تحسین کے کلمات ادا ہوتے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس کی وسعت سے گرد و نواح کے علماء کے دلوں میں حسد کے جذبات پیدا ہو گئے۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں نکتہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے نامی گرامی علماء حیرت کے سمندر میں ڈبکیاں لگانے لگتے......آپ کے درس کی رونق روز بروز بڑھنے لگی۔ قرب و جوار کے مدرسوں میں زیر تعلیم طلباء آپ کی طرف رجوع کرنے لگے......جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقامی علماء کے درس غیر آباد ہونا شروع ہو گئے...... یہ بات ان کے حسد و عناد کا باعث بننے لگی......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جد حضرت غوث اعظمؒ علم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔

علم چھلکا ہے اور عمل گودا، چھلکے کی حفاظت اس لئے کرتے نہیں کہ مغز محفوظ رہے بلکہ مغز کی حفاظت اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں سے تیل نکلے گا۔ اگر چھلکے میں مغز نہ ہو تو کس کام کا اور اگر مغز میں تیل نہ ہو تو اس کو کیا کریں، وہ علم کیا جس پر عمل نہ کیا جائے۔ اس کو حفظ کرنا اور مطالعہ بغیر عمل کے کیا فائدہ دے گا، اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے تو اپنے اور لوگوں کے علم پر عمل کرو۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی علمی قابلیت سے لا واقف ہزارہ کے ایک مولوی محمد عالم سکنہ چمبہ پنڈ ضلع ہری پور ایک بار قطبال گئے اس وقت وہاں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ بھی موجود تھے۔ اس مولوی کا دعویٰ تھا کہ ''قاضی مبارک'' جو منطق کی

Marfat.com

اعلیٰ ترین کتاب ہے کا درس دینے والا ان سے بڑا کوئی عالم نہیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے مولوی محمد عالم کی موجودگی میں اس کتاب کا ایک باب اپنے ایک طالب علم کو پڑھانا شروع کر دیا۔ ابھی چند جملے ہی آپ نے پڑھائے ہوں گے کہ مولوی محمد عالم حیرت سے آپ کو دیکھنے لگے ...... درس کا سلسلہ جیسے جیسے آگے بڑھتا اس کی حیرت میں مزید اضافہ ہوتا جاتا...... حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے اپنی گفتگو کا سلسلہ ختم کیا تو مولوی محمد عالم اپنی جگہ سے اٹھا آپ تک پہنچا آپ کو داد تحسین کے کلمات سے مخاطب کیا اور بولا؛:

آج سے ''قاضی مبارک'' پڑھانا آپ کا حق ہوا۔

آئندہ جو بھی طالب علم اس کتاب کو پڑھنے کے لئے مجھ سے رجوع کرے گا، اسے میں آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔

زمانہ سلسلۂ درس وتدریس میں آپ نے کئی دینی معاملات کی گتھیاں سلجھائیں۔ قطبال ضلع اٹک میں علماء نے ایک مسجد کو مسجد ضرار کا فتویٰ دے رکھا تھا۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا مناظرہ مقامی علماء سے طے ہونا پایا۔ مقامی علماء کو آپ کی علمیت و قابلیت سے مکمل واقفیت نہ تھی۔ مناظرہ شروع ہونے سے قبل آپ نے ان سے گفتگو میں دریافت کیا کہ؛

مسجد مذکورہ کو مسجد ضرار کیوں قرار دیا جا رہا ہے تو ایک صاحب نے مسجد ضرار کے متعلق نازل شدہ آیت تلاوت کی؛:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْ مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ط ٥ (التوبہ،107).

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی ہے کہ (اسلام) کو ضرر پہنچائیں۔ اور اس

Marfat.com

میں کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کو سامان کریں جو پہلے سے خدا اور رسول کا مخالف ہے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے آیت مذکورہ سماعت فرمائی اور اس کی بڑے خوبصورت انداز میں تفسیر پیش کی اور یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کی بنائی گئی مسجد پر منافقین کی تعمیر کردہ مسجد کا سا حکم عائد کرنا درست نہیں۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی تفسیر تھوڑی دیر میں مناظرہ میں شرکت کے لئے آنے والے تمام علماء تک پہنچ گئی اور جب مناظرہ شروع ہوا تو وہ مناظرہ میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا سامنا کرنے سے کنی کترا کر ادھر اُدھر غائب ہو گئے۔

اسی زمانے میں حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والوں سے بھی ایک مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ بھیکہ نامی گاؤں میں ہوا جو گولڑہ کے قریب واقع ہے۔ مقامی شیعہ علماء نے اپنی مدد کے لئے لکھنؤ سے فقہ جعفریہ کے ایک بہت بڑے مجتہد کو بلایا تھا۔ مجتہد اور تمام مقامی شیعہ علماء ایک طرف تھے اور دوسری طرف اکیلے حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ تھے۔ مناظرہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر ہوا۔ شیعہ علماء نے باغِ فدک کا معاملہ اٹھایا اور اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیات کا حوالہ دیا اور قرار دیا کہ ایک ظالم شخص مسلمانوں کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے اس مناظرے میں بڑی خوبصورتی سے شیعہ علماء ہی کی بیان کردہ آیات کی تفسیر بیان کی اور آپ اپنا مؤقف ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے بعد ازاں اس مناظرہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

Marfat.com

میں جب تقریر کر رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی شخص کا ھاتھ میرے کندھے پر ہے اور وہ وقتاً فوقتاً سرگوشی کے انداز سے میرے کان میں کچھ کہہ دیتا۔ میں سر اُٹھا کر دائیں بائیں دیکھتا تو کوئی دکھائی نہ دیتا۔ پھر مجھ پر یہ حقیقت از خود عیاں ہوگئی کہ وہ میرے جد امجد حضرت پیر روشن دینؒ تھے جو روحانی طور پر میری امداد فرما رہے تھے۔

شیعوں سے مناظرہ کے بعد حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ قرب و جوار کے علاوہ علاقہ پوٹھوار، چھچھ، ہزارہ کے تمام علماء آپ کی علمیت کے معترف ہو گئے، بہت بڑی تعداد میں علماء اس مناظرے کے بعد آپ سے شرفِ ملاقات کے لئے گولڑہ شریف تشریف لائے اور آپ کو داد تحسین کے کلمات سے نوازا۔

اس زمانے میں تیسرا بڑا مناظرہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کا سوات میں خلیفہ نامی شخص سے ہوا۔ سوات کے علماء نے فتویٰ لگایا تھا کہ حقہ و نسوار حرام ہے اور ان کے استعمال کرنے والے کا وہ جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ سوات تشریف لے گئے اور مناظرہ کی نوبت آئے بغیر آپ نے مقامی علماء کو فتویٰ واپس لینے پر قائل کر لیا......

جس سے وہاں کے لوگوں کو ایک بڑی مشکل سے نجات مل گئی......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کے درس میں کمزور ذہن طلباء بھیجے جاتے جن پر آپ نگاہِ شفقت اور نظرِ توجہ فرماتے تو وہ علم کی دولت سے مالا مال ہو جاتے...... محرم علی چشتی لاہوریؒ اپنے کند ذہن فرزند مولوی قائم علی چشتی کو لائے...... حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے بچے پر نگاہ ڈالتے ہی فرمایا کہ؛:

Marfat.com

"یہ بچہ کند ذہن نہیں بلکہ فاضل ہے"۔

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی نظر فیض اثر سے بچے کا یہی نام پڑ گیا......اور وہ فارغ التحصیل ہو کر:

"فاضل لاہوری" کے نام سے مشہور ہوئے......

ایک دوسرا بچہ جو بعد ازاں بہت بڑا عالم بنا اسے آپ کی خدمت میں والدین کند ذہن سمجھ کر لائے تھے اس پر بھی آپ کی نظر فیض کرم نے اثر دکھایا اور وہ بہت بڑا عالم بنا اس کا نام مولوی احمد دین سکنہ بھوئی ہے......

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ کی شادی اپنے ننھیال میں سید چراغ علی شاہ کی دختر نیک اختر جو حسن ابدال کے رہنے والے تھے سے ہوئی......آپ کی شادی زمانہ درس و تدریس میں ہوئی......

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ جس زمانے میں انگہ میں زیر تعلیم تھے۔اس عرصے میں آپ اپنے استاد محترم جناب حافظ سلطان محمود کی معیت میں کئی مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے......حضرت خواجہ صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے......ہندوستان سے جب آپ فارغ ہو کر واپس پہنچے تو جلد ہی سیال شریف حاضری کے لئے تشریف لے گئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے......

حضرت شمس العارفین برہان الواصلین الکاملین مرشد عارفین، محبوب رب

Marfat.com

العالمین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ 1214ھ سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد گرامی کا نام میاں محمد یار بن میاں محمد شریف بن میاں برخوردار بن میاں تاج محمود بن میاں شیر کرم علی ہے......

حضرت خواجہ صاحب کا سلسلۂ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباس علمبر دار سے جا ملتا ہے......آپ کے جد امجد حضرت میاں شیر کرم علی حضرت حافظ موسیٰ پاک شہید قادری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی والدہ ماجدہ کا نام جنت بی بی تھا،آپ قرآن کریم کی حافظہ تھیں،آپ کے درس قرآن میں بچیاں قرآن کریم حفظ کرتی تھیں۔ جنت بی بیؒ عبادت میں شب و روز مصروف رہتیں جب حضرت خواجہ آپ کے بطن مبارک میں تھے تو انہوں نے ذکر و عبادت و ریاضت کے معمولات میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔شب و روز آپ درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتیں۔رات کو سونے سے قبل آپ کا معمول اکتالیس مرتبہ سورہ یٰسین پڑھنا تھا۔حضرت خواجہ صاحب سے قبل تین بہنیں پیدا ہوئی تھیں،آپ میاں یار محمد کے ہاں بصورت آفتاب ولایت طلوع ہوئے،جس نے ان گنت سیاہ بختوں کو بلند اقبال کیا...... بے شمار غافلوں کو ذکرِ الٰہی کی لذت سے بہرہ ور کیا......جس کی توجہ سے ہزاروں سالکان راہ محبت کو وصل تک رسائی حاصل ہوئی......

حضرت خواجہ صاحب کی پیشانی پر اسم اعظم چمکتا تھا۔

آپ کے چچا حضرت میاں احمد یار کی شادی لابی قوم کی ایک خاتون سے ہوئی تھی ان محترمہ کے والد میاں نور نبی ایک روشن ضمیر درویش تھے،ایک دفعہ اپنی بچی کو ملنے کے لئے سیال شریف تشریف لائے اس وقت حضرت خواجہ صاحب بہت کم سن

Marfat.com

تھے اور گھٹنوں کے بل صحن میں چل رہے تھے۔ حضرت میاں نور نبی کی نگاہ ان پر پڑی تو وہ تعظیم میں کھڑے ہو گئے کسی نے اس قدر چھوٹے بچے کی تعظیم کی وجہ پوچھی تو بولے: تم اس بچے کی شان کو نہیں سمجھ سکتے، اس کی پیشانی پر اسم اعظم لکھا ہوا ہے۔ جب یہ اپنے مرتبہ کمال کو پہنچے گا تو اپنے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم کو سیراب کرے گا، اس کے دروازے پر سینکڑوں باکمال اہل بصیرت دست بستہ کھڑا ہونا اپنی خوش قسمتی و سعادت بتائیں گے۔ ساتھ ہی میاں نور نبی نے اپنی بیٹی سے کہا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں ایک بچی کی نعمت سے نوازے گا تم اپنی بیٹی کا رشتہ اس بچے کو دینا تاکہ قیامت کے روز میں بھی اس مرد کامل خواجہ شمس العارفین کے رشتہ داروں میں اٹھایا جاؤں۔

زمانہ بچپن میں خواجہ صاحب کو دیگر بچوں کی طرح کھیل کود سے کوئی دلچسپی نہ تھی قرآن مجید کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ ڈھوک میکی پنڈی گھیب اپنے ماموں میاں احمد الدین کے ہاں تشریف لے گئے وہاں آپ نے چند ماہ کے عرصے میں نام حق اور کریما وغیرہ جیسی کتب پڑھ لیں اس کے بعد آپ مکھڈ شریف تشریف لے گئے۔ مکھڈ میں مولانا محمد علی کے علم وفضل وکمال کا بہت شہرہ اور چرچا تھا، آپ تقریباً سوا برس تک ان کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کرتے رہے۔ اپنے علمی ذوق وشوق کے باعث تھوڑے ہی عرصے میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مولانا محمد علی مکھڈی آپ کی ذہانت وعلمی انہاک سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے آپ پر خصوصی توجہ مرکوز کردی۔ کھانے کے وقت دستر خوان پر ساتھ بٹھاتے اور علمی مسائل پر گفتگو کرتے، ان علمی صحبتوں سے خواجہ صاحب کی دبی صلاحیتیں بیدار ہو گئیں اور انہیں مزید علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی دنوں حضرت خواجہ صاحب کو کابل جانے کا موقع مل گیا وہ اس طرح کہ محمد امین

Marfat.com

نامی ایک تاجر بسلسلۂ تجارت افغانستان جارہے تھے، انہوں نے مولانا محمد علی مکھڈی سے درخواست کی کہ وہ حصول برکت کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو اس کے ساتھ بھیج دیں۔

زمانۂ طالب علمی میں جب کوئی صاحب کمال حضرت خواجہ صاحب کو دیکھتا تو وہ حیرت زدہ ہوجاتا ایک بار مکھڈ سے آپ اپنے والدین سے ملنے کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں قصبہ دین پور سے گزرے، وہاں ایک درویش میاں محمد اکرم صاحب رہا کرتے تھے وہ آپ کی تعظیم میں کھڑے ہوجاتے اور آپ کو رخصت کرنے کے لئے دور تک ساتھ تشریف لے جاتے۔ اس کی وجہ ان کے خادم نے پوچھی؛ کیا آپ اس نوجوان کی عزت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ میاں شیر کرم علی صاحب کی اولاد میں سے ہیں تو انہوں نے جواب دیا تم اس عظیم نوجوان کو نہیں جانتے ایک دن آئے گا جب یہ نوجوان اقلیم فقر کا تاجدار ہوگا اس کی عظمت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجے گا، بڑے بڑے باکمال لوگ اس کے پاس حاضر ہوکر اپنی منزل مراد کو پالیں گے۔

محمد امین کو سفر تجارت کے سلسلہ میں کافی عرصہ افغانستان میں رکنا پڑ گیا چنانچہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت خواجہ نے کابل کے ایک معروف عالم دین حافظ دراز صاحب سے ہدایہ شریف پڑھی اور حدیث شریف میں بھی سند حاصل کی۔

حضرت خواجہ اپنے استاد مولانا محمد علی مکھڈی کے ہمراہ تونسہ شریف حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے. اور بیعت کے لئے گزارش کی مرشد کامل نے ازراہ عنایت و بندہ نوازی شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی پیر پٹھانؒ کے نام سے مشہور ہوئے آپ کوہستان کے علاقہ گڑگوجی میں 1764ء بمطابق 1182ھ پیدا ہوئے۔ آپ کے

Marfat.com

والد کا نام زکریا تھا۔ وہ افغانوں کے جعفر قبیلے کے سردار تھے، علم وفضل میں باکمال شخصیت کے مالک تھے، حضرت پیر پٹھان کے سر سے والد کا سایہ عہد طفولیت ہی میں اٹھ گیا تھا چنانچہ ان کی تعلیم و تربیت کا فریضہ والدہ نے سرانجام دیا۔ حضرت پیر پٹھان انتہائی متقی پرہیز گار، پابند شریعت وطریقت اور اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ خواجگان چشت اہل بہشت کی تعلیمات اور اقوال وافعال واعمال پر سختی سے خود بھی کاربند رہتے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو بھی اسی طرح رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے تونسہ شریف کو ایک ایسا دارالعلوم بنادیا جہاں سینکڑوں علماء دور دراز سے تشریف لاتے، آپ سے روحانی فیض پاکر اسلامی دنیا میں پھیل جاتے۔ آپ کے مدرسہ میں درس وتدریس کے سلسلہ میں ایک وقت میں مستقل طور پر پچاس پچاس جید علماء مقیم رہتے۔ مدرسہ میں علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی آپ نے لنگر چلانے کے لئے ایک پورا محکمہ تشکیل دے رکھا تھا۔ آپ کے لنگر خانے سے ایک وقت میں کم وبیش دو ہزار طالب علم کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ کے لنگر خانے میں ضرورت کی ہر شے موجود ہوتی۔ حجام، موچی، لوہار، طبیب، منشی وغیرہ باقاعدہ تنخواہ پر کام کرتے تھے۔ آپ درویشوں کی ہر سہولت کا خیال رکھتے۔ حضرت پیر پٹھان اپنے ہم عصر علماء ومشائخ میں بے حد مقبول تھے۔ اپنے بے گانہ تمام آپ کی ذات کے معترف تھے، آپ اپنے زمانہ کے علماء ومشائخ کے سرخیل تھے۔ 7 صفر 1267ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ شادی کے لئے تیار نہ ہوتے چنانچہ کسی نے حضرت پیر پٹھان کی خدمت میں خواجہ شمس الدین سیالوی کی یہ بات کہی آپ نے مولانا محمد علی مکھڈی سے کہا کہ خواجہ شمس الدین سیالوی سے کہو کہ وہ شادی کر لیں......اور پھر ان کے کہنے پر حضرت خواجہ شمس الدین شادی کے لئے تیار ہو گئے۔

Marfat.com

ان کا نکاح ان کے چچا میاں احمد یار کی دختر سے ہوا، بوقت نکاح حضرت خواجہ کی عمر شریف 24 برس تھی۔ شادی کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین نے مستقل طور پر سیال شریف میں سکونت اختیار کر لی، وہیں درس و تدریس اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے آپ سال میں کئی مرتبہ اپنے مرشد حضرت پیر پٹھان کی زیارت کے لئے تونسہ شریف تشریف لے جاتے اور کم از کم چالیس روز تک وہیں قیام فرماتے:

حضرت خواجہ شمس الدین المعروف شمس العارفین کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جب آپ کی عمر شریف 26 برس ہوگئی، زہد و ریاضت سے سینہ گنجینہ نور بن چکا تھا اس وقت حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان نے انہیں خرقۂ خلافت سے نوازا اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ میں تجھے گم کردہ راہوں کو ہدایت پر لانے کے لئے آوارگان دشت محبت کو منزل محبوب تک پہنچانے کے لئے بیعت و خلافت کی اجازت دیتا ہوں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کا انداز تبلیغ و ارشاد بالکل نرالا تھا جو بھی بات ارشاد فرماتے محبت و پیار کے رنگ میں رنگی ہوتی یہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑا جھگڑالو مدمقابل بھی خلوص و محبت کی مہک سے از خود رفتہ ہو کر سر نیاز قدموں میں رکھ دیتا...... بڑے بڑے علماء و فضلاء مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوتے لیکن نگاہ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن کر رہ جاتے۔

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہؒ نے جب حضرت پیر پٹھان کے حق دست پر بیعت کی تو ایک شخص نے سوال کیا حضرت آپ سید زادے اور آل رسول ہیں مگر بیعت آپ نے جٹ گھرانے کے مرشد سے کی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سادات کی توہین کے مترادف نہیں۔ تاجدار گولڑہ اس کا سوال سن کر مسکرا دیئے اور پھر بولے۔ جٹ کے سبز کھیت اپنی ہریالی کی وجہ سے مجھے اپنی طرف کھینچ کر لے گئے،

Marfat.com

جٹ کے پاس کچھ تھا تب ہی سید زادے نے اس کی غلامی قبول کی ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین نے تاجدار گولڑہ کے علمی و عرفانی کمالات کے پیش نظر اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل آپ کو اپنے تمام اشغال و وظائف کی اجازت عامہ اور بیعت و ارشاد کا منصب عطا فرما دیا تھا۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ تاجدار گولڑہؒ، حضرت خواجہ شمس العارفین کے آخری خلیفہ ہیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت خواجہ کی تاجدار گولڑہ پر خاص نظر عنایت تھی۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی متبحر عالم اور بہت بڑے شیخ طریقت تھے۔ تاجدار گولڑہ اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے دریائے سخاوت کا فیض ضرب المثل بن چکا ہے۔ حضرت خواجہ کے ارادت مندوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے اور سلسلہ خلفاء بھی بہت طویل ہے۔ کتاب ''انوار شمسیہ'' جس کے مؤلف مولوی امیر بخش خوشابی رحمتہ اللہ علیہ ہیں نے یہ کتاب 1338ھ میں تالیف فرمائی کتاب میں انہوں نے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے 35 خلفاء کے اسمائے گرامی تحریر کئے ہیں۔

صاحب ''انور شمسیہ'' تاجدار گولڑہ کے پیر بھائی تھے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ کی تربیت دوسرے مریدین و خلفاء سے علیحدہ اور جداگانہ انداز میں فرمائی۔ حضرت خواجہ نے آپ کو سیال شریف خاص میں بھی لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی تھی اور اپنے لباس اور وضع قطع کو بھی تبدیل کرنے سے منع فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ کے دیگر ارادت مند حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کی پیروی میں سنت شیخ سمجھتے

Marfat.com

ہوئے سر کے بال کٹواتے اور ٹوپی اور تہبند یعنی چادر پہنتے تھے اور سیال شریف خاص میں کسی کو بیعت کرنا خلافت ادب قرار دیتے تھے۔ تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالمؒ کے بال لمبے اور گھنگھریالے تھے، آپ کلاہ دستار و شلوار پہنتے تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی نے ہزارہ کے ایک جید عالم مولوی سید احمد کو سیال شریف خاص میں ہی سب سے پہلے حضرت تاجدار گولڑہ سے بیعت کروایا تھا۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کے پوتے صاحبزادہ محمد سعد اللہ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت خواجہ محمد دین المعروف حضرت ثانی صاحب سیالویؒ کا حضرت قبلہ عالمؒ تاجدار گولڑہ سے بہت گہرا تعلق تھا وہ انہیں محبت بھرے خطوط بھی تحریر فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ نے طبع ناسازی کی بناء پر سیال شریف کے عرس میں حاضری سے معذوری پر مبنی خط لکھ بھیجا۔ جس وقت یہ خط سیال شریف پہنچا اس وقت قوالی ہو رہی تھی اور قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

پیت کا وعدہ کر کے پیا نے پیت نبھانا چھوڑ دیا

مہر کی اکھیاں پھیر لیں، دم دم کا آنا چھوڑ دیا

حضرت ثانی صاحب سیالوی خط پڑھ کر غم گین ہو گئے اور قوالوں کو فرمایا کہ دوسرے مصرعہ کی جگہ پڑھیں......

مہر نے اکھیاں پھیر لیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

قوال ابھی یہ شعر پڑھ ہی رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالمؒ دریا کے پتن پر پہنچ چکے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ خط روانہ کرنے کے فوراً بعد خیال آیا کہ سیال شریف جانا چاہیے چنانچہ اسی وقت تیار ہو کر روانہ ہو پڑا۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس العارفین کے عرس پر سیال شریف میں بعض حضرت

Marfat.com

نے تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالمؒ پر اعتراضات کیئے کہ آپ اپنے پیر کے مسکن خاص سیال شریف میں لوگوں کو بیعت کرتے ہیں بال نہیں کٹواتے، مجلس سماع میں خود اٹھ کر قوالوں کو عطیہ نہیں دیتے اور لباس میں بھی اپنی وضع قطع اختیار کر رکھی ہے۔ یہ تمام امور ہمارے شیخ کے معمول کے خلاف ہیں۔ تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالمؒ اعتراضات خاموشی سے سنتے رہے اور لبوں سے کچھ نہ بولے، البتہ حضرت ثانی صاحب سیالویؒ نے قدرے جذباتی ہوکر ان کی جانب سے جواب دیا کہ: معترضین کو معلوم نہیں حضرت خواجہ شمس العارفین نے جس وقت تاجدار گولڑہ کو خلافت عطا فرمائی تھی تو خود اپنی موجودگی میں یہاں سیال شریف خاص میں ایک ہزاروی شاہ صاحب کو ان سے بیعت کروایا تھا۔ آپ کے گھنگھریالے بال دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ:

شاہ جی آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے بال ہوں اسے ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز حضرت خواجہ شمس العارفین نے فرمایا تھا کہ شاہ جی اچھا لباس رکھا کرو، میں نے تو طالب علمی کے زمانہ سے ہی اپنی سہولت کے لئے بال کٹوانا شروع کر دیئے تھے اور نیلا تہبند اور ٹوپی پہنتا تھا اسے سنت نہ سمجھنا۔ لہٰذا ان معاملات میں شاہ جی اپنے شیخ کے ارشاد کی تعمیل کر رہے ہیں باقی رہا قوالوں کو خود اٹھ کر عطیہ نہ دینے کا معاملہ تو یہ سوال اس سے کیا جا سکتا ہے جو روپیہ، پیسہ اپنے پاس رکھتا ہو اور ان امور کی طرف توجہ رکھتا ہو، شاہ صاحب ایسے فارغ عن الدنیا ہیں کہ انہیں خبر ہی نہیں ہوتی کہ کتنی رقم آئی اور کس نے دی یہ نذر بردار خدام ہی کے ذمہ ہے کہ مجالس میں عطیہ دے دیا کریں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی اشاعت جس قدر حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے اپنے وقت میں کی اس کی مثال ملنا مشکل ہے انہیں اپنے شیخ کامل حضرت پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ سے 1250ھ میں خلافت عطا ہوئی۔ ان سے نصف

Marfat.com

صدی تک رشد و ہدایت کے چشمے جاری ہوئے آپ روحانی تصرفات اور باطنی توجیہات سے بندگان خدا کا ٹوٹا ہوا تعلق اپنے رب سے جوڑتے رہے۔ آپ کا وصال 24 صفر 1300ھ کو ہوا۔ آپ فرمایا کرتے نظام کائنات چلانے والے خدا کے برگزیدہ بندے ہیں کہ تمام امور بست و کشاد ان کے زیر فرمان ہیں، برعکس ظاہری بادشاہوں کے کہ وہ فقط دنیوی امور میں مشغول متصرف رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ شمس العارفین کا فرمانا ہے کہ سالک کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں

1۔ توکل،

2۔ تحمل، اور

3۔ صبر۔

انہی سے وہ مرتبہ قرب تک پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ صبر کا مرتبہ سخاوت سے اونچا ہے بھوک کا مرتبہ پیٹ بھر کر کھانے سے بلند ہے، جس مرتبہ پر صابر پہنچے ہیں اہل سخاوت کو وہاں کی خبر بھی نہیں اور جس مقام پر فاقہ کش پہنچے ہیں امراء کو وہاں کی بو بھی نہیں پہنچتی......!!

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز اپنے شیخ طریقت کے وصال پر بہت زیادہ غمگین ہوئے۔ خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا انتقال آپ کے لئے انتہائی بے چینی و بے قراری کا باعث بنا۔ ان کی زندگی میں حضرت قبلہ عالم درس و تدریس، ریاضات و عبادات میں مشغول رہتے ساتھ ہی ساتھ آپ وقتاً فوقتاً سیال شریف

Marfat.com

حاضری دیتے اور اپنے شیخ طریقت کی تعلیمات سے مستفید ہوتے۔ خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے انتقال سے حضرت قبلہ عالمؒ عجیب غم واندوہ کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے۔ نماز پڑھنے کے دوران آپ پر رقت کی ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ باتیں کرتے یا وظائف پڑھ رہے ہوتے بدستور آپ پر گریہ طاری رہتا۔ خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا وصال آپ کے سمندر شوق کے لئے تازیانہ اور انتہائی بے قراری کا باعث ہوا چنانچہ آپ نے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جہاں گردی وصحرا نوردی اختیار فرمائی۔ بزرگان دین کے صحرانوردی اختیار کرنے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ ابتدائی حال میں یکسوئی کے لئے انہیں خلوت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ ابتدائی ایام میں لوگوں سے زیادہ میل جول ان کے کام میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے اور جب تکمیل کے بعد مشاہدہ دوام اور مقام صحو وتمکین پر فائز ہوجاتے ہیں تو خلوت سے جلوت کی طرح رجوع فرماتے ہوئے خلق خدا کی ہدایت میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

قبلہ عالم تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا زمانہ جذب و سیاحت 1300ھ تا 1307ھ تک کا ہے۔

ابتدا میں آپ گھر سے چند دنوں کیلئے باہر نکل جاتے اور جنگلوں، بیابانوں میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اس عرصہ میں آپ کے درس وتدریس کا کام جاری رکھنے کی ذمہ داری بڑے شاگردوں نے نہایت خوبصورتی سے نبھائی۔ آہستہ آہستہ سفروں کا سلسلہ طویل ہونا شروع ہوگیا آپ مسلسل کئی کئی ہفتے گھر سے باہر رہنے لگے۔ کسی کو پتہ نہ چلتا کہ آپ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں، پھر ایک روز اچانک گھر میں آوارد ہوتے اور مختصر قیام کے بعد پھر کسی طرف روانہ ہوجاتے۔ زمانہ جذب و

Marfat.com

سیاحت میں آپ گھر سے کبھی تنہا روانہ ہوتے تو کبھی کسی کو ساتھ لے لیتے۔ اس عرصہ میں آپ ذکر جہر و عبادات میں اس طرح مشغول ہوتے کہ سب کچھ بھلا کر صرف ایک اللہ سبحانہ تعالیٰ سے لو لگا لیتے زمانہ جذب و سیاحت میں حضرت قبلہ عالمؒ کسی جگہ کم قیام فرماتے تو کہیں یہ سلسلہ طول ہو جاتا......!

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے زمانہ جذب و سیاحت میں ایک روز اپنے طالب علم فیض عالم کو ہمراہ لیا اور گولڑہ شریف سے لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ لاہور کے سفر کے لئے نکلے تو اپنے پیر بھائی حافظ محمد دین سکنہ کوچہ ٹھیکیداراں کشمیری بازار کے پاس جا رکے اور چند روز اس کے پاس مقیم رہنے کے بعد اپنی اگلی منزل راوی کنارے کے گھنے جنگلوں کا رخ کیا۔ اور وہاں مجاہدات میں مصروف ہو گئے دن کو روزہ رکھتے اور رات کو رکوع، سجود و قیام میں کٹتی، آپ راوی کنارے کے گھنے جنگلوں سے تیسرے چوتھے روز شہر تشریف لاتے کئی کئی روز آپ کچھ نہ کھاتے بے حد اصرار پر چند لقمے تناول فرما لیتے البتہ روحانی غذا کی طلب شدت سے رہتی جس کے لئے آپ ذوق وشوق سے ذکر جہر و عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ شہر میں تشریف لاتے تو آپ کا قیام کوچہ ٹھیکیداراں کی مسجد ہوتا یا پھر سنہری مسجد، سنہری مسجد کے نیچے ستاروں، ربابوں اور سارنگیوں والی دوکان پر کچھ دیر کے لئے ضرور رکتے۔

اس دوکان پر ایک روز خوبصورت نوجوان کرم دین بیٹھا تھا جس پر آپ کی نظر پڑی اسے آپ کی شخصیت میں بے پناہ کشش محسوس ہوئی اور وہ آپ کے قریب ہوتا گیا اور اپنے روز کی تمام مصروفیات کا خیال دل سے نکال کر حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: حضرت یہ لاہور ہے دلی نہیں کہ غدر پڑھا جائے آپ نے مسکرا کر کمبل اٹھایا اور مسجد کی طرف چل دیئے مسجد کے قریب پہنچ کر جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو

Marfat.com

کرم دین عقیدت کا مجسمہ بنا پیچھے کھڑا تھا آپ نے فرمایا لاہور اپنی جگہ کیوں نہ قائم رہا، پیچھے پیچھے کیوں چلا آیا، کرم دین نے معذرت کی اور سر نیاز خم کرتے ہوئے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آئندہ کے لئے ذاکرین میں شامل ایسا ہوا کہ نیک بختوں کی فہرست میں اپنا نام نامی رقم کروانے میں کامیاب ہوگیا۔

لاہور میں حضرت قبلہ عالمؒ کے علم وفضل کا آہستہ آہستہ چرچا ہونا شروع ہوگیا اور کثیر تعداد میں تشنگان علم آپ سے رجوع کرنے لگے جن کی سہولت کی خاطر آپ شیخ الٰہی کتب فروش کی دوکان پر تشریف لے جانے لگے۔ شیخ الٰہی کتب فروش کو بذات خود بھی آپ سے بہت عقیدت تھی، اس کی دوکان مسجد کے قریب ہی تھی مسجد کے امام حکیم فضل احمد تھے وہ حضرت قبلہ عالمؒ کے علم وفضل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے عقیدت مندوں کی فہرست میں شامل ہوگئے۔ حکیم فضل احمد بذات خود یا اپنے یتیم بھتیجے شیر محمد کے ذریعے آپ کی خدمت میں باقاعدگی سے کھانا وغیرہ پہنچاتے۔

شیر محمد جو اس وقت ہائی سکول کا طالب علم تھا نے ایک روز کھانا لے جاتے ہوئے اپنے چچا سے کہا کہ چچا جان آپ نے خواہ مخواہ اسے فقیر قرار دے رکھا ہے مجھے تو یہ شخص کابل کا جاسوس دکھائی دیتا ہے۔

حکیم فضل احمد نے شیر محمد کو ڈانٹ کر کہا:

تم پیر صاحب کی خدمت میں کھانا لے کر جاؤ اور اپنے ان لغو الفاظ کی ان سے معافی مانگو شیر محمد جو پہلے ہی غصے میں تھا چچا کی ڈانٹ نے اسے اور بھی غصہ دلا دیا البتہ منہ سے وہ کچھ کہے بغیر کھانا اٹھا کر حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف چل دیا۔ چچا کی ڈانٹ اسے پورے راستے میں یاد آتی رہی اور اس نے دل میں خیال کیا کہ وہ یا تو گھر سے بھاگ جائے گا یا پانی میں ڈوب مرے گا، انہی خیالات کے ساتھ وہ

Marfat.com

حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوری توجہ سے اس کی دلجوئی فرمائی اور دوبارہ اپنے اور ادو اشغال میں مصروف ہو گئے اتفاق دیکھئے کہ شیر محمد کا ہاتھ حضرت کے کمبل سے چھو گیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی دنیا بدل گئی کہاں تو وہ گھر سے روانہ ہوتے وقت حضرت قبلہ عالمؒ کو کابل کا جاسوس قرار دینے پر مصر تھا اب وہ آپ کو ولی اللہ تسلیم کر چکا تھا وہ آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا اپنے سابقہ رویئے پر نادم ہوا اور معذرت کی اور اس وقت تک قدموں میں بیٹھا رہا جب تک کہ حضرت قبلہ عالمؒ نے اسے بیعت کے شرف سے مشرف نہ فرمایا۔ دین کے ساتھ ساتھ شیر محمد کی دنیا بھی سنور گئی اس کے لئے حصول علم کے راستے کھلتے گئے اور ایک دن وہ بھی آیا جب وہ حضرت قبلہ عالمؒ کے فیض و دعا کی بدولت اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت بنا یہی نہیں بلکہ سرکار نے اسے خان بہادر کے لقب سے بھی ملقب فرمایا۔ گورنمنٹ نے شیر محمد کی خدمات کے صلہ میں اسے تین پشت تک کی پنشن کا حق دار ٹھہرایا ملازمت کے اختتام پر شیر محمد نے گولڑہ شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی شیر محمد حضرت قبلہ عام سے بعض کتب کا درس لیتے رہے حضرت قبلہ عالمؒ کے خط و کتابت کی ذمہ داری کا فریضہ شیر محمد صاحب نبھاتے تھے، شیر محمد صاحب 1923ء میں گولڑہ شریف اس طرح آئے کہ 1926ء میں ان کا یہیں انتقال ہوا اور گولڑہ شریف ہی میں آسودۂ خاک ہوئے۔

شیخ الٰہی بخش کتب فروش کے پاس بیٹھ کر حضرت قبلہ عالمؒ مطالعہ میں مصروف رہتے آپ کو شیخ طریقت نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کے مطالعے کا کہا تھا۔ شیخ الٰہی بخش سے آپ نے اس کتب کی بابت دریافت فرمایا تو وہ بولا بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ کتاب لاہور بھر میں کسی کتب فروش کے پاس موجود نہیں ورنہ میں آپ کی خدمت میں اسے ضرور پیش کرتا ساتھ ہی اس نے یہ بھی

Marfat.com

کہا کہ اس کتاب کا ایک نسخہ خواجہ کریم بخش سوداگر چرم کے پاس ہے اور وہ کتاب صرف اس شخص کو پڑھنے کے لئے دیتا ہے جو کتاب کا ایک صفحہ درست طریقے سے مع مطلب کے پڑھ کر اسے سنائے۔ حضرت قبلہ عالمؒ شیخ الٰہی بخش کی بات سن کر اٹھے اور خواجہ کریم بخش کے پاس جا پہنچے اور اپنی آمد کا مقصد اس کے گوش گزار کیا چنانچہ اس نے کتاب نکال کر آپ کے سامنے پیش کی، امتحان کا سلسلہ شروع ہوا اور اس وقت خواجہ کریم بخش کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضرت قبلہ عالمؒ نے کتاب کے کئی صفحات مع مطلب کے پڑھ کر اسے سنائے اور وہ اس قدر خوش ہوا کہ فتوحات مکیہ آپ کے حوالے کردی اور کہا مکمل سکون و اطمینان سے مطالعہ کرنے کے بعد واپس لوٹا دینا چنانچہ حضرت قبلہ عالمؒ نے فتوحات مکیہ خواجہ کریم بخش سے حاصل کی اور بھرپور مطالعے کے بعد اسے واپس لوٹا دی۔

حافظ محمد دین کا ایک آشنا خلیفہ نور دین نان فروش تھا، وہ بھی حضرت قبلہ عالمؒ کے عقیدت مندوں و شیدائیوں کی فہرست میں شامل تھا۔ آپ کی خدمت میں گاہے بگاہے حاضری سے مشرف ہوتا وہ آپ کی خدمت میں ازراہ عقیدت کھانا وغیرہ بھی لے کر جاتا۔ آپ کی تلاش کے لئے فیض عالم، حافظ محمد دین یا خلیفہ نور دین ذکر جہر کی آواز پر کان لگاتے اور آواز سے سمت کا تعین کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ جاتے۔ زمانہ جذب و سیاحت میں آپ فیض عالم کو برابر درس دیا کرتے، یہ کام کبھی آپ راوی کے کنارے یا شہر کی کسی مسجد میں سرانجام دیتے نماز جمعہ کے لئے حضرت قبلہ عالم بالعموم مسجد وزیر خان میں تشریف لے جاتے۔ جمعہ کے روز آپ کپڑے دھلواتے اور غسل فرماتے۔

لاہور کے زمانہ جذب و سیاحت میں حضرت قبلہ عالمؒ کے چند مناظرے بڑے مشہور ہوئے جن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد و نصرت سے آپ کو فتح نصیب ہوئی

Marfat.com

مدمقابل علماء نے پہلے تو اپنی شکست تسلیم نہ کی اور پے در پے علمی سوالات کئے جن کے آپ نے نہایت سہل و جامع جوابات ارشاد فرمائے تو وہ اپنی گردنیں جھکا کر آپ کے حضور پیش ہوگئے اور آپ کو اپنا رہبر و قائد تسلیم کرتے ہوئے مدرسہ کی صدارت اساتذہ کے منصب کی پیش کش کی جسے حضرت قبلہ عالمؒ نے معذرت کرتے ہوئے قبول نہ کیا۔ لاہور ہی کی ایک دوسری مسجد، جس کے امام مولوی غلام اللہ قصوری تھے نے آپ کی درویشانہ وضع اور طرز عبادت یعنی تسبیح خوانی پر اعتراضات کی بارش کردی وہ خاموش ہوا تو حضرت قبلہ عالمؒ نے عربی کے مقولے مختصر کلام، کلام کا دل ہوتا ہے کہ مصداق چند لفظوں میں اسے جواب دے کر لاجواب کردیا مگر وہ پھر بھی سرخم کرنے پر تیار نہ ہوا اور علمی بحث مباحثے پر اتر آیا اور اس میں بھی حضرت قبلہ عالمؒ کے سامنے اس کی علمیت زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی۔ بالآخر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگیا۔ اور بولا: حضرت آپ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دربار میں باز پرس کے لئے تیار رہیئے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے پوچھا، کیوں......؟

تو جواب میں بولا:

جو شخص سینے میں علم کا دریا لئے پھرتا ہو اور خلق خدا کو سیراب نہ کرے اس سے کیونکر باز پرس نہ ہوگی......!

حضرت قبلہ عالم راوی کنارے جنگلوں میں کافی عرصہ تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے آپ جہاں بھی چند روز قیام فرماتے، آپ کے علم و فضل کی خوشبو بڑی سرعت سے چاروں طرف پھیل جاتی، عقیدت مندوں کا جم غفیر آپ سے روحانی فیض و برکت کے حصول کے لئے رجوع کرتا۔ آپ کے بارے میں دلوں میں اندیشہ ہائے دور دراز میں مبتلا لوگ حاضری دیتے تو ان کی دنیا ہی بدل جاتی جہاں وہ

Marfat.com

پہلے آپ پر اعتراضات کا نہ رکنے والا سلسلہ لبوں سے ادا فرما رہے ہوتے وہیں فقیر کی نگاہ پڑنے کی دیر ہوتی انہیں لبوں سے داد و تحسین کے کلمات ادا ہونے لگتے۔ گردنیں اکڑا کر حاضر خدمت ہونے والے لوٹتے تو ان کی گردنیں خم ہو چکی ہوتیں۔

☆......☆......☆

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ عالمؒ کی شخصیت میں بے پناہ کشش تھی جو ایک مرتبہ آپ کو دیکھتا وہ دل و جان سے آپ پر فریفتہ ہو جاتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ سلسلہ نقشبندیہ کے پیر طریقت حضرت مولوی عصمت اللہ خان ہزاروی کے فرزند کے ساتھ پیش آیا جس کا نام مولوی محبوب عالم تھا، والد نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تدریس کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا تھا، اس نے موضع گڑھی افغاناں حسن ابدال میں ایک عرس کے موقع پر حضرت قبلہ عالمؒ کو دیکھا۔ آپکی شخصیت میں اسے بے پناہ کشش محسوس ہوئی اور اس نے علائق دنیا سے بے تعلق ہو کر آپ کی سرپرستی میں رہنے کو ترجیح دی۔ جس وقت مولوی محبوب عالم حضرت تاجدار گولڑہ کے درس میں شامل ہوئے ان کی عمر قریباً بارہ سال تھی، پہلی نگاہ کے اسیر ایسے ہوئے کہ پھر ساری عمر حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں رہے۔ مولوی محبوب عالم نے پہلی شرف ملاقات کی روداد ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ:

> اس روز حضرت نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی، سر مبارک پر دستار بھی سفید ہی تھی۔ بال لمبے اور گھنگھریالے تھے، ریش مبارک ابھی اچھی طرح گھنی نہیں ہوئی تھی۔ آپ ٹہل رہے تھے، پاس سے گزرتے ہوئے، آپ نے دو تین مرتبہ غور سے میری

Marfat.com

طرف دیکھا۔ آنکھوں میں ذوق الست کی مستی تھی یا جنوں، مجندہ ولی از کی کشش کہ دل بے ساختہ مسحور ہوکر حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف کھینچا چلا گیا، پہلی ملاقات کی مقناطیسی کشش نے مجھ پر بہت زیادہ اثر کیا یہاں تک گھر آ گیا مگر دل آپ سے جدائی کے لئے تیار نہ تھا یوں محسوس ہورہا تھا جیسے بدن گھر میں اور روح گولڑہ شریف میں ہے، چند روز بعد گھر سے بھاگ کر گولڑہ شریف حضرت قبلہ عالم کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوگیا۔ میری قسمت میں آپ کی ملاقات نہ تھی کیونکہ میں جب گولڑہ شریف پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ سیال شریف گئے ہوئے ہیں لہٰذا دل پر پتھر رکھ کر گھر واپس آ گیا گھر میں جتنے دن بھی قیام کیا سخت بے چین رہا، دل مضطرب کو چین حضرت قبلہ عالم کے دیدار کے بغیر ناممکن تھا، لہٰذا دوسری بار گولڑہ شریف کے لئے گھر سے نکلا تو بڑا بھائی راستے میں آ گیا، وہ مجھے واپس گھر لے جانا چاہتا تھا جبکہ میں تاجدار گولڑہ کے پاس، دل میں ایک خیال آیا، چنانچہ ماہر سوداگر کی طرح میں نے بڑے بھائی سے سودا کیا کہ والد صاحب بقید حیات ہیں ان کی سجادگی اور جائیداد تمہیں مبارک ہو، میں اپنے حصے کی جائیداد بھی تمہیں دیتا ہوں مجھے فقط گولڑہ جانے دو۔ بڑے بھائی نے سودا کر کے مجھے جانے کی اجازت دے دی، مولوی محبوب عالم نے واقعی نفع پر مبنی سودا کیا اور حضرت قبلہ عالمؒ کے پاس پہنچ گیا اور پھر گولڑہ ہی میں فوت ہوکر دفن ہوئے۔

مولوی محبوب عالم مزید لکھتے ہیں کہ میرے گولڑہ شریف پہنچنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد تاجدار گولڑہ کے شیخ طریقت خواجہ شمس الدین سیالوی کا انتقال ہوگیا

Marfat.com

آپ اپنے شیخ کے فراق میں عجیب غم و اندوہ کی کیفیت میں مبتلا ہوئے۔
نماز ادا کرتے یا وظائف پڑھتے کسی سے باتیں کرتے حتیٰ کہ اٹھتے بیٹھتے
آپ پر گریہ طاری رہتا یہ کیفیت آپ پر اس قدر طاری ہوئی کہ آپ
طویل سفروں کے راستے پر چل دیئے......!

وہ زمانہ یہیں سے شروع ہوا جس میں حضرت قبلۂ عالمؒ جنگلوں بیابانوں میں خدا
وند تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں مصروف ہو گئے......

خداوند تعالیٰ کا ذکر اس طرح کیا کہ خداوند تعالیٰ کے دوستوں میں آپ
کا شمار ہوا......

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کافی عرصہ لاہور میں مجاہدات و عبادات میں
مصروف رہنے کے بعد 1301ھ میں گولڑہ شریف واپس تشریف لائے۔ دل
مضطرب نے چین سے گولڑہ شریف قیام نہ کرنے دیا، تمام عرصہ آپ پر گریہ و رقت
طاری رہی، چنانچہ گولڑہ شریف میں مختصر قیام کے بعد ایک بار پھر لاہور کے لئے روانہ
ہوگئے اس مرتبہ لاہور میں حضرت قبلہ عالمؒ کی منزل بادشاہی مسجد لاہور کے حجرے
تھے، بادشاہی مسجد لاہور میں آپ طلباء کو اعلیٰ کتب کا درس دیتے درس میں آنے
والے طلباء نے ایک بار آپ سے شکایت کی کہ ہمیں یہاں کھانے کو بہت کم ملتا ہے۔
طلباء کی شکایت مولوی محمد اسماعیل نے ان الفاظ میں حضرت کے گوش گزار کی کہ:
آپ کو تو اللہ اللہ کرنے کی وجہ سے روحانی غذا بہ وافر مقدار میں مل جاتی ہے اور
جسمانی غذا کی ضرورت کم محسوس ہوتی ہے، ہم نفسانی لوگوں کے لئے جسمانی غذا کے

Marfat.com

بغیر وقت گزارنا مشکل ہوتا ہے......

حضرت قبلہ عالمؒ اس کی بات سن کر سخت متعجب ہوئے ......اور فرمایا:

کیا آپ لوگوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا، طلباء نے عرض کی کہ: نہیں ......

حضرت قبلہ عالمؒ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے ......

حضرت قبلہ عالمؒ کی کرامت کا ظہور اگلے روز یوں ہوا کہ درس میں شریک طلباء کے لئے لوگوں نے وافر مقدار میں کھانا لانا شروع کر دیا۔ کھانا بھی عام قسم کا نہیں بلکہ اعلیٰ کھانا، مثلاً گوشت پلاؤ، زردہ وغیرہ حضرت کے درس میں شریک ہونے والوں کے لئے اعلیٰ کھانے کی شہرت ہوگئی اور کچھ لوگ محض اچھی خوراک کے لئے حضرت کے درس میں شمولیت کے لئے آتے، ان ہی میں سے ایک مولوی کاغانی نامی شخص بھی تھا۔ اس نے ایک روز حضرت قبلہ عالمؒ کے کمالات بطریق احسن اپنے ایک دوست صوفی پٹھان سے عرض کئے جو کشمیری بازار کی ایک مسجد میں رہا کرتے تھے۔ اس نے مولوی کاغانی کی بات سن کر جواب دیا: آج کل کوئی فقیر نہیں۔ البتہ صرف سوات والے بزرگ فقیر ہیں۔

مولوی کاغانی نے جس دن صوفی پٹھان سے حضرت قبلہ عالمؒ کے کمالات بیان کئے اس رات صوفی پٹھان نے حضرت کو خواب میں دیکھا، آپ شاہی مسجد کے تالاب پر وضو کر رہے ہیں اور صوفی پٹھان خواب میں آپ کی نورانی شکل وصورت میں بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے اور حضرت قبلہ عالمؒ سے بیعت کے لئے عرض کرتا ہے حضرت جواب دیتے ہیں کہ: میں تو فقیر نہیں کسی فقیر کے پاس جاؤ۔

اگلے روز صبح ہوتے ہی صوفی پٹھان؛ حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل پڑا......، بادشاہی مسجد پہنچتا ہے کیا دیکھتا ہے کہ آپ وضو کر رہے ہیں۔ صوفی پٹھان نے حضرت قبلہ عالمؒ کو قبل ازیں کبھی دیکھا نہیں تھا۔ حضرت وضو سے

Marfat.com

فارغ ہوتے ہیں تو وہ آپ کے قریب پہنچتا ہے اور آپ کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ بیعت کے لئے عرض کرتا ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ جواب دیتے ہیں کہ:

میں تو فقیر نہیں تم کسی فقیر کے پاس جاؤ۔

صوفی پٹھان اس روز خاموشی سے واپس چلا آتا ہے، مگر اگلے روز دوبارہ دردمند دل اور اشک آلود آنکھوں کے ساتھ حاضر ہوا اور قدموں میں بیٹھ گیا اور عرض کی کہ بیعت ہوئے بغیر، یہاں سے نہیں اٹھے گا۔ حضرت قبلہ عالم کو اس کی یہ کیفیت بہت پسند آئی چنانچہ آپ نے صوفی پٹھان کو بیعت کے شرف سے مشرف فرمایا:

بادشاہی مسجد کے درس میں گولڑہ شریف کی مسجد کے امام مولوی محمد اسماعیل، فقیر اللہ نور المعروف بکے والا ہزاروی اور قاضی فیض عالم سکنہ کنیٹی مرزا گجر خان بطور خاص شریک ہوئے۔

بادشاہی مسجد میں درس دیتے دیتے حضرت قبلہ عالمؒ راوی کے کنارے جنگلوں کی طرف تشریف لے جاتے اور عبادات و ذکر جہر میں مصروف ہو جاتے۔ پہلے تو یہ کیفیت عارضی ہوتی مگر پھر آپ سلسلہ درس ترک فرما کر راوی کے جنگ میں خلوت گزین ہو گئے آپ کے عاشق و پروانے وہاں بھی پہنچ گئے چنانچہ ایک روز تن تنہا جذب و سیاحت کی اگلی منزل مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ آپ کے پروانوں کو اس جگہ کا بھی علم ہو گیا اور قاضی میر عالم کھوج لگا کہ مالیہ کوٹلہ میں مشرف ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہو گیا۔ مالیر کوٹلہ میں مجاہدات و عبادات سے قلبی سکون محسوس کیا۔

خلوت کی عبادت صوفیاء کرام کا محبوب مشغلہ رہا ہے......
حضرت قبلۂ عالمؒ کو بھی اس طریق عبادت سے روحانی سکون ملتا......
خلوت کی عبادت ہی محبوب تک رسائی کا ذریعہ بنتی ہے......

Marfat.com

خلوت کی عبادت کا یہ مطلب بھی نہیں کہ دنیا سے مکمل طور پر قطع تعلقی اختیار کر لی جائے......

پھر ایک روز گولڑہ شریف واپس روانہ ہو گئے۔

ابھی خلوت نشینی کی ریاضت مکمل نہ ہوئی تھی چنانچہ گولڑہ شریف میں مختصر قیام کے بعد اگلی منزل ملتان کے لئے تشریف لے گئے۔ ملتان میں آپ رات کو ایک قاضی صاحب کے ہاں محلّہ قاضیاں میں قیام فرماتے اور دن کے وقت حضرت غوث بہاؤ الحق کے مزار پر انور پر موجود رہتے۔ ان دنوں حضرت قبلہ عالم کو خلوت نشین ہونا بہت پسند تھا، آپ کو لوگوں کی موجودگی میں وحشت ہوتی محلّہ قاضیاں میں آپ کی بہت زیادہ شہرت ہوگئی تو ایک روز اپنے ایک آشنا حکیم مہر بخش سے فرمایا:

یہاں محلّہ قاضیاں میں میری کافی شہرت ہوگئی ہے کسی دوسری جگہ قیام کا بندوبست کر دیں انہوں نے خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے حرم دروازہ کے اندر ایک مکان کرایہ پر لے کر آپ کو دے دیا۔ حضرت قبلہ عالم وہاں تشریف لے گئے۔ آپ کو عبادت میں مشغول دیکھ کر قریب کا ایک رہائشی آپ کا بے حد عقیدت مند ہو گیا وہ آپ کو جب بھی دیکھتا آپ یا تو حالت قیام میں ہوتے یا رکوع میں یا پھر سجدے میں، اس کی قسمت کہ ایک روز حضرت قبلہ عالمؒ سے اس کی ملاقات ہوگئی اور نہایت عاجزی سے اپنا مدعا لبوں تک لانے میں کامیاب ہو گیا کہ:

> میری جوان لڑکیاں ہیں ان کے لئے رشتہ کوئی نہیں آرہا، دعا فرمائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہربانی فرمادے اور مجھے اپنی بیٹیوں کے فرض سے اچھے طریقے سے سبکدوش فرمادے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور پھر فقط دو تین مہینوں کے اندر اس شخص کی خواہش کے مطابق بچیوں کے رشتے آ گئے

Marfat.com

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام بچیاں اپنے گھروں والی ہو گئیں۔

حضرت قبلہ عالمؒ کی یہاں شہرت ہوئی تو آپ نے یہ جگہ بھی بدل ڈالی۔ اور محلّہ حسن آگاہی میں تشریف لے گئے۔ یہاں بھی آپ کی عبادات ومجاہدات کا معمول حسب سابق رہا، ایک شخص روز آپ کی خدمت میں یہاں تشریف لاتا مگر لبوں سے کچھ نہ بولتا کئی شب و روز وہ حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں مصروف رہا مگر اپنا مدعا لبوں پر نہ لایا کہ حضرت قبلہ عالمؒ کو اس کی پریشانی کا از خود علم ہو گیا، اس شخص کی بھی جوان لڑکیاں تھیں وہ ان کی شادیاں کرنا چاہتا تھا مگر اس کے حالات اس کی اجازت نہ دیتے۔

ایک روز حضرت قبلہ عالمؒ نے اس سے کہا کہ ایک سفید مرغ لے آؤ۔

اس نے ایسا ہی کیا......

حضرت قبلۂ عالمؒ شام کے قریب اسے مرغ سمیت ہمراہ لے کر روضہ غوث بہاؤ الحق کے مغربی دروازے کی طرف لے گئے آپ نے مرغ کے گلے میں ایک تعویذ ڈالا اور کہا اسے آزاد کردو اس شخص نے مرغا چھوڑ دیا جو تھوڑی دور آگے جا کر اپنی چونچ سے زمین کھودنے لگا۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے متذکرہ شخص سے فرمایا:

اس جگہ زمین کھودو، وہ تھوڑی گہرائی میں گیا کہ کیا دیکھتا ہے کہ روپے دفن ہیں۔

آپ نے اس سے فرمایا:

جس قدر اور جتنے روپوں کی ضرورت ہے لے لو۔ اس شخص نے روپوں سے جھولی بھر لی......

پھر حضرت قبلہ عالمؒ نے کھودی گئی جگہ بند کرنے کو کہا اس نے حکم کی تعمیل کی۔

Marfat.com

مالی تنگ دستی آسودہ حالی میں بدل گئی......

حضرت قبلہ عالمؒ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ملتان سے مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔

آپ کی اس کرامت کی بڑی شہرت ہوئی......

کرامت دراصل خدائی امر ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے بطور نشانی کے لوگوں کو دکھاتا ہے......

وہ شخص آپ کے جانے کے بعد ایک روز دوبارہ اس جگہ پر پہنچا اور قسمت آزمائی کے لئے زمین کھودی تو اندر سے ایک سانپ نکل آیا اور وہ مایوس و ناکام ہو کر وہاں سے واپس لوٹ آیا......!

☆......☆......☆

جہالت و کم فہمی کی بدولت عقیدہ ترک دنیا کا یہ مفہوم تصور کیا جاتا ہے کہ:

انسان جائز لذتوں اور خواہشوں کو چھوڑ کر دنیا سے قطعی علیحدہ ہو جائے اور دنیا کی ہر شے سے اپنا تعلق ختم کر دے۔ اس کو بزرگ و ولی سمجھا جانے لگا ہے جو معاملات دنیا سے علیحدگی اختیار کر لے اور ہر لمحہ تسبیح کے دانے پھیرتا رہے، شادی بیاہ، خاندان برادری سے کوئی رابطہ نہ رکھے، تھوڑی دیر کو ترک دنیا کے اس تصور کو درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر بڑے بڑے اولیاء بھی ولی ثابت نہیں کیے جا سکتے۔

زہد و ترک دنیا کی وہ تعلیم جو اسلام نے دی ہے اور تمام صوفیائے کرام اس پر عمل پیرا ہوئے ہیں، اس میں ترک دنیا سے مراد دنیا سے تعلقات کا منقطع کر دینا نہیں ہے بلکہ اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں، جو خدا سے غافل کر دیں، اگر کسی ولی نے غلبہ

Marfat.com

حال کے سبب دنیا کو ترک کیا تو یہ اس کی خدا طلبی کا کمال ہے لیکن یہ فعل دوسروں کے لئے دلیل یا قانون نہیں ہے۔ دراصل زہد و ترک دنیا سے مقصود یہ ہے کہ سالک اپنے دل سے ماسوئ اللہ کی محبت نکال دے اور نفس سرکش کو مغلوب کرلیا جائے اگر دنیوی تعلقات رکھتے ہوئے یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے بڑھ کر کمال اور کیا ہو سکتا ہے۔

بجائے اس کے کہ دنیوی تعلقات کو ختم کر کے منزل سلوک طے کی جائے اس سے بدرجہا بہتر اور کمال یہ ہے کہ دنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبود حقیقی کا قرب وصال حاصل کیا جائے۔

ترک دنیا میں حقیقت و معرفت کا وہ راز پنہاں ہے جو روحانی زندگی کا قیمتی جوہر ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ دنیا اور دین کی ہر کامیابی کا راز نفس کشی میں مضمر ہے۔

آرزومندی اور خواہشات ہی انسان کو دنیا میں ذلیل و خوار کرتی ہیں، مطالب دین کے حصول میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں اور دنیا کو ہزار ہا پریشانیوں اور رنج والم کا گہوارہ بنا دیتی ہیں دنیا کی جس چیز کی طرف آپ کا دل راغب ہو اور اس رغبت کو آپ اپنے دل میں جگہ دے لیں تو بس یہی ناکامی کی بنیاد بن جاتی ہے کیونکہ جب اپنی محبوب چیز یا مطلوب ذات نہیں ملتی یا مل کر جدائی اختیار کر لیتی ہے تو دل میں غم و الم کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں لیکن برخلاف اس کے جس چیز کی آرزو ہو اور اس سے استغناء برتا جائے تو دنیا میں کسی قسم کے رنج و غم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس کے سامنے ہفت اقلیم کی شہنشاہی کی بھی کوئی وقعت نہیں۔

جہاد نفس اور ترک دنیا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو بھوک لگے مگر کھانا نہ کھائیں، پیاس معلوم ہو اور پانی نہ پییں، سردی لگے مگر کپڑے نہ پہنیں، نکاح کی

Marfat.com

طاقت وخواہش ہوتے ہوئے شادی نہ کریں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس دنیا میں قناعت، صبر وشکر اور تحمل و برداشت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مبین میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ بزرگ اور معزز لوگ وہ ہیں جو زیادہ متقی اور نیک کردار ہیں۔

معلم کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

میزان عدل پر سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے اخلاق ہونگے۔

ایک دوسرے موقع پر معلم اخلاق ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک دو خصلتیں زیادہ پسندیدہ ہیں، سخاوت اور حسن خلق۔

ان تعلیمات کی روشنی میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا اخلاق کھلی کتاب کی مانند ہے، آپ خود فرماتے ہیں کہ:

مجھے دو چیزیں بہت پسند ہیں۔ ایک لوگوں سے اخلاق سے پیش آنا اور دوسرا بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اگر مجھ کو ساری دنیا کی دولت مل جائے تو میں اسے فاقہ کشوں کے کھانا کھلانے میں صرف کردوں اور ہر شخص سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آتا رہوں۔ مکتب و مدرسہ میں، مجلس احباب و اقرباء میں، عہد طفلی و عالم شباب میں، ہمیشہ ہر جگہ اور ہر معاملے میں بے لاگ سچ بولتے رہے۔ غیبت و بدکلامی، سب وشتم چغل خوری، بے ہودگی و بسیار گوئی، فحش بیانی و کذب مقالی، آپ ان تمام باتوں سے

Marfat.com

مبرا تھے۔ خاموشی کو زیادہ پسند فرماتے تھے، اکثر و بیشتر دوسروں کو بھی زبان کی حفاظت اور سچائی کی تاکید کرتے تھے۔ شیریں کلامی، پاکیزہ و مہذب گفتگو، نرمئی آواز جو ہر زبان ہیں جو بدرجہ اتم آپ کے اندر موجود تھے۔

صَلَّ اللّٰهُ عَلٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

تاجدار گولڑہ نجیب الطرفین گیلانی سید ہیں۔

حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں بہ حوالہ مہر منیر کہ:

سب تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا خالق، مالک اور رب ہے، اور صلوٰۃ وسلام جناب سرور دو جہاں خاتم النبیین ﷺ پر اور آپ کی جملہ آل واصحاب پر،

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے سلسلہ کو پکڑنے والا بندہ المعروف مہر علی شاہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے معاف کرے، عرض گزار ہے کہ:

نوع انسانی میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو چیز شرف کا باعث اور عروہ وثقیٰ ہوسکتی ہے وہ کلمۃ التقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے اس کی شہادت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ؛:

Marfat.com

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

(یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں جواب دہی سے ڈرا)

اور......!

وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى

(اور اپنے نفس کو حرص و ہوس سے بچاتا رہا، اس کا ٹھکانا جنت ہے)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

(یعنی بے شک تم میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے)

اور بلاشبہ اس عظیم مقصد کا دارومدار اس ذات کے ساتھ نسبت اور تعلق کا حصول ہے جو مقام قاب قوسین کا صاحب ہے ان پر اور ان کی آل پاک پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا درود سلام۔

صَلَّ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمّی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

حضور نبی کریم ﷺ سے قرب و قرابت کا جو شرف اہل بیت کرام میں سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور سرکار ولایت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حسنین شریفین علیہما السلام کو ہے اس میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کرسکتا ہے۔

Marfat.com

ارشاد قدسی ہے کہ:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَاوَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنا وَاَنْفُسَكُمْ

ترجمہ: اے محبوب پاک ﷺ فرما دیجئے، آؤ، ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے، اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں۔ (آل عمران، 61)

محولہ بالا آیت کریمہ مباہلہ میں حضور سرور دو عالم ﷺ کا حسنین کریمین علیھما السلام کا بطور اپنے بیٹوں کے ہمراہ لے جانے کا عمل ہی کافی ثبوت ہے۔ مدارج النبوۃ میں یہ مسئلہ بہ تفصیل بیان ہوا ہے کہ فرزندان رسول ﷺ کہلانے کا شرف صرف حسنین کریمن علھیم السلام اور ان کی ذریت کو حاصل ہے۔

علامہ زمان شیخ محمد ابن علی صبان مصری اپنی کتاب اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ واہل بیتہ الطائرین میں فرماتے ہیں کہ:

اور اہل بیت کے فضائل میں سے ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کی اولاد آنحضور ﷺ کی اولاد و فرزند کہلاتے ہیں اور آنجناب ﷺ کے ساتھ صحیح نسبت سے منسوب ہیں۔

امام غزالیؒ نے آنحضور ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ:

> آنحضور ﷺ نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی اپنی پشت میں رکھا۔ مگر میری ذریت علیؓ بن ابی طالب کی پشت میں رکھی۔

طبرانی وغیرہ سے روایت ہے کہ:

> آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے بجز اولاد فاطمہ کے جن کا ولی اور عصبہ

Marfat.com

میں ہوں۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر عورت کی اولاد کا عصبہ ان کے باپ کی طرف سے ہوتا ہے ماسوائے اولاد فاطمہؓ کے کیونکہ ان کا باپ اور عصبہ میں ہوں۔

یہ خصوصیت صرف اولاد فاطمہؓ کے لئے ہے۔ آنحضور ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کی اولاد میں شریک نہیں۔ ان کے لئے حضور ﷺ کو باپ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ آپ ﷺ کی ذریت ونسل کہہ سکتے ہیں۔

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قلمی شجرہ نسب میں مزید لکھتے ہیں کہ:

آیت کریمۂ تطہیر میں یوں ارشاد اقدس ہوا ہے کہ:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

ترجمہ: اے اہل بیت نبی! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کر دے اور جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے تمہیں پاکیزہ بنا دے۔ (الاحزاب، 33)

آیت کریمہ بیان کرنے کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ یہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں کہ:

مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ

ترجمہ: جس نے ان کے ساتھ یعنی میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کیا۔

حضرت قبلہ عالمؒ پھر یہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

اَھلُ بَیتِی کَسَفِینَۃِ نُوحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجیٰ

ترجمہ: میرے اہل بیت کشتی نوحؑ کی مانند ہیں جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔

☆......☆......☆

1211ھ میں قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دو بزرگوں حضرت پیر سید روشن دینؒ اور حضرت پیر سید رسول شاہؒ کو بغداد شریف کے سجادہ نشین نے درج ذیل سند عطا فرمائی کہ:

یہ دونوں حضرات پیر سید روشن دین صاحبؒ اور پیر سید رسول شاہ صاحبؒ حسب و نسب کے لحاظ سے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور فیض و برکت میں آنجناب غوث الاعظمؓ کے صحیح وارث ہیں اور میرے لئے بمنزلہ اپنی اولاد کے ہیں سلسلۂ عالیہ قادریہ کے متوسلین کو چاہیے کہ ان کے ہاتھ کو میرا ہاتھ اور ان کی زبان کو میری زبان سمجھیں۔

☆......☆......☆

حضرت قبلہ عالمؒ کے مکتوب عالیہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ:

☆۔ انسان کے شرف و بزرگی کا تعلق اور عزت کا تمام تر دارو مدار تقویٰ پر ہے۔

☆۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق اور تقویٰ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک

Marfat.com

کہ حضرت انسان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع، پیروی اور اطاعت کا اظہار اپنے ہر دو قول و فعل سے نہ کرے۔

☆۔ تمام تر بزرگی و کمال کا انحصار فقط تقویٰ و پرہیز گاری پر ہے، اور تقویٰ و پرہیز گاری اسی قدر زیادہ ہوگی جتنا آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قوی ہوگا۔ حسی و نسبی ہر دو لحاظ سے قوی تر تعلق فقط اہل بیت کرام کو ہی حاصل ہے حسب یعنی کمالات کسبیہ کا جہاں تک تعلق ہے تو اس میں فوقیت و برتری حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہے۔

حضرت قبلہ عالمؒ کے نجیب الطرفین سید ہونے کے لئے آپ کا ایک خواب پیش خدمت ہے۔

مدینہ شریف کے سفر میں ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالمؒ کا قافلہ **وادی حمرا** میں رات کو رکا۔ بدوؤں کے حملے اور قافلے والوں کے خوف و ہراس اضطراب کے باعث حضرت قبلہ عالمؒ نماز عشاء کی ابتدائی سنتیں ادا نہ کر سکے تو ان کے خواب میں اس رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہیے۔

گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قبلہ عالم کے آل رسول ہونے کی تصدیق فرمائی اور جس خواب میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو وہ حسب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْرَا الْحَقُّ" بالکل حق اور صحیح ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

پہلی بار جب ہم ملتان گئے اور پاک دروازہ سے گزر رہے تھے کہ ایک غیبی طاقت نے ہمارا رخ ایک خانقاہ شریف کی طرف پھیر دیا، چند قدم اس طرف بڑھائے تو سامنے حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار تھا۔ مزار پاک کے قریب پہنچے تو حضرت ممدوح پاکؒ نے مزار میں سے فرمایا کہ:

قرابت کا یہ طریق نہیں کہ نزدیک رہتے ہوئے بھی ملاقات نہ کی جائے۔

حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید گیلانی النسب ہیں یعنی آپ حضرت قبلہ عالمؒ کے ہم نسب ہیں۔

حضرت مخدوم موسیٰ پاک شہیدؒ کی خانقاہ ملتان شریف میں ''دربار پیران پیر'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے پیر طریقت اور حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی اوچیؒ اور حضرت سیدنا عبدالوہاب بن سیدنا غوث الاعظم جیلانیؒ کی اولاد پاک سے ہیں ان کا خاندان ریاست بہاولپور کے شہر اوچ میں سب سے پہلے آیا تھا۔ بعدازاں بہاول پور کے دیگر شہروں اور ملتان میں سکونت پذیر ہوا۔

مندرجہ بالا واقعہ کے بعد حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ پاک پتن شریف جاتے ہوئے راستے میں رک کر ملتان میں قیام فرما ہوتے اور حضرت موسیٰ پاک شہیدؒ کے مزار پاک پر ضروری حاضری دیتے حضرت موسیٰ پاک شہید کی خانقاہ کے سجادہ نشین قدوۃ السالکین مخدوم صدر الدین شاہ گیلانیؒ کے ساتھ حضرت قبلہ عالمؒ کے نہایت محبانہ تعلقات قائم تھے اس خاندان کے ایک مشہور فرد سید میراں شاہ رئیس اعظم بہاول پور

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے بیعت ہیں۔

حضرت قبلہ عالمؒ کا گزر و قیام جہاں سے بھی ہوتا۔ جلد ہی عوام کا ایک جمِ غفیر آپ کا عقیدت مند ہو جاتا۔ اس زمانے میں حضرت کی دید برق جہاں سوز سے کسی طرح کم نہ تھی آپ کے چہرۂ مبارک پر سے نور کی شعائیں پھوٹ کر چاروں طرف پھیل رہی ہوتیں۔ گفتگو میں شہد سے بھی بڑھ کر مٹھاس ہوتی۔ آپ کے چہرہ مبارک پر جس کی بھی نگاہ پڑتی وہ ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ کی باتوں میں بے پناہ کشش ہوتی جو سماعتیں ایک بار ان کی لذت سے آشنا ہو جاتیں پھر وہ ان سے محروم ہونے کو کسی طور پر بھی تیار نہ ہوتیں۔ آپ سے فقط ایک بار ملنے والوں کی یہ حالت ہوتی کہ وہ آپ کے لئے گھر بار چھوڑ دیتے، تمام علائق دنیوی سے قطع تعلق ہو جاتے آپ کی باتیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیغام کو عام کرنے والی ہوتیں چنانچہ تمام دنیا سے قطع تعلق کر کے بیسیوں نوجوان فقط اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقیدت مندوں کی فہرست میں شامل ہوئے......!

ملتان شریف میں حضرت قبلہ عالمؒ کے خدمت گار حکیم مہر بخش کے فرزند اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ؛:

حضرت کے سر پر رومال بندھا ہوتا۔ آپ ان بچوں کے قریب سے گزرتے جو پتنگ اڑا رہے ہوتے تو آپ وہاں تھوڑی دیر کے لئے رک جاتے نگاہیں آسمان کی طرف بلند کرتے اور مسلسل ادھر دیکھتے رہتے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ پڑتا۔ کھانے پینے کی طرف بہت کم رغبت تھی، کھانا پیش خدمت کیا جاتا اور بے پناہ اصرار کے بعد چند لقموں سے زیادہ نہ لیتے۔

Marfat.com

وہ مزید کہتے ہیں کہ: حکیم صاحب کے ایک چچا بزرگوار بہت بڑے عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے جن کے ساتھ تنہائی میں حضرت قبلہ عالمؒ کی علم و فقر پر گفتگو رہتی وہ فرمایا کرتے کہ:

انہیں عام فقراء کے زمرے میں شمار نہ کرنا یہ بہت زبردست عالم اور بہت ہی بڑے پائے کے ولی اللہ ہیں جو جذب و سلوک کی منازل طے کر رہے ہیں۔ اور عنقریب آسمان ولایت پر سورج بن کر چمکنے والے ہیں۔

حکیم مہر بخش بیان کرتے ہیں کہ: حضرت کی شان و بزرگی کے ملتان کے لوگ معترف ہو گئے تھے۔ آپ کے قیام ملتان کے زمانہ میں لوگ بکثرت آپ کے پاس آتے اور دعاؤں کے طلب گار ہوتے۔ حضرت قبلہ عالمؒ کی دعا اور نگاہ التفات مشکلات کے حل میں تیر بہدف تھی بڑھتا ہوا ہجوم حضرت کی خلوت میں مخل کا باعث بننے لگا تو آپ حجرہ میں چھپ کر تشریف لاتے اور اندر داخل ہونے کے بعد دروازے کو باہر سے قفل کرا دیتے۔

ایک روز حکیم مہر بخش دروازہ کو باہر سے بند کر کے حضرت حافظ محمد جمال کی خانقاہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک مجذوبہ مائی پڑی رہتی تھی اس نے حکیم مہر بخش سے کہا:

تم جس شخص کو کمرے کے اندر بند کر کے آئے ہو وہ شہنشاہ ولایت ہیں انہیں تم معمولی انسان ہرگز نہ سمجھنا، کہیں ان کا دل اداس ہو گیا تو تم نقصان اٹھاؤ گے۔

حکیم مہر بخش نے مجذوبہ کو بتایا کہ میں کیا کروں حضرت مجھے خود کہتے ہیں کہ باہر سے تالا لگا دو۔

Marfat.com

حاجی امام بخش ملتانی سوداگر چرم بیان کرتے ہیں کہ:
ان کے محلّہ میں ایک مجذوبہ مائی موراں نامی نیم برہنہ حالت میں پھرا کرتی تھی ایک روز کپڑا مانگ کر جسم کو ڈھانپنے کی اسے شدید طلب ہوئی گویا قبل ازیں اسے کوئی مرد دکھائی نہ دیتا تھا، سب لوگ اس کی نظروں میں جانوروں کی طرح تھے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

طَالِبُ الدُّنیَا مُخَنّثٌ

طَالِبُ العُقْبیٰ مُؤَنَّثٌ

طَالِبُ المَولیٰ مُذَکَّرٌ

کچھ دیر بعد ایک درویش مجذوب صورت اس کے پاس آیا، دونوں باہم بات چیت کرنے لگے، جب مجذوب شخص مائی موراں سے رخصت ہو کر جانے لگا تو اظہار عقیدت کے طور پر لوگ اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے جنہیں اس نے ڈانٹ کر دور ہو جانے کو کہا، اس کے ہمراہ چلنے والے لوگوں نے اس سے متعدد سوالات کیئے جن کے اس نے نہ صرف جواب دینے پسند کیئے بلکہ سوال کرنے والوں کو ڈانٹ بھی دیا ایک شخص نے جب یہ سوال کیا کہ:

گولڑہ شریف سے آئے ہوئے ایک شخص جن کا نام پیر سید مہر علی شاہ ہے صحیح فقیر ہیں یا نہیں......

مجذوب سوال سن کر کھڑا ہو گیا اور بولا:

جن گولڑہ شریف والے بزرگ کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو
وہ عام پیر فقیر نہیں بلکہ اولیاء کے سرتاج ہیں......!

Marfat.com

قبلہ عالم حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ علیہ کی ملتان میں جب بے پناہ شہرت ہوگئی تو آپ نے وہاں سے کوچ کر جانے کا ارادہ فرمایا۔ طالب علم خان قاضی فیض عالم کو بتایا کہ ہمارا ارادہ مظفر گڑھ جانے کا ہے۔ قاضی فیض عالم بھی ساتھ ہولیا آپ نے وہاں بستی چمن کے قریب ایک کنویں پر قیام فرمایا۔ مظفر گڑھ میں شدت کی گرمی پڑتی تھی قاضی فیض عالم گرمی کی تاب نہ لاکر اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ حضرت کے مظفر گڑھ پہنچنے کے تھوڑے دنوں بعد رمضان شریف کا مہینہ آ گیا۔ کنویں کا مالک اپنے بیوی بچوں سمیت کنویں کے قریب ہی رہائش رکھے ہوئے تھے حضرت قبلہ عالمؒ کو گرمی کی شدت سے بچانے کے لئے وہ یہ اہتمام کرتا کہ دن کے وقت آپ کی چارپائی رسوں سے باندھ کر کنوں میں لٹکا دیتا اور عصر کے وقت باہر نکال لیتا۔ اس طریقے سے گرمی کی شدت سے آپ محفوظ رہتے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ مجاہدات، عبادات و ریاضات کے لئے ڈیرہ غازی خان بھی تشریف لے گئے آپ نے حسن ابدال میں گوردوارہ پنجہ صاحب کی شرقی مسجد کی چلہ گاہ میں بھی کچھ عرصہ مجاہدات فرمائے، آپ کا فرمانا ہے کہ ایک روز میں عبادات میں مشغول تھا کہ چلہ گاہ میں ایک بہت بڑا سانپ آ کر میرے اردگرد چکر لگانے لگا، جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ خود بخود وہاں سے چلا گیا پنجاب اور لاہور میں زمانہ جذب و سیاحت گزارنے کے بعد آپ بھارت تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے ایک روز آپ خواجہ صاحبؒ کے مزار پاک پر مراقبہ فرما رہے تھے کہ آواز آئی:

جو کچھ معین الدینؒ کے پاس ہے تمہارے پاس بھی ہے، اسے گھر بیٹھ کر کماؤ......!

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ پہلے خطرہ ہوا کہ شیطانی آواز ہے مگر غور کیا تو آواز بے کیف تھی اس لئے یقین ہوگیا کہ فرمان الٰہی ہے۔

بارھویں صدی عیسوی کے شروع کی بات ہے مسلمانان عالم شدید انتشار و افتراق سے دوچار ہیں...... مسلمانوں کے قبلۂ اول بیت المقدس پر عیسائی قابض ہیں، عیسائیوں کی افواج ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو ہلاک کر چکی ہے اور لاتعداد ملک بدری کے عذاب سے دوچار کر دیئے گئے...... اسپین اور شمالی افریقہ کے مسلم حکمرانوں کے درمیان خونریز جنگیں جاری ہیں، ان باہمی جنگوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے الفانسو ان پر حملہ کر دیتا ہے، دنیائے مسلم اندرونی فتنہ و فساد کا شکار ہے، اندرونی فتنہ و فساد اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ حسن بن صباح کے فدائیوں نے عباسی خلیفہ المسترشد باللہ کو قتل کر دیا ملت اسلامیہ کا انتشار سنجر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے سنجر ایران کے صوبے سیستان کا ایک شہر ہے سنجر کو سلجوقیہ خاندان کے حکمران اور فاتح سلطان سنجر نے گیارہویں صدی عیسویں میں اپنے نام پر آباد کیا تھا اسی سنجر میں 1141ء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ المعروف خواجہ غریب نواز کی پیدائش ہوئی آپ ابھی تیرہ برس کے ہی ہوئے تھے کہ حسن بن صباح کے فدائیوں نے سنجر پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور پورا شہر تباہ و برباد کر دیا عام افراد کے ساتھ ساتھ فدائیوں نے نامور علماء و مشائخ کو بھی چن چن کر قتل کرنا شروع کر دیا حضرت خواجہ غریب نواز کے والد بزرگوار سید غیاث الدین اپنے خاندان کے ہمراہ بڑی مشکل سے جان بچاتے ہوئے خراسان پہنچ گئے جہاں انہوں نے نیشاپور میں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید غیاث الدینؒ کا شمار صاحب ثروت افراد میں کیا جاتا، مال دو دولت اور جاہ حشم کے ساتھ ساتھ آپ مثالی تقویٰ و پرہیزگاری کے بھی مالک تھے، اپنی ان خصوصیات کی بناء پر آپ سے لوگوں کو حد درجہ عقیدت تھی حضرت

Marfat.com

خواجہ غریب نوازؒ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو سید غیاث الدینؒ کا انتقال ہو گیا خواجہ صاحب ابھی اس صدمہ جانکاہ سے ہی سنبھل نہ پائے تھے کہ ایک سال بعد والدہ ماجدہ ''ماہ نور'' بھی انتقال کر گئیں۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے نازونعم میں پرورش پائی تھی دولت وثروت ان کی پرہیز گاری کے حصول میں معاون بنی،

جیسا کہ ارشاد رسول مقبول ﷺ ہے کہ:

''دولت پرہیز گاری کے حصول میں اچھی معاون ہے''

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کو وراثت میں پھلوں کا ایک وسیع وعریض باغ اور پن چکی ملی ایک روز آپ اپنے باغ میں مصروف کار تھے کہ وہاں ایک مجذوب درویش ابراہیم قندوزیؒ تشریف لائے جنہیں آپ نے سایہ میں بٹھایا اور انگوروں کا ایک خوشہ ان کی خدمت میں پیش کر کے نہایت ادب واحترام سے دوزانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے درویش اس مہمان نوازی پر بہت مسرور ہوئے اور نگاہ محبت وکرم سے حضرت خواجہ غریب نواز کو وہ دولت عطا فرمائی کہ جس پر سارے جہاں کی دولت ٹھکرائی جاسکتی ہے درویش کی عطا سے خواجہ غریب نوازؒ کی دنیا بدل گئی اور آپ زندگی کے اصل مقصد عرفان الہٰی کے حصول کے راستے پر گامزن ہو گئے سترہ سال کی عمر میں آپ نے سمرقند کے عالم دین مولانا حسام الدین بخاری کی شاگردی اختیار کر لی اور فقط دوسال کے قلیل عرصے میں تفسیر، حدیث فقہ اور فلسفے میں کمال حاصل کر لیا کچھ عرصہ علوم وفنون کے مرکز بخارا میں گزارا اور صرف 20 برس کی عمر میں ریاضی، فلکیات اور علم طب میں مہارت حاصل کی جس سے آپ کی شعوری استعداد میں اضافہ ہوا، لیکن آپ جس علم کی تلاش میں سرگرداں تھے، ان سے تو اس کا پتہ بھی نہیں چلا حصول تو دور کی بات ہے چنانچہ آپ مقصد کے حصول کے لئے سرگرداں رہے

Marfat.com

چنگاری اندر ہی اندر سلگتی رہی تلاش تھی کہ کوئی صاحب کمال اس چنگاری کو شعلہ بنا دے چنانچہ اپنے مقصد میں آپ کو زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑی اس لئے کہ جس صاحب کمال کی آپ کو تلاش تھی وہ نیشا پور کے قریب ہی ایک قصبے ہارون آباد میں جلوہ افروز تھے۔

''ان کا نام نامی خواجہ عثمان ہارونی تھا''۔

آپ کو سلسلہ چشتیہ کے اکابرین و متقدمین میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ، حضرت خواجہ عثمان ہارونی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کرلی، اس وقت بہت سے اکابر صوفیاء بھی محفل میں موجود تھے حضرت عثمان ہارونی آپ سے ازحد شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور وضو کرنے کا حکم دیا وضو فرما چکے تو دو رکعت نماز اور پھر سورۃ بقرہ پڑھنے کی ہدایت کی، پھر اکیس بار درود شریف پڑھنے کو کہا اس کے بعد آپ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا، معین الدین میں نے تمہیں خدا کے حوالے کیا اور تم آج سے اس کے مقبول بندوں میں ہوئے ......اور اپنے تصرف روحانی سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو ہندوستان کے گوشے گوشے کی سیر کرادی مرشد کریم سے رخصت کی اجازت چاہی اور حرم شریف کی جانب روانہ ہوگئے اصفہان کے مقام پر حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ سے ملاقات کی اور انہیں بیعت سے مشرف فرمانے کے بعد آگے کا سفر ایک ساتھ طے کیا مکہ مکرمہ میں پہنچ کر فریضہ حج ادا فرمایا اور پھر روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے لئے مدینہ تشریف لے گئے ایک روز مسجد نبوی میں مراقبہ میں تھے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ہندوستان کی ولایت عطا کرتے ہوئے اجمیر چلے جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو اجمیر شہر کا

Marfat.com

تمام حدود اربعہ سمجھا دیا،

دربار رسالت سے اجمیر کا حکم ملتے ہی آپ 1189ء میں مدینہ منورہ سے بغداد پہنچے۔

وہاں سے افغانستان، پھر لاہور پہنچے جہاں آپ نے حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر مراقبہ فرمایا، باہر تشریف لائے تو لبوں پر شعر جاری تھا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل، کاملاں را رہنما

لاہور سے ملتان تشریف لے گئے، سنسکرت، پراکرت اور دیگر زبانیں سیکھیں، ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا، وہاں کی ثقافت کا جائزہ لیا، وہاں کے مذہب وعقائد پر گہری نظر سے غور وفکر کیا ہندو مذہب میں موسیقی کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے راگ اور سر کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور پھر آپ ہندوستان میں اجمیر کی طرف روانہ ہوئے اس وقت پرتھوی راجہ اجمیر کا فرمانروا تھا،

لفظ ''اجمیر'' آجا میر سے نکلا ہے آجا سورج کو اور میر پہاڑی کو کہتے ہیں، چونکہ راجہ نے وہاں پہاڑ پر قلعہ بنوایا تھا، اس لئے اس جگہ کا نام اجمیر پڑ گیا۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے قدوم کی برکت سے سینکڑوں مشرکین اور کفار کو دولت اسلام نصیب ہوئی، آپ کا وصال 6 رجب المرجب 633ھ کو ہوا اجمیر شریف میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے، آپ کا مزار سلطان محمود خلجی نے پختہ کرایا، آپ کے مزار کے قریب مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے مسجد بنوائی مغل بادشاہ شاہ جہاں نے آپ کے مزار کے گنبد کو سنگ مرمر سے تعمیر کرایا اور ایک مسجد بنوائی۔

Marfat.com

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ کو انہی خواجہ غریب نوازؒ کے مزار پر انوار پر حالت مراقبہ میں لافانی دولت کا مالک ہونے کی نوید و خوشخبری دی گئی......!

☆......☆......☆

1857ء کی جنگ آزادی سے مسلمانان ہند کو سیاسی طور پر بہت زیادہ نقصان پہنچا برصغیر کے مسلمانوں کو یہاں جینا مشکل ہوا تو ہجرتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اپنا دین و ایمان بچانے کے لئے چند خاندان مکہ شریف ہجرت کر گئے انہی میں سے ایک یہاں کے جید عالم دین حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھے ان ہی نے حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو سرزمین حجاز کی سکونت ترک کر کے واپس ہندوستان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا، 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران مسلمانوں کو بے پناہ مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے اپنا گھناؤنا منصوبہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی مہر ختم نبوت پر ضرب لگانے کیلئے شروع کیا۔ ذیل میں ہم 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران ڈھائے جانے والے مظالم کا مختصر احوال رقم کر رہے ہیں......

1857ء کی جنگ آزادی کے دوران ڈھائے جانے والے مظالم کی روداد بڑی تلخ ہے......انگریزوں نے اس جنگ کے ذریعے انسانی سروں کے مینار تعمیر کئے......

انگریزوں کو خون کی ہولی کھیلنے کے لئے اپنوں کی بے وفائی اور غداری نے جواز و مدد بہم پہنچائی..........

برصغیر کے حریت پسندوں نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے یوں تو بے شمار جنگیں لڑیں اور اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ان میں سب سے بڑی

Marfat.com

جنگ 1857ء کولڑی گئی وسائل کی کمی اور مخبروں اور غداروں کی بے وفائی کی وجہ سے جنگ کا انجام نہایت خوفناک ہوا:

انگریز مؤرخوں نے اس جنگ کو "سپاہیوں کی بغاوت" کا نام دیا۔

جس میں 2 لاکھ سے زائد ہندوستانی سپاہی مارے گئے اور تقریباً 27 ہزار افراد کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔

جنگ کی ناکامی کا سب سے اہم سبب یہ تھا کہ مشکل وقت میں جن لوگوں کو بادشاہ اور ملک کا وفادار ہونا چاہیے تھا، وہی مخبر اور جاسوس بن گئے۔ ان ننگ آدم، ننگ دین اور ننگ وطن کی فہرست بہت طویل ہے البتہ غداران ملت میں دو نام مرزا الٰہی بخش اور رجب علی بہت نمایاں ہیں الٰہی بخش، بہادر شاہ ظفر کے سمدھی تھے ان کی بیٹی ولی عہد مرزا فخر الملک کی بیوی تھی اس رشتے کی بناء پر یہ بہادر شاہ ظفر کے بہت قریب تھے اور وہ حد سے زیادہ ان پر اعتماد کرتے تھے جبکہ الٰہی بخش گھناؤنا کردار نبھاتے ہوئے جنگ کے آغاز ہی سے پل پل کی خبریں قلعہ سے باہر انگریزوں کو پہنچاتا رہا۔ بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری اور شہزادوں کا قتل الٰہی بخش کا سیاہ کارنامہ ہے رجب علی انگریزوں اور الٰہی بخش کے درمیان رابطے کا کام کرتا تھا انگریزوں نے الٰہی بخش کے ذمے یہ ڈیوٹی لگا رکھی تھی کہ وہ کسی بھی طرح حریت پسندوں کا بادشاہ سے رابطہ نہ ہونے دیں اس وقت ایک بہادر جنرل بخت خان اپنی انگریز دشمنی کی وجہ سے بہت مشہور تھا اور انگریزوں کے لئے ضروری تھا وہ ان کے راستے کی دیوار نہ بنے۔ چنانچہ رجب علی اور مرزا الٰہی بخش کی سازشوں کا آغاز ہوا جن کے ذریعے انہوں نے بہادر شاہ ظفر اور جنرل بخت خان کے درمیان نفرت کی دیوار چننی شروع کردی اور بہادر شاہ ظفر کو یہ بات باور کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ:

Marfat.com

جنرل بخت خان خود بادشاہ بننے کے منصوبے بنا رہا ہے۔

مرزا الٰہی بخش کو انگریزوں کی خدمات بجالانے کے عوض انعامات و جاگیر ملی۔

انگریز مؤرخ ایبل ٹرائز ''ملکہ وکٹوریہ کے عہد میں ہندوستان'' نامی کتاب میں لکھتا ہے کہ 1857ء کی جنگ کے پہلے بارہ مہینوں میں 30 ہزار تربیت یافتہ ہندوستانی سپاہی مارے گئے تقریباً 10 ہزار مسلح سویلین انگریز سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے جن لوگوں کو بغاوت کے شبہ میں گولی یا توپ سے اڑایا گیا ان کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ جو ہندوستانی سپاہی جنگ کے خاتمے کے بعد دو سال کے عرصے میں زخم، بھوک یا جیلوں کی سختیوں سے ہلاک ہوئے ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔

1857ء کی جنگ آزادی کا آغاز میرٹھ سے ہوا جہاں کچھ ہندوستانی سپاہیوں نے ایک نئی قسم کا کارتوس استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ انہیں اس حکم عدولی کی سزا ملی تو ان کی حمایت میں چند اور سپاہی بھی کھڑے ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے بغاوت کی لہر دور دور تک پھیل گئی ان فوجیوں نے انقلابی فورس تشکیل دیتے ہوئے 11 مئی 1857ء کو دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد بہادر شاہ ظفر کو بادشاہ بنا دیا جنہوں نے عنان حکومت سنبھالنے کے اگلے ہی روز یعنی 12 مئی 1857ء کو یہ فرمان جاری کیا کہ وہ ہندوستان کے واحد حکمران ہیں جو شخص بھی انگریز کو پناہ دے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ مئی کے مہینے کے اختتام تک جنگ آزادی پورے ہندوستان تک پھیل گئی جنگ اس قدر اچانک شروع ہوئی کہ انگریز ششدر رہ گئے ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کے خلاف اتنے وسیع پیمانے پر انقلابی تحریک شروع ہو جائے گی اس کی واحد وجہ ہندوستان کے عوام کا آزادی پسند ہونا تھی انہیں یہ احساس ہو چکا تھا کہ

Marfat.com

انگریز غاصب ہیں جو انہیں غلام بنانے کے لئے سات سمندر پار سے آئے ہیں۔
انگریزوں کے اقتدار پر قبضے کے براہ راست متاثرین مسلمان تھے، کیونکہ مسلمانوں ہی کا اقتدار اور سلطنت ختم ہوئی تھی، اس جنگ میں علمائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، عوام اور انقلابی سپاہ کے حوصلے بڑھانے میں علماء کی تقاریر و فتوؤں نے کلیدی رول ادا کیا۔

انگریز سرکار کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کرنے والوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سرفہرست اور سرخیل علماء کرام میں سے تھے۔

10 مئی 1857ء کو شروع ہونے والی جنگ آزادی اگرچہ کامیاب نہ ہوئی البتہ اس نے قومی حمیت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انگریزوں کی بربریت ان کی اپنی زبانی ملاحظہ فرمایئے ایک انگریز افسر لکھتا ہے کہ:
صبح ہم لاہوری دروازے سے چاندنی چوک کی طرف گئے تو سارا شہر مردوں کا علاقہ دکھائی دے رہا تھا سینکڑوں افراد پکڑ کر لائے جاتے انہیں قطاروں میں کھڑا کر دیا جاتا اور باری باری پھانسی پر لٹکا دیا جاتا لوگوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ وہ بھیڑ بکریوں کی طرح خاموشی سے اپنی باری کا انتظار کیا کرتے ان میں اتنی جرأت بھی نہ تھی کہ وہ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کرتے جس جگہ حریت پسندوں اور عام شہریوں کو پھانسی دی جاتی اس کے چاروں جانب کرسیاں بچھا دی جاتیں جن پر انگریز فوجی بیٹھ کر پھانسی پانے والوں کا تماشہ دیکھتے اور آپس میں ہنسی مذاق کرتے عورتوں کی یہ حالت تھی کہ سینکڑوں عورتوں نے عزت و ناموس

Marfat.com

بچانے کے لئے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی ایک فوجی افسر کا بیان ہے کہ ہم نے ایسی بہت سی عورتوں کو زندہ کنوؤں سے نکالا وہ لاشوں کے ڈھیر کے اوپر تھیں اور وہاں تک پانی نہ تھا یوں وہ ڈوبنے سے بچ گئیں جب ہم انہیں نکالنے لگے تو وہ چیخ چیخ کر شور مچاتیں کہ ہمیں ہاتھ نہ لگاؤ ہماری عزت خراب نہ کرو۔

ایک اور انگریز افسر لکھتا ہے کہ:؛

ایک گھر میں چالیس یا پچاس ایسے اشخاص تھے جو ہمارے خوف سے وہاں پناہ گزین ہوئے وہ باغی نہ تھے بلکہ غریب شہری تھے اور ہمارے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے تھے مگر وہ سخت مایوس ہوئے کیونکہ ہم نے اسی جگہ انہیں سنگینیوں سے ختم کر دیا۔

1857ء کی جنگ آزادی کا خاتمہ بہت بھیانک ہوا، 19 ستمبر کو جب جنرل ولسن سارے شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تو وہ رات شہریوں اور بادشاہ کے لئے قیامت سے کم نہ تھی بادشاہ نے فیصلہ کیا کہ وہ قلعے سے باہر نکل جائیں اس وقت جنرل بخت خان حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اگرچہ دشمنوں نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے لیکن ابھی بھی سارا ہندوستان ہمارا ہے اور کروڑوں ہندوستانی آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لہٰذا آپ کو فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں، میں پہاڑوں میں چھپ کر لڑائی جاری رکھوں گا بادشاہ نے اس کی بات سنی اور اپنا فیصلہ سنانے کے لئے اگلے روز ہمایوں کے مقبرہ میں باہم ملاقات کا اعلان کیا۔ بادشاہ کا مقصد مقبرہ ہمایوں کو مرکز بنا کر لڑائی جاری رکھنے کا تھا وہ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مقبرہ ہمایوں چلے گئے اس موقع پر مزار الٰہی بخش نے منفی کردار ادا کیا اور جنرل بخت خان کی ملاقات بادشاہ سے نہ ہونے دی یوں وہ مجبور ہو کر واپس چلا گیا

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی میدان جنگ انگریز کی گرفت میں آ گیا۔

دہلی پر انگریز فوج کے قبضہ کر لینے کے بعد 23 ستمبر 1857ء کے دن کا احوال مسز کوپر لینڈ ان الفاظ میں لکھتی ہیں کہ:

خون ریزی کے عادی سپاہیوں نے جوش انتقام فرد کرنے کے لئے پھانسی دینے والے جلادوں کو رشوت دے کر آمادہ کیا ہوا تھا کہ وہ مقتولوں کو پھانسی کے تختہ پر زیادہ دیر لٹکا رہنے دیں تاکہ وہ لاش کے تڑپنے کی کیفیت دیکھ کر جسے وہ ناچ سے تشبیہہ دیتے تھے کو اپنی طبع کے لئے دلچسپی کا سامان بنا سکیں۔

جو لوگ قتل کیئے گئے ان میں غریب و امیر، بے اثر و با اثر، جاگیردار و بوریا نشین ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ مقدمات بڑی تیزی سے نمٹائے جاتے اور سزاؤں پر اتنی تیزی سے عمل ہوتا کہ کسی کے کیس پر غور کرنا، کسی کی فریاد سننا، کسی کے دلائل و واقعات پر غور کرنا وقت برباد کرنا سمجھا جاتا تھا، عبرتناک سزائیں عام تھیں، لارڈ ایرٹس پشاور میں عام پھانسیوں کے بعد اپنی والدہ کو ایک خط میں اس واقعہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

ہم پشاور سے جہلم پیادہ سفر کرتے ہوئے پہنچے اور راستے میں کچھ کام بھی کرتے چلے آئے یعنی باغیوں سے اسلحہ چھینا اور انہیں پھانسیوں پر لٹکایا۔ توپ سے باندھ کر اڑا دینے کا جو طریقہ ہم نے اکثر استعمال کیا اس کا لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا...... یوں ہماری ہیبت بیٹھ گئی اگرچہ سزا کا یہ طریقہ نہایت دلخراش ہے لیکن موجودہ حالات میں اس کے سوا چارہ نہیں۔

مولانا فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں کہ:

ظلم وستم کے لئے میری قید ہی کافی نہ سمجھی گئی بلکہ جلاوطنی اور غربت و مسافرت

Marfat.com

کی سزا بھی دی گئی قید کر کے ایسے پہاڑ پر رات میں لے گئے جہاں پہنچ کر بہت سے قیدی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس پہاڑ کی گھاٹیوں کو دریا گھیرے ہوئے ہیں۔ یہاں شریف ذلیل اور گریہ وکناں ہیں دوا ناپید اور بیماریاں بے شمار ہیں، قیدیوں کے گروہ کے گروہ مر چکے ہیں جو بچے ہیں وہ نہ مردوں میں ہیں نہ زندوں میں میت کی نماز جنازہ، کفن اور پوشش کا یہاں سوال ہی نہیں۔

بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے شہر میں لاہوری دروازے اور چاندنی چوک میں پھرایا گیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں بادشاہ پر گرفتاری کے بعد سخت ترین مظالم ڈھائے گئے ان کے پوتوں، پوتیوں، نواسوں، نواسیوں کو جنہوں نے درگارہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ میں پناہ لے رکھی تھی کو گرفتار کر کے بیرون دہلی دروازہ لایا گیا اور قتل کرنے کے بعد ان کے سر بادشاہ کے ہاں بھجوائے گئے مؤرخین نے ان مقتولین کی تعداد تیس بیان کی ہے شہزادوں کے قتل کے بعد پورے شہر اور قلعہ میں قتل عام کیا گیا قتل عام کے ساتھ ساتھ مکانات بھی مسمار کئے گئے ایک لاکھ سے زائد مکانات صرف دہلی میں مسمار کئے گئے۔

انگریزوں نے وحشت و بربریت کی وہ تاریخ رقم کی کہ اسے بیان کرتے ہوئے قلم خونچکاں ہے ایک انگریز نے ایک دن کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا:

> ہم صبح کو لاہوری دروازے سے چاندنی چوک گئے تو ہمیں شہر پر قبرستان کا گماں ہوا وہاں ہمارے گھوڑوں کی ٹاپوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ کوئی زندہ آدمی ہمیں نظر نہ آیا ہر طرف لاشوں کا ڈھیر تھا، بعض پر جان کنی کا عالم تھا ہم چل رہے تھے تو آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے اس خوف سے کہیں مردے نہ چونک پڑیں۔ یہ دیکھ کر کہ ایک طرف لاشوں کو کتے نوچ رہے

Marfat.com

ہیں اور ان کے ارد گرد گدھ جمع ہیں جو ان کا گوشت نوچ رہے تھے۔ ہمارا دل کڑھتا تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہماری طرف اشاروں سے کہہ رہے ہیں کہ ہم بھی انسان ہیں...... اشرف المخلوقات...... آج بے گور و کفن پڑے ہیں......

یہ خط پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے کیا مہذب قوم کے افراد ایسی سوچ رکھتے ہیں:
خط لکھنے والا نکلسن ہے وہ لکھتا ہے کہ:

ہمیں ایسا قانون منظور کرنا چاہیے جس کی رو سے ہم ان کو زندہ جلا سکیں یا زندہ ان کی کھال اتار سکیں یا گرم سلاخوں سے اذیت دے کر ان کو فنا کے گھاٹ اتار سکیں ایسے ظالموں کو محض پھانسی کی سزا سے ہلاک کر دینے کا خیال ہی مجھے دیوانہ کیئے دیتا ہے۔

لارڈ کیننگ نے ملکہ وکٹوریہ کو اس جنگ کے مظالم کے حوالے سے لکھا کہ ہماری قوم کے دماغ میں ایک عالمگیر دیوانگی اور انتقام کا جذبہ موجزن ہے، اس میں وہ بزرگ بھی شامل ہیں جن سے بہتر طرز عمل کی توقع تھی، ایسی گری ہوئی ذہنیت کو دیکھ کر ناممکن ہے کہ ان کے ہم قوم ساتھیوں کی گردنیں نہ جھک جائیں کیونکہ ہر دس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا دکھائی نہیں دیتا جو چالیس پچاس ہزار انسانوں کا بے دریغ قتل اور پھانسی ضروری خیال نہ کرتا ہو۔

1857ء کی جنگ آزادی کے مظالم کی طویل ترین داستان ایسی ہی گھناؤنی و مکروہ وارداتوں سے بھری پڑی ہے جس میں انگریزوں کی شرافت و تہذیب عریاں رقص کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انگریزوں کے ظلم و ستم کا نشانہ خاص طور پر مسلمان بنے جنگ ختم ہوئی تو نہتے و بے گناہ مسلمانوں تک کو چن چن کر آتش انتقام کے الاؤ میں پھینکا گیا سیاسی بالا دستی ختم ہونے سے مسلمان ذہنی پریشانی و مایوسی کا شکار ہو گئے اس

Marfat.com

پر مستزاد یہ کہ وہ قیادت سے بھی محروم تھے۔ ایسے میں ہر طرف منتظر نگاہوں سے وہ قائد کو ڈھونڈتے تے جس کی قیادت میں وہ اپنی جدو جہد کو منظّم کریں اور اس آفت سے نجات پانے میں کامیاب ہوں۔ اس دور کے مسلمان دانشور قوم کے دکھ درد سے بے چین و بے قرار تو تھے مگر انہیں اس مصیبت کے بھنور سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا تھا ایسے میں سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو مغربی علوم و فنون سیکھنے اور انگریزی زبان میں مہارت حاصل کرنے کی طرف راغب کیا وہ مسلمانوں اور انگریزوں میں حائل خلیج کو پاٹنا چاہتے تھے، مگر انگریز مسلمانوں سے بہت زیادہ بدظن ہو چکے تھے، وہ کسی طور مسلمانوں پر اعتماد کرنے کو تیار نہ تھے وہ مسلمانوں کو اپنا اور اپنی حکومت کا نمبر ایک دشمن قرار دیتے تھے انگریز مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ہر قیمت پر نکالنا چاہتے تھے جس کے لئے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھے۔

ایک چھوٹے سے کتابچے ''عشق خاتم النبیین ﷺ'' میں اس پر آشوب دور کی تصویر کشی یوں کی گئی ہے کہ انگریز کا پُرفتن دور تھا ہر طرف کفر و الحاد کے طوفانوں کا زور تھا مسلمان غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور حریت پسند زندانوں میں ڈال دیئے گئے ......مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفیٰ ﷺ کا نور نکالا جا رہا تھا اور کفر کا اندھیرا ڈالا جا رہا تھا قرآن مجید کے نسخے جلائے جا رہے تھے اسلامی تہذیب وتمدن کے نشانات مٹائے جا رہے تھے اور یہود ونصاریٰ کے اطوار پھیلائے جا رہے تھے ملت اسلامیہ ایک سخت امتحان سے دوچار تھی اور مارے غم کے اشکبار تھی ابھی ان پر آشوب حالات کی سنگینیاں جاری تھیں اور فسق و فجور کی تاریکیوں کی فضا طاری تھی کہ ان جاں گسل لمحات میں فرنگی نے مسلمانوں کے شکستہ بدن سے روح اسلام نکالنے کے لئے جھوٹی نبوت کا خنجر گھونپ دیا اور اپنی جعلی نبوت کا

Marfat.com

کاروبار ایک ننگ دین و ننگ ملت مرزا قادیانی کو سونپ دیا تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر غیرت ایمانی سے مسلمانوں کے دل بھڑک اٹھے اور حرارت عشق رسول ﷺ سے جذبات شوق شہادت بھڑک اٹھے وہ کفن بدوش ہو کر نکلے اور تاج و تخت ختم نبوت کے پاسبان بن گئے ناموس رسالت ﷺ کے نگہبان بن گئے۔ مکار انگریز، اس کی جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی کے لئے تباہی کا سامان بن گئے۔

انگریز سرکار کی جھوٹی نبوت کی سرکوبی کے لئے حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔

☆......☆......☆

فتنہ قادیانیت کو انگریز سرکار کی سرپرستی و حمایت حاصل تھی، دراصل حضور خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کو نشانہ بنا کر وہ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتے تھے کیونکہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس امت مسلمہ کے اتحاد کی علامت ہے مسلمانوں کو آپ ﷺ سے اس قدر والہانہ محبت و عقیدت ہے کہ وہ حضور ﷺ پر اپنی قیمتی ترین متاع حیات کو ہر وقت قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں مسلمانوں کے تمام مسالک کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضور ﷺ اللہ رب العزت کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کو مبعوث فرما کر خداوند تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا، حضور خاتم النبیین ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان قرآن مبین نے نہایت وضاحت کے ساتھ یوں فرمایا ہے:

Marfat.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَا لِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ .

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔(الاحزاب 40)۔

1857ء کی جنگ آزادی نے انگریزوں اور مسلمانوں، دونوں کی راہیں جدا کردیں دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق سخت نفرت پیدا ہوگئی، مسلمانوں کے چند لیڈروں نے اکثریتی رائے کے خلاف انگریزوں سے صلح کرنی چاہی مگر بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ ان کا خوش فہمی میں مبتلا ہونا ایک سراب تھا انگریزوں نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی ہر ممکن پالیسی جاری رکھی انگریزوں کی تمام تر پالیسیوں کا مرکز ومحور مسلمانوں میں وحدت کی علامت حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت ختم کرنا تھی، اس پالیسی کے مطابق انہوں نے ختم نبوت کے خلاف جاری تحریک کی مکمل حمایت کی، مرزا غلام احمد ملعون اور اس کی جماعت پر خاص نظر عنایت کی جس کی بدولت ملعون مرزا غلام احمد کو مسلمانوں کے جذبات سے کھل کر کھیلنے میں دشواری پیش نہ آئی مرزا غلام احمد ملعون نے بھی حق نمک ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی وہ وقتاً فوقتاً اپنے مکتوبات انگریز سرکار کو لکھتا جن میں مسلمان زعماء اور علماء کے خلاف ہرزہ سرائی کے علاوہ کوئی بھی خاص چیز نہ ہوتی ہاں البتہ انگریزوں کی شان میں قصائد ضرور ہوتے ہیں جن میں انگریزوں کو اعلیٰ ترین مخلوق قرار دینے میں وہ کوئی تامل محسوس نہ کرتا۔

مرزا احمد قادیانی بھارتی صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں 1839ء کو پیدا ہوا۔ اس کا والد غلام مرتضیٰ تھا جس کا پیشہ طبابت اور زمیندارہ تھا اس کا تعلق سمرقندی مغل گھرانے سے تھا معلون مرزا غلام احمد تحصیل علم سے فراغت

Marfat.com

پاکر 1864ء سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازم ہوا جہاں وہ چار برس تک ملازمت کرنے کے بعد مستعفی ہوا، اور والد کے ساتھ طبابت وغیرہ کرنے لگا اس عرصے میں اس نے مذہبی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ ابتدائی طور پر ملعون مرزا اپنے والد کے مذہب پر تھا جو حنفی مسلک پر کاربند مسلمان تھے۔ ملعون و بدبخت مرزا نے 1879ء میں یہ اشتہار جاری کیا کہ وہ پچاس جلدوں پر ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے جس میں اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کی تردید میں قوی اور محکم عقلی دلائل پیش کیے جائیں گے ساتھ ہی اس نے یہ بھی اعلان شائع کیا کہ مذکورہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی بدبخت مرزا نے 1880ء سے 1884ء کے عرصے کے دوران اس کتاب کی چار جلدیں شائع کیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابتدائی طور پر ملعون مرزا کی کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مسلمانوں نے پیشگی قیمت بھیج کر معاونت کی۔ کتاب کی چار جلدیں شائع کرنے کے بعد ملعون مرزا نے یہ اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بذریعہ الہام اشاعت دین پر مامور فرمایا لہٰذا کتاب کی مزید اشاعت بند کی جاتی ہے ساتھ اس نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ رواں صدی کا مجدد ہے۔ 1886ء میں مرزا ملعون نے اپنی دوسری تصنیف ''سرمۂ چشم آریہ'' شائع کی اسی عرصے میں اس نے ہوشیار پور میں آریہ سماجوں کے ساتھ مناظرہ کیا جس کی بڑی تشہیر کی یوں مرزا ملعون نے ایک مناظر اسلام اور مدعی الہام کی شہرت پائی اور اس کے اردگرد لوگوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی جن میں بعض بڑے اثرورسوخ والے افراد بھی شامل تھے ان ہی میں سے ایک حکیم نوردین شاہی طبیب ریاست جموں وکشمیر بھی شامل تھا۔

ملعون مرزا ابتدائی زندگی میں صحیح العقیدہ سنی مسلمان تھا وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قائل تھا وہ اپنے اشتہاری اعلان مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوئم

Marfat.com

میں جو بتاریخ 2 اکتوبر 1891ء کو شائع ہوا میں لکھتا ہے کہ:

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، میں ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ علیہ اسلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔

اپنے ایک مکتوب بنام مشائخ ہند میں ملعون مرزا یوں لکھتا ہے کہ:

میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد ﷺ کے نہیں جو خاتم النبیین ہیں، جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے، گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو چشمہ حق و معرفت ہے کی میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون میں جماع صحابہ میں صحیح قرار پائی ہیں نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ کمی اور اس اعتقاد میں زندہ رہوں گا اور اس پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

انگریز سرکار نے فتنہ قادیانیت کی بھرپور آبیاری کی تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے

Marfat.com

جذبۂ جہاد ختم ہو جائے ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جائے۔ مرزا ملعون اپنی کتاب شہادت القرآن میں حکومت برطانیہ کی اطاعت کو نصف الایمان قرار دیتا ہے اور لکھتا ہے کہ:

> میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں میں نے ان کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔

ملعون مرزا کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ تمام اسلامی دنیا پر برطانیہ کا اقتدار قائم ہو جائے اور کہیں بھی اسلامی حکومت کا وجود نہ رہے۔ مسلمانوں کے دو مقدس مقامات مکہ اور مدینہ ہیں قادیانی تحریک کے ذریعے ان کی حرمت ختم کر کے ''قادیان'' کو اس مقام پر لانا تھا قادیانیوں کے نزدیک سرزمین قادیان، سرزمین نجات ہے (نعوذ باللہ) ایک ہندو دانشور ڈاکٹر شکر داس، اخبار بندے ماترم کی 22 اپریل 1932ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

> سب سے اہم مسئلہ جو ملک کے سامنے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ کس طرح ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں متحدہ قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے یہاں کے مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ ہر وقت عرب کے گیت گانے میں

Marfat.com

مشغول رہتے ہیں اگر ان کے اختیار میں ہو تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں اس مایوسی کے عالم میں امید کی کرن تحریک احمدیت ہے، مسلمان احمدیت کو اختیار کریں گے تو لامحالہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے، احمدیت کی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور بانی اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے وہ مزید لکھتا ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام، کرشن، وید اور گیت سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کی ذات میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے احمدیوں کے دلوں سے مکہ مدینہ کی محبت کم ہو جائے گی۔ اور ہر احمدی کے دل میں یقیناً ہندوستان کے لئے محبت ہوگی کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا ملعون بھی ہندوستانی تھا اور جتنے خلیفے اس کی رہبری کر رہے ہیں وہ سب ہندوستانی ہیں، وہ مزید لکھتا ہے کہ تحریک خلافت میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا کیونکہ احمدی خلافت کو ترکی یا عرب کی بجائے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں، پس تحریک احمدیت ہندو قوم پرستوں کے لئے باعث مسرت ہے۔

خود مرزا ملعون اپنے دل میں ہندوؤں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا تھا۔ جب یہاں تحریک آزادی چلی اور اسے معلوم ہوا کہ ہندو اور مسلمان آپس میں باہم بر سرپیکار ہیں تو اس نے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان کے مذہب اور اوتاروں کے بارے میں چکنی چوپڑی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ چنانچہ نومبر 1904ء میں سیالکوٹ کے مقام پر ایک لیکچر میں ہندو عوام سے وہ یوں مخاطب

Marfat.com

ہوا؛:

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رِشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

مرزا ملعون ہمیشہ اپنی پہلی بات کی قول و فعل سے تردید کرتا رہا۔ مثلاً 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں پر سخت آزمائش و ابتلا کا دور آیا جس سے اس کے دیرینہ رفیق کار حکیم نور دین نے فائدہ اٹھانے کے لئے مثیل مسیح بننے کا مشورہ دیا ساتھ ہی اس نے اپنے مشورہ میں یہ بھی کہا کہ ان کے اس اعلان کو قوم بڑی پذیرائی بخشے گی۔ اور وہ احیائے ملت کے لئے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔ مرزا معلون نے مکتوبات احمدیہ کے ذریعے 24 جنوری 1891ء کو حکیم نور دین کو یوں جواب دیا۔

جو کچھ مخدوم آں نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ کیا جائے سو اس میں کیا حرج ہے۔ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کوئی حاجت نہیں۔ یہ بندہ چاہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اسے اپنے عاجز و مطیع بندوں میں داخل کرے۔ ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلا کو ہی رکھا ہے۔

Marfat.com

حکیم نور دین کو اس طرح کا جواب دیئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مرزا ملعون نے اشتہار منہ درجہ تبلیغ رسالت جلد دوم میں اپنے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا:

> مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔

مرزا ملعون اپنے آپ کو زیادہ عرصہ مثیل مسیح کے دعویٰ پر قائم نہ رکھ سکا اور ایک قدم آگے بڑھ کر سب سے پہلے اس نے اپنی تصنیفات ''فتح الاسلام'' توضیح مرام'' اور ''ازالہ اوہام'' میں حیات مسیح کے عقیدہ کو غلط بتا کر وفات مسیح کا اعلان کیا اور پھر اپنے مسیح موعود کا اعلان کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کے حالات کے سلسلہ میں قرآن میں ارشاد اقدس ہوا ہے کہ:

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء' 158-157).

ترجمہ: اور وہ (یہودی) کہتے ہیں ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے نہیں قتل کیا اور نہ ہی صلیب چڑھایا مگر اس کی شبیہ کی اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی بے خبر ہیں ان کے پاس سوائے ظن کے اور کوئی دلیل نہیں۔ انہوں نے ہرگز اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنے پاس اٹھا لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ غالب ہے حکمت والا۔

حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ ظہور کا بیان صحیح مسلم کی احادیث مبارکہ میں بیان ہوا

Marfat.com

ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت سے کچھ عرصہ پہلے دنیا میں شر وفسادات اپنی انتہا کو چھونے لگے گا تب دجال نامی شخص کا ظہور ہو گا جو اپنے جادو اور شیطانی قوتوں کے بل بوتے پر وسیع قطعہ ارضی پر قبضہ کرے گا۔ وہ ایمان والوں پر دائرہ حیات تنگ کر دے گا۔ اس کا یہی شر وفسادات جب نا قابل برداشت ہو جائے گا۔ تب بحکم الٰہی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ کے قریب آسمان سے اتریں گے؛ اس حال میں کہ آپ کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے۔ وہ دنیا میں آ کر دجال کو قتل کریں گے اور اسلام و ایمان کا بول بالا کریں گے۔ یہاں سات برس زندہ رہنے کے بعد وفات پا کر مدینہ شریف میں حرم پاک میں آسودۂ خاک ہوں گے۔ آپ کے ظہور سے پہلے بنی فاطمہ میں سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جس کا نام محمد اور لقب مہدی ہو گا۔ وہ ظہور عیسیٰ علیہ اسلام کے وقت ان کا استقبال کریں گے۔ اور پہلی نماز دونوں حضرات باہم مل کر پڑھیں گے۔

چونکہ احادیث مبارکہ میں ظہور عیسیٰ علیہ اسلام کے صحیح سال اور وقت کا تعین نہیں۔ اسی لئے آنحضور ﷺ کے بعد کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر قبل اس کے کہ وہ کسی عیسیٰ کا استقبال کرتے وہ خود اس دنیا سے اٹھ جاتے رہے۔

ملعون مرزا قادیانی نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے ذرا مختلف طریقہ اپنایا، سب سے پہلے اس نے علمائے سلف کے اس عقیدہ کو غلط بتایا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور وہی پھر زمین پر واپس آئیں گے۔ اس کے نظریہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اپنے زمانہ ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ اور قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والا شخص فقط مثیل مسیح ہو گا۔

مرزا ملعون اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے پر تقریباً دس برس قائم رہا اور پھر ختم

Marfat.com

نبوت کے معروف اسلامی نظریہ کو جس کا وہ خود بھی معتقد تھا۔ غلط قرار دے کر نومبر 1901ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ مرزا کو نبی و رسول کے الفاظ سے مخاطب کرنے والا پہلا شخص اس کا خطیب مولوی عبدالکریم تھا۔ جس نے جمعہ کے خطبہ میں ملعون مرزا کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔ اختتام خطبہ پر سید محمد احسن امروہی قادیانی خطیب سے جھگڑے، قادیانی خطیب نے اگلے جمعہ پھر انہی الفاظ کو دوہرایا، سید محمد احسن اور قادیانی خطیب میں پھر جھگڑا ہو گیا معاملہ ملعون مرزا تک پہنچا تو اس نے قادیانی خطیب کی تردید نہ کی بلکہ قرآن مبین میں سے آیۃ کریم پڑھی ترجمہ:

مسلمانو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

مرزا ملعون دراصل 1891ء سے نبی کا لقب اختیار کرنا چاہتا تھا تاہم وہ ڈر اور خوف سے فیصلہ نہ کر پایا، بالآخر اس کے خطیب کے لبوں سے اس کی دلی آرزو نکلی اور وہ ایک غلطی کا ازالہ نامی رسالے میں نومبر 1901ء میں یوں گویا ہوا:

میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کے خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکہ رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔

حقیقت الوحی نامی کتاب میں مرزا ملعون اپنے نبی ہونے کا ان الفاظ میں اعلان واقرار کرتا ہے:

خدا نے ہزار ہا نشانوں سے میری تائید کی ہے، اور اس طرح کی تائید کا شرف بہت کم نبیوں کو ملا ہے...... اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے

Marfat.com

بڑے بڑے نشان ظاہر کیئے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک مرزا ملعون اپنے آپ کو "ظلّی نبی" ظاہر کرتا رہا۔ اس کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا تھا مگر نبوت صرف آپ ﷺ کے فیضان سے ہی مل سکتی تھی نہ کہ قبل ازیں کی طرح براہ راست، وہ خاتم النبیین کے معنی یہ بیان کرتا کہ آپ ﷺ نبیوں کے مہر ہیں، اور آپ ﷺ کی مہر کے بغیر کسی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی، یعنی اس کے کہنے کے مطابق نعوذ باللہ حضور ﷺ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کی تصدیق آپ ﷺ اپنی مہر سے فرمائیں گے۔ ان انبیاء کی نبوت کا معیار آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور آپ ﷺ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔ مرزا ملعون نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو وہ اپنے ہی ختم نبوت کے عقیدے جس کا اظہار اپنی کتب "براہین احمدیہ حصہ چہارم" ازالہ اوہام" اور "حمامتہ البشریٰ" میں کر چکا تھا کی انوکھے انداز میں "براہین احمدیہ حصہ پنجم" میں تردید کرنے لگا۔ جس میں وہ حضور ﷺ کے بعد وحی الٰہی کے دروازے کو نعوذ باللہ ہمیشہ کیلئے کھلا بیان کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:

> ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اسی طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی، یعنی محمد ﷺ ہی نبی رہا اور نہ کوئی۔ یعنی کہ جب میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا ملعون نبوت کے اعلان کے بعد مزید آگے بڑھا اور وہ آیت قرآنی جو

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں اتری تھیں، انہیں اپنی جانب منسوب کر کے اپنی ذات کو ان کا مصداق ظاہر کیا، نعوذ باللہ، اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں وہ یوں لکھتا ہے کہ:

میں بارہا مبتلا ہو چکا ہوں کے میں بموجب آیت:

''وَ آخَرِینَ مِنھُم لَمَّا یَلْحَقُوْ بِھِم''

بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنخضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

مرزا کذاب کے بیٹے مرزا بشیر احمد کذاب اپنی تصنیف ''کلمتہ الفضل'' میں مرزا کذاب کی ظلی نبوت کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے:

> یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض نفس کا ایک دھوکہ ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیوں بعض لوگ آپ کی (مرزا کذاب) نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ یعنی مرزا کذاب آنخضرت ﷺ سے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے۔ اور اس ظلّی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔

مرزا کذاب اپنے آپ کو محمد اور احمد قرار دے کر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ؛ وہ کوئی نبی اور علیحدہ شخصیت نہیں ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ میں وہ یوں بیان کرتا ہے کہ؛

> وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے سر چشمے سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام

Marfat.com

آسمان پر محمد اور احمد ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی مگر بروزی طور پر، مگر نہ کسی اور کو۔

مرزا کذاب نے اس طرح کا ایک جھوٹ اپنے خطبہ میں یوں بیان کیا ہے:

جس نے میرے اور محمد مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے مجھے شناخت کیا اور نہ پہچانا اور نہ ہی دیکھا نہ سمجھا۔

جب مرزا کذاب نے مستقل نبوت کا لبادہ اوڑھا تو دیگر لوازمات نبوت کے ساتھ ساتھ اس نے اعلان کیا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ مرزا کذاب کے پیروکار اس کے مجموعہ وحی والہمامات کو "کتاب المبین" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قطعی نبی بننے اور صاحب وحی والہام ہونے کے دعویٰ کے بعد مرزا کذاب نے قرآن و حدیث میں نقب لگانے کا آغاز کیا۔

اس نے اپنی کتاب اربعین نمبر 4 میں یہ دعویٰ کیا کہ:

خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاح جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ:

جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔

مرزا کذاب کے فرزند میاں محمود احمد کذاب اپنے ایک خطبہ 15 جولائی

Marfat.com

1938ء میں اس موضوع پر یوں بیان کرتا ہے:

اب کوئی قرآن نہیں، سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث جو مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی بنی نہیں سوائے اس کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ یعنی مرزا کذاب سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے تو اس کے لئے:

یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

والا قرآن نہ ہوگا بلکہ:

"یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ"

والا قرآن ہوگا مسیح موعود فرمایا کرتے تھے حدیث کی کتابوں کی مثال تو نعوذ باالله مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔

مرزا کذاب کی نبوت دراصل جھوٹ کا بہت بڑا دفتر تھا، جہاں وہ ایک وقت پر ایک چیز کو صحیح و درست قرار دیتا اور دوسرے موقع پر ہو بہو یہی کیفیت ہوتی مگر جھوٹی تشریح کے ذریعے اسے رد کر دیا جاتا۔ مرزا کذاب نے مسلمانوں سے اسلام کے ہر اصول پر اختلاف کیا جس کی تفصیل بیان کی جائے تو بہت بڑی ضخیم کتاب بن جائے گی۔

مرزا کذاب تمام اُمت محمد یہ پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ:

خدا تعالی نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان

Marfat.com

نہیں (ارشاد مرزا مندرجہ رسالہ الذاکر الحکیم نمبر 4)۔

مرزا کذاب کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے:

1۔ ایک لاہوری پارٹی۔

2۔ اور دوسری قادیانی جماعت۔

لاہوری پارٹی مرزا کذاب کو مجدد اعظم مانتی ہے وہ دبے لفظوں میں اس کے ظلی نبی ہونے کا بھی اقرار کرتی ہے، یہ پارٹی مرزا کذاب کے نہ ماننے والوں کو گناہ گار قرار دینے پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ قادیانی جماعت انہیں جو مرزا کذاب کو کامل اور مستقل صاحب شریعت و وحی نبی نہیں مانتے اور مرزا کذاب کی بیعت میں داخل نہ ہونے والا ہر شخص کافر اور خارج از اسلام ہے۔

مرزا کذاب کے کذاب فرزند محمود احمد اسی موضوع پر بیان جاری کرتے ہیں کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مرزا کذاب کے دوسرے فرزند مرزا بشیر احمد کذاب اس موضوع پر بیان جاری کرتا ہے کہ:

> ہر ایک شخص جو محمد کو مانتا ہے، مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا کذاب نے اپنے فرزند فضل احمد کا جنازہ غیر احمدی ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھایا تھا (اخبار الفضل، 15 دسمبر 1921ء)۔

مرزا کذاب مسلمانوں کی اجتماعیت پر اپنی جھوٹی من گھڑت دلیلوں کے ذریعے کاری ضرب لگاتا رہا، وہ کہتا ہے کہ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور وہ خدا کے

Marfat.com

رسول اور نبی ہیں کتاب اللہ کے وہی معنی درست ہیں جنہیں، نعوذ باللہ مرزا کذاب درست کہے۔

حدیث نبوی کے جس حصہ کو مرزا درست اور صحیح قرار دے وہی درست ہے، نعوذ باللہ باقی صحیح نہیں۔

کتاب اللہ اور حدیث نبوی کے بعد دین اسلام کا تیسرا ماخذ اجتہاد سلف ہے اس کے بارے میں وہ کہتا ہے:

اجتہاد سلف ختم ہے کیونکہ نبی یعنی وہ خود آ گیا ہے۔

چوتھا ماخذ اجماع امت ہے۔

جس کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ اجماع امت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی کیونکہ خدا تعالیٰ ان سے کلام فرماتا ہے اور کتاب اللہ کے صحیح مفہوم اور حدیث نبوی کے صحیح یا بناوٹی ہونے پر مطلع کرتا ہے۔

مرزا کذاب کے خلاف امت مسلمہ متحد ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ،علمائے اسلام اور اہل دانش نے اپنی تصانیف اور مواعظ کے ذریعے عامۃ المسلمین کے سامنے فتنہ قادیانیت کی اصلیت پیش کرنے کا بیڑہ اٹھایا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے جاری تحریک دم توڑ گئی۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ قادیانیت کے خلاف جہاد کے لئے میدان میں نکلے تو پھر یہ صورت بنی کہ جس طرف بھی نگاہ اٹھتی عاشقان مصطفیٰ ﷺ سروں پر کفن لپیٹے صف باندھے کھڑے دکھائی دیتے۔ آپ نے اپنی تصنیف ''سیف چشتیائی'' کے ذریعے مرزا کذاب کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا۔ حضرت قبلۂ عالمؒ نے سنتِ سیّدنا صدیق اکبرؓ پر عمل پیرا ہو کر جھوٹے نبی کے خلاف ہر محاذ پر جہاد کیا...... آپ اس کے لئے ایسی تلوار بنے جسے دشمن کا خاتمہ کئے بغیر نیام میں واپس جانا پسند نہ تھا...... اور

Marfat.com

پھر مسلمانانِ ہند نے اس تلوار کی قیادت میں مرزا کذاب کے خلاف معرکہ اپنے نام کیا......!

☆......☆......☆

1891ء میں مرزا کذاب غلام احمد قادیانی نے حیات مسیح علیہ اسلام کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا، ٹھیک ایک برس قبل 1890ء بمطابق 1307ھ میں جب حضرت قبلہ عالمؒ نے برصغیر ہندو پاک کے دگرگوں حالات سے دل برداشتہ ہو کر حرمین شریفین ہی میں مستقل سکونت کا فیصلہ کیا جس سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو آگاہی ہوئی وہ حضرت قبلہ عالمؒ کے دینی وروحانی مرتبے سے مکمل آگاہی رکھتے تھے انہیں اس فتنے کے بارے میں بھی رب العالمین نے آگاہ فرما دیا تھا جسے مرزا کذاب غلام احمد قادیانی کی صورت میں برصغیر کی سر زمین سے پھوٹنا تھا چنانچہ ان کی دور بین نگاہوں نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

آپ حرمین شریفین میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی بجائے سرزمین ہند میں تشریف لے جایئے اور وہاں عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے جس کا سد باب آپ ہی کی ذات گرامی سے ہوگا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی پیشن گوئی حرف بحرف پوری ہوئی حضرت قبلہ عالمؒ نے مرزا کذاب غلام احمد قادیانی کو ہر میدان میں شکست دی۔ جب اس نے حیات مسیح علیہ اسلام کا انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسیح موعود کی شکل میں پیش کیا تو اس کا توڑ حضرت قبلہ عالمؒ نے ''شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح'' کے نام

Marfat.com

سے ایک مختصر رسالہ 1317ھ بمطابق 1900ء لکھ کر کیا، جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسد عنصری زمین پر نازل ہوکر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ سے ثابت فرمایا۔

مرزا کذاب کا علمی غرور و گھمنڈ ''ایام الصلح'' میں چھپنے والے اس کے اس بیان سے عیاں ہوتا ہے کہ:

> اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں، جو میری برابری کی لاف مار سکے، میں اعلانیہ اور بغیر کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت اور مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم بھرتے ہیں، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی اور وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں، ذرا، ان سب کو میرے سامنے تو لاؤ۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے اس کا یہ بیان پڑھا مگر خاموش رہے کیونکہ مرزا کذاب نے آریہ سماجوں اور نصاریٰ کے خلاف دین اسلام کی حمایت میں متعدد مناظرے کئے جس سے جہاں اس کی شہرت عام مسلمان طبقے میں ہوئی وہیں طبقہ اہل علم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، مرزا کذاب یہ شہرت ہضم نہ کرسکا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے اپنے آپ کو ''مجدد دین'' کے روپ میں پیش کرنا شروع کر دیا، تب بھی اہل علم طبقہ خاموش رہا کہ یہ شخص اہل ہنود اور نصاریٰ کے خلاف کھڑا ہو کر دین اسلام کیلئے کام کر رہا ہے ایسے میں اگر وہ اپنے آپ کو چند القابات وغیرہ سے مرصع کرنا چاہتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اہل علم طبقے کی خاموشی سے مرزا کذاب سمجھا کہ اس کے لئے

Marfat.com

میدان صاف ہے ملک گیر شہرت نے ویسے بھی اس کا دماغ خراب کر رکھا تھا، چنانچہ اس نے ملک کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کیے جن کا مضمون یہ تھا کہ:

> میں مسیح موعود ہوں اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کیلئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ حضرات اس مشن میں میری اعانت کریں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ مذاہب باطلہ کے لئے ننگی تلوار تھے......

وہ خط پڑھ کر کب خاموش بیٹھے رہنے والے تھے......

لہٰذا حضرت قبلہ عالمؒ نے اتمام حجت کے طور پر مرزا کذاب کو جوابی خط لکھ کر راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور لکھا کہ:

> میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا، آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرت اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

مرزا کذاب حضرت قبلہ عالمؒ کی نصیحت پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اپنے مشن میں تیزی لانے میں مصروف رہا، حضرت قبلہ عالمؒ نے محسوس کیا کہ ظاہر بین اور کم علم لوگ اس سے متاثر ہونے لگے ہیں، لہذا اس فتنے کی بیخ کنی کی جائے، حضرت قبلہ عالمؒ اپنے طور پر مرزا کذاب کو مدلل جواب دینے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے، اس میں جید علماء کرام کی ایک جماعت نے بھی حضرت قبلہ عالمؒ سے رجوع فرمایا اور ان سے درخواست کی کہ وہ مرزا کذاب کے فتنے کو قبل اس کے کہ وہ جڑیں پکڑنے میں کامیاب ہو۔ اکھاڑ پھینکیں۔

حضرت قبلہ عالمؒ کو گویا جید علماء کرام کی جماعت نے اپنا قائد مقرر فرما دیا۔

Marfat.com

شعبان اور رمضان المبارک 1317ھ میں حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنا عالمی شہرت یافتہ رسالہ بعنوان "شمس الہدیث فی اثبات حیات المسیح" تصنیف فرمایا جو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر فی الفور برصغیر کے علماء مشائخ تک پہنچ گیا، اس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا کذاب کو بھی قادیان روانہ کردی گئی۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے اپنی باطل شکن تحریر کے ذریعے ثابت کیا کہ مرزا کذاب کے بطور صحیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں، اپنی اس تحریر میں حضرت قبلہ عالم نے مرزا کذاب کے علمی غرور و گھمنڈ کے غبارے سے ہوا نکالنے کے لئے اس سے کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی پوچھ لیئے۔ کتاب کا منصۂ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا، مرزائی کتاب کے مضامین کا تدارک کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور پھر کافی غور و غوص کے بعد مرزا کذاب کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا، جس میں بجائے اس کے کہ وہ اختلافی امور مثلاً وفات مسیح علیہ اسلام، مثیل مسیح اور مسیح موعود، لامہدی الاعیسیٰ، ظلّی بروزی یا مستقبل نبوت، مرزا کذاب کے انکار پر مسلمانوں کا خارج از اسلام ہونا، دجال شخصی اور جہاد سیفی کی تردید وغیرہ پر مناظرہ کا چیلنج کرتا اس نے حضرت قبلہ عالمؒ کو دعوت دی کہ آؤ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کرلو۔

مرزا کذاب کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت 25 جولائی 1900ء کو حضرت قبلہ عالمؒ تک پہنچی یعنی اپنی اشاعت کے چار دن بعد جس کا جواب انہوں نے اسی روز لکھ کر اخبار "چودھویں صدی" میں اشاعت کے لئے بھیج دیا، مرزا کذاب کی خواہش کے مطابق جوابی اشتہار کی پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں جو ملک کے تمام علماء کرام تک دستی اور بذریعہ ڈاک پہنچا دی گئیں۔ ایک کاپی مرزا کذاب کو بذریعہ رجسٹری بجھوا دی گئی۔

Marfat.com

مرزا کذاب کے نزدیک حضرت قبلہ عالمؒ کی ذات گرامی چالیس جید علماء کرام کے برابر تھی۔

کیونکہ وہ اپنے ضمنی اشتہار میں لکھتا ہے کہ اگر پیر صاحب مناظرہ کے لئے رضا مند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو۔

مرزا کذاب اس زعم میں مبتلا تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر المشاغل بزرگ ہیں وہ مناظرہ کرنے کیلئے میدان میں نہیں آئیں گے یوں اسے فتح کے شادیانے بجانے کا موقع مل جائے گا۔

وائے رے قسمت کہ مرزا کذاب کی تمام تر امیدیں اور توقعات اس وقت خاک میں مل گئیں جب حضرت قبلہ عالم نے اس کی تفسیر نویسی کے چیلنج کو قبول کرلیا ساتھ اس بات کا اضافی چیلنج بھی مرزا کذاب کو دیا کہ اس کے دیگر عقائد پر تقریری گفتگو بھی کی جائے گی۔

حضرت قبلہ عالم نے مرزا کذاب کے چیلنج کا جواب بذریعہ اشتہار دیتے ہوئے اسے 25 اگست 1900ء کو پنجاب کے صدر مقام لاہور میں مناظرے کے لئے حاضر ہونے کو کہا۔ حضرت قبلہ عالم کے اشتہار کے علاوہ سرزمین ہند کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے ساٹھ جید علماء نے بھی ایک اشتہار جاری کیا اور مرزا کذاب کو پیغام دیا کہ وہ حضرت پیر صاحب کے ہمراہ 25 اگست 1900ء کو لاہور میں ہوں گے۔

علاوہ ازیں ان جید علماء نے حضرت قبلہ عالمؒ کی اس شرط کہ تحریری مقابلے سے قبل تقریری گفتگو ہونی چاہیے کی مکمل تائید کی۔

Marfat.com

مرزا کذاب کی شکست کی ابتداء چند روز میں اس کے ایک پیرو کار محمد احسن امروہوی کے خط سے ہوئی جو اس نے گولڑہ شریف اس مضمون کے ساتھ بھیجا ہمیں تقریری مقابلہ کی شرط منظور نہیں پیر صاحب نے تحریری مقابلہ کرنا ہو تو تشریف لے آئیں۔ حضرت قبلہ عالم نے مرزا کذاب کو میدان سے فرار ہونے کا موقع نہ دیتے ہوئے۔ اپنے ایک مرید حکیم سلطان محمود کے ذریعے پیغام بجھوایا کہ حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ مرزا کذاب کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلے کے لئے لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

24 اگست 1900ء کو حضرت قبلہ عالمؒ عازم لاہور ہوئے تا کہ مرزا کذاب کے عقائد باطلہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے حضرت صدیق اکبرؓ کی سنت کو تازہ کر دیں۔ حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ بذریعہ ریل گاڑی لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ راولپنڈی اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں سے مرزا کذاب کو تار بجھوائی۔ سفر کے اگلے مرحلے میں آپ لالہ موسیٰ پہنچے وہاں سے بھی آپ نے مرزا کذاب کو اپنی روانگی کی اطلاع بجھوائی۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ لاہور پہنچے تو وہاں ہر مکتبہ فکر بریلوی، دیو بندی، اہل حدیث اور فقہ جعفریہ کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ بیسویں صدی کے مسیلمہ کذاب کا خاتمہ اور صحابہ کرامؓ کی سنت پر عمل کرنے کے پختہ عزم کے ساتھ لاہور میں اترے۔

حضرت قبلہ عالمؒ کا مقابلہ کرنے کی مرزا کذاب میں ہمت نہ پڑی عوام کی ایک بڑی تعداد وقت مقررہ پر لاہور میں جمع ہوگئی تھی۔ 25 اگست کو 1900ء کا دن مرزا کذاب کا انتظار کرتے کرتے گزر گیا اس نے نہ آنا تھا۔ سو وہ نہ آیا حالانکہ لاہوری پارٹی کے چند با اثر افراد نے مرزا کذاب کو میدان میں لانے کی بھرپور کوشش کی مگر

Marfat.com

باطل کو حق کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

25 اگست 1900ء کو لاہور میں اتحاد امت کا عظیم الشان نظارہ زمین و آسمان نے کیا، قادیانیت اور اسلام کے مابین جاری دس سالہ کشمکش کا انجام دیکھنے کیلئے لوگ قافلوں کی شکل میں بادشاہی مسجد لاہور پہنچے۔ 25 اگست 1900ء کا پورا دن گزر گیا۔ 26 اگست 1900ء کا دن بھی تمام ہونے کو آیا، مسلمانوں کو یقین ہو چکا تھا کہ مرزا کذاب اپنے عقائد باطلہ کے تحفظ کے لئے میدان میں نہیں نکلے گا، البتہ قادیانیوں کے نمائندے عوام کو یہ کہتے رہے کہ شرائط کے طے ہوتے ہی مرزا کذاب آجائیں گے۔ مگر قادیانیوں کو اس وقت سخت مایوسی ہوئی جب مرزا کذاب نے یہ کہتے ہوئے مناظرے کے میدان میں آنے سے یکسر انکار کر دیا کہ میں ان حالات میں لاہور نہیں آ سکتا، مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ثابت کرنے کے بہانے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ مرزا کذاب کے اعلان کے ساتھ ہی قادیانی پارٹی میں سخت انتشار پیدا ہو گیا اور ایک قابل ذکر تعداد میں قادیانیوں نے اس وقت توبہ کا اعلان کیا اور حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دوبارہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا......!

قادیانیوں کی ایک جماعت نے مرزا کذاب کو سبکی سے بچانے کیلئے حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تجویز پیش کی آپ مرزا کذاب کے ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے، ایک اندھے اور اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا کذاب دعا کرتے ہیں، اور اسی طرح کے ایک دوسرے اندھے اور اپاہج کے لئے آپ دعا کریں، اس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا، حضرت قبلہ عالمؒ چیلنج سماعت فرماتے ہی جلال میں آ گئے اور جماعت کے ارکان کو جواب دیا کہ مرزا کذاب سے کہہ دیں کہ:

Marfat.com

''اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں''۔

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا کذاب کی تفسیر نویسی کے چیلنج کے جواب میں لاہور میں حاضرین کی مجلس کے سامنے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ:

علمائے اسلام کا اصل مقصد تحقیق حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے۔ فخر و تعلی مقصد نہیں ہوتا ورنہ نبی کریم ﷺ کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ سے بعد میں اس دعوے کے متعلق استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ:

میں نے یہ دعویٰ از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل ہو گیا تھا کہ اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے ضرور سچا ثابت کرتے۔

ذیل میں ہم مہر منیر سے مرزا کذاب کے اشتہارات اور حضرت قبلہ عالمؒ کی جانب سے جوابی اشتہار قارئین کی معلومات کیلئے شکریہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت؛:

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مندرجہ ذیل اشتہار جاری کر کے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ' کو عربی میں تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج دیا۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، جو سخت مکذب ہیں ان کے ساتھ ایک طریق فیصلہ، مع ان علماء کے جن کے نام ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہیں۔[1] (پنجاب اور ہندوستان کے سجادہ نشین یہ عذر پیش نہیں کر سکتے کہ ہم جاہل اور علم قرآن اور علم

Marfat.com

عربیت سے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ پھر تفسیر قرآن مجید اور بلاغت عربی میں کیا مقابلہ کریں۔ کیونکہ اگر وہ جاہل ہیں تو لوگوں سے بیعت کیوں لیتے ہیں اور مراتب سلوک میں مرتبہ کشف القرآن کیوں رکھا ہوا ہے۔ ماسوائے اس کے کہ جب یہ مقابلہ خوارق عادات کے طور پر ہے تو علم کی ضرورت ہی کیا ہے کشف اور الہام سے کام لیں جس کا دعویٰ ہے)۔

یہ صاحب جن کا نام عنوان میں درج ہے، یعنی مہر علی شاہ صاحب ضلع راولپنڈی کے سجادنشینوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔ وہ اپنی رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلۂ آسمانی کو مٹا دیں۔ چنانچہ اس غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں کے خیالات بالکل پست اور محدود ہوتے ہیں اس لیے وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے یا کسی آخری زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنی کرتے ہیں۔ خدا کی کتابوں کا یہ قدیم محاورہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوا دیکھو انجیل یوحنا باب 1 آیت ۳۸۔

اور اسی راز کی طرف اشارہ ہے سورہ:

Marfat.com

میں اور نیز آیت:

ذِكۡرًا رَّسُوۡلًا

میں لیکن عوام جو جسمانی خیال کے ہوتے ہیں وہ ہر ایک بات کو جسمانی طور پر لیتے ہیں۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ جیسے حضرت مسیح ان کے زعم میں فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ ایسا ہی ان کا یہ بھی تو عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی فرشوں کے ساتھ آسمان پر گئے تھے بلکہ اس جگہ تو ایک براق بھی ساتھ تھا مگر کس نے آنحضرت ﷺ کا چڑھنا اترنا دیکھا اور نیز فرشتوں اور براق کو دیکھا؟ ظاہر ہے کہ منکرلوگ معراج کی رات میں نہ دیکھ سکے کہ فرشتے آنحضرت ﷺ کو آسمان پر لے گئے اور نہ اترتے دیکھ سکے، اس لیے انہوں نے شور مچا دیا کہ معراج جھوٹ ہے۔ اب یہ لوگ جو ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو آسمان سے فرشوں کے ساتھ اترتا نظر آئے گا یہ کس قدر خلاف سنت اللہ ہے۔ سید الرسل تو آسمان پر چڑھتا یا اترتا نظر نہ آیا تو کیا مسیح اترتا نظر آ جائے گا:

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ.

کیا ابوبکر صدیق ؓ نے سید المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو معہ فرشتوں کے معراج کی رات میں آسمان پر چڑھتے یا اترتے دیکھا؟ یا عمر فاروق نے اس مشاہدہ کا فخر حاصل کیا؟ یا علی المرتضیٰ ؓ نے اس نظارہ سے کچھ حصہ لیا؟ پھر تم کون اور تمہاری حیثیت کیا کہ مسیح موعود کو آسمان سے معہ فرشتوں کے اترتا دیکھو گے، خود قرآن ایسی رویت کا مکذب ہے۔ (اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس علامت کا منتظر رہنا کہ جب مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والا آسمان سے اُترتا نظر آئے گا تب ہی ہم اس کو قبول کریں گے

Marfat.com

سخت حماقت ہے۔ بلا شبہ ایسا مشاہدہ محال ہے اور اگر جائز ہوتا تو ہمارے نبی ﷺ معراج کی رات میں چڑھتے اور اترتے دکھائی دیتے پس جو امر محال سے متعلق ہے وہ بھی محال اور باطل ہے)۔

سو اے مسلمانوں کی نسل، ان خیالات سے باز آجاؤ، تمہاری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوئے اور کسوف وخسوف تم نے رمضان میں دیکھ لیا اور صدی میں سے بھی سترہ برس گزر گئے۔ کیا اب تک مفاسد موجودہ کی اصلاح کے لیے مجدد پیدا نہ ہوا۔ خدا سے ڈرو اور ضد اور حسد سے باز آجاؤ۔ اس غیور سے ڈرو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے اور اگر مہر علی شاہ اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کے لیے ایک سہل طریقہ پیش کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راست باز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔

1۔ ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنی مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے۔ اس لیے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ آیت وَیَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَاناً اس کی شاہد ہے۔

2۔ ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کی شاہد ہے۔

3۔ ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے، صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لیے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ

Marfat.com

اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیت یا ساری سورت (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اول تو یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستے پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورت کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اس جلسہ میں لکھنے کے لیے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ اپنی کتاب ''شمس الہدایت'' کے صفحہ ۸۱ میں یہ لاف زنی کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی سمجھ اُن کو عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اپنی کتاب میں اپنی جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا دم بھی نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی ،لیکن اب تو وہ اِن دونوں کمالات میں مدعی ہو چکے ہیں۔

ندارد کسے باتو نہ گفتہ کار
ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار

اور جو شخص ہم دونوں فریق سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا کہ لوگ معلوم کر لیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے۔ (یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہے وہی نشانی خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھہر سکتے۔ گو ممکن ہے کبھی شاذ و نادر کے طور پر ان میں سے بھی کوئی بات قبول کی جائے۔

Marfat.com

کیونکہ خدا تعالیٰ ہی ان نشانوں کے ساتھ حجت پوری کرتا ہے جو خود بغرض تحدی پیش کرتا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے)۔ پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں۔ اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار، اور ضروری ہو گا کہ ہر ایک فرق چپکے چپکے بغیر آواز سنائے اپنے ہاتھ سے لکھے تا کہ اس فصیح عبارت کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے اور اس تفسیر کے لکھنے کے لیے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی اور زانو بہ زانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں۔ ہر ایک فریق کو اختیار ہو گا کہ اپنی تسلی کے لیے فریق ثانی کی تلاشی کر لے۔ اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لیے فریقین کو سات گھنٹہ کی مہلت ملے گی مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے رُوبرو ختم کرنا ہوگا اور جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم و عمل کو جن کا اہتمام حاضری و انتخابات پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی۔ اور ان ہر سہ مولوی صاحبان کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کون سی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ اس شہادت کے لیے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں۔ (یہ اس شرط سے کہ مولوی محمد حسین وغیرہ اس دعوت سے گریز کر

Marfat.com

جائیں جو ضمیمہ اشتہار ھذا ہیں درج ہے)۔ جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں۔ مگر ضروری ہو گا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ پر اور تائید الٰہی سے ہے۔ لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہیے جس کا ذکر قرآن میں قذف محسنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانی ضروری ہے۔ اور دونوں فریقوں پر یہ واجب اور لازم ہو گا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو اور ورق سے مراد اس اوسط درجہ کی تقطیع اور قلم کا ورق ہو گا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ بیس ورق کا اندازہ اس قرآن کے ساتھ کیا جائے جو حال میں مولوی نذیر احمد خان دہلوی نے چھپوایا ہے۔ پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر علی شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلادوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو میں آج بہ ثبت شہادت بیں گواہوں کے اس وقت لکھتا ہوں۔ لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی، نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے، یا یہ کہ

Marfat.com

اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہو گا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہو گا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔
میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہو گا جب کہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں، کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں۔ اس لیے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔
غرض یہ طریق فیصلہ ہے جس سے تینوں علامتیں متذکرہ بالا جو صادق کے لیے قرآن میں ہیں ثابت ہو جائیں گی۔ یعنی فی البدیہہ عربی نویسی سے جس کے لیے بجز ایک گھنٹہ کے سوچنے کے لیے موقع نہیں دیا جائے گا۔ فریق غالب کا وہ مابہ الامتیاز ثابت ہو گا جس کا نام فرقان ہے اور قرآنی معارف کے لکھنے سے وہ علامت متحقق ہو جائے گی۔ جو آیت لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ کا منشاء ہے۔ اور دعا کے قبول ہونے سے جو پیش از مقابلہ فریقین کریں گے۔ فریق غالب کا حسب آیت اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ مومن مخلص ہونا بہ پایہ ثبوت پہنچے گا۔ اور اس طرح پر یہ امت تفرقہ سے نجات پا جائے گی۔ چاہیئے کہ اس اشتہار کے وصول کے بعد جس کو میں رجسٹری کرا کر بھیجوں گا۔ مہر علی شاہ صاحب دس دن تک اپنی منظوری سے مجھے اطلاع

Marfat.com

دیں لیکن ضروری ہوگا کہ یہ اطلاع ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ہو جس پر میرے اشتہار کی طرح بیس معزز لوگوں کی گواہی اور بحالت مغلوبیت اپنی بیعت کا اقرار بھی درج ہو۔ (دس دن تک پیر مہر علی شاہ کی طرف سے اشتہار کا شائع ہو جانا ضروری ہے لیکن بہ لحاظ ضمیمہ اس اشتہار کے تمام علماء کی اطلاع کے لئے مقابلہ اشاعت اشتہار سے ٹھیک ایک مہینہ بعد ہوگا)۔

یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے کہ جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا اور ایک ہفتہ پہلے مجھے بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے اطلاع دینا ہوگا۔ تا اسی جگہ حاضر ہو جاؤں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں بھی میں کاذب سمجھا جاؤں گا۔ انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو بعض پولیس کے افسر بلالیے جائیں گے۔ ھذا ما ارانی ربی رب السموت العلی۔ فادعوک یا قرنی علی بصیرۃ من ربی ولعنۃ اللہ علی من تخلف منا وابی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم واتقو اللہ الذی یسمع ویریٰ

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء

گواہ شدند

(۱) مولوی حکیم نورالدین صاحب۔

(۲) مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔

(۳) مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔

(۴) مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

(۵) مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی۔

Marfat.com

(۶) مرزا خدا بخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔

(۷) حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی۔

(۸) ماسٹر مولوی شیر علی صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول تعلیم الاسلام قادیان۔

(۹) صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی۔

(۱۰) صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی اولاد چار قطب۔

(۱۱) میر ناصر نواب صاحب گورنمنٹ پنشنر دہلوی حال قادیان۔

(۱۲) ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ایف اے سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان۔

(۱۳) سید فضل شاہ صاحب ٹھیکیدار۔

(۱۴) مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع جہلم۔

(۱۵) مولوی قطب دین صاحب کمپونڈر شفاخانہ قادیان۔

(۱۶) مولوی محمد فضل صاحب چنگوی۔

(۱۷) مولوی عبداللہ صاحب کشمیری۔

(۱۸) مولوی حافظ احمد اللہ خان صاحب مدرس ہائی سکول قادیان۔

(۱۹) مولوی قاضی سید امیر حسین۔

(۲۰) مدرس شیخ عبدالرحیم صاحب۔

(۲۱) سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ قادیان۔

نقل ضمیمہ اشتہار دعوت؛:

اشتہار دعوت کے ساتھ ضمیمہ اشتہار منقولہ ذیل شامل تھا؛:

ضمیمہ اشتہار دعوت؛:

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم اور حقائق و معارف دین میں اور علوم ادبیہ میں اس ملک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔

Marfat.com

اسی وجہ سے میں نے اس امتحان کے لیے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے تا کہ ان کے مقابلہ سے خدا تعالیٰ کا وہ نشان ظاہر ہو جائے جو اس کے مرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس ملک کے بعض علماء ناحق شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حجت نہیں ہے اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لیے بلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لیے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہوگا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا اور ہر ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شامل حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام ان مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ تفسیر قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔ مگر شرائط ذیل کی پابندی ضروری ہوگی۔

۱۔ اس مقابلہ کے لیے پیر مہر علی صاحب کی بہر حال شمولیت ضروری ہوگی۔ کیونکہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے مولوی کو صرف اس حالت

Marfat.com

میں قبول کیا جائے گا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کر کے بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے شائع کر دیں کہ میں مقابلہ کے لیے تیار ہوں (پیر مہر علی شاہ پر فرض یہ ہوگا کہ اگر وہ اپنے تئیں مرد میدان سمجھیں تو اشتہار ھذا کی اشاعت کی تاریخ سے یعنی اس روز سے جو بذریعہ رجسٹری ھٰذا ان کو پہنچے اس روز کے اندر اپنی تیاری مقابلہ اور قبول شرائط سے ہمیں اور پبلک کو اطلاع دیں) یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی جماعت" پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔ ہاں ضروری ہوگا کہ دوسرے مولوی صاحبوں کے لیے وقت اور گنجائش نکالنے کے لیے پیر صاحب موصوف مباحثہ کے لیے ایک مہینہ سے کم تاریخ مقرر نہ کریں۔ تا کہ اس مدت تک باور کرنے کی وجہ پیدا ہو جائے کہ ان تمام مولویوں کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے اشتہار سے اطلاع ہو گئی ہے پہلے میں نے ایک ہفتہ مقرر کیا تھا مگر اب اس لحاظ سے اس قدر تھوڑی میعاد عام اطلاع کے لیے کافی نہیں۔ ہاں ضروری ہوگا کہ اشتہار کے شائع ہونے کے بعد پیر صاحب موصوف دس دن کے اندر اس دعوت کے قبول کے بارہ میں ایک عام اشتہار شائع کر دیں اور بہتر ہوگا کہ پانچ ہزار کاپی چھپوا کر بذریعہ چند نامی گرامی مولوی صاحبان پنجاب و ہندوستان میں اس معرکہ مباحثہ کی عام شہرت دے دیں۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ مقام مباحثہ لاہور ہوگا جو صدر مقام پنجاب ہے اور تجویز مکان پیر صاحب کے ذمہ ہوگی لیکن اگر وہ اپنے اس اشتہار میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تجویز مکان اپنے ذمہ نہ لیں تو پھر یہ تجویز میرے ذمہ ہوگی اور کچھ حرج نہیں تمام کرایہ مکان مباحثہ کا میں ہی دوں گا۔

Marfat.com

۳۔ تیسری یہ شرط ہے کہ یہ بحث صرف دن میں ہی ختم ہو جائے گی۔ اور ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کی مہلت ملے گی۔

۴۔ چوتھی یہ شرط ہے کہ جس قدر اس مقابلہ کے لیے مولوی صاحبان حاضر ہوں گے ان کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگا کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی مدد کریں نہ تحریر سے نہ تقریر سے نہ اشارات سے بلکہ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب ایک مناسب فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کی تحریر کو نہ دیکھ سکیں اور جو شخص ایسی حرکت کرے وہ کمرۂ مقابلہ سے فی الفور نکال دیا جائے گا۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب اپنے ہاتھ سے ہی لکھے۔ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ آپ بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں اقتباس اور استراق کا اندیشہ ہے۔

۵۔ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب جب اپنے مضمون کو تمام کرلیں جو کم سے کم حسب ہدایت اشتہار ہذا بیس ورق کا ہوگا جس میں کوئی عبارت اردو کی نہیں ہوگی بلکہ خالص عربی ہوگی تو اس کے نیچے اپنے پورے دستخط کریں اور اسی وقت ایک ایک نقل اس کی مع دستخط اور نیز مع ایک تصدیقی عبارت جو بدیں مضمون ہو کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے اس عاجز کے حوالہ کردیں۔ اور یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ میں بھی بعد اخذ تمام نقول کے ایک نقل اپنی تحریری کی بعد ثبت دستخط پیر مہر علی صاحب کو دے دوں۔ یہ میرے ذمہ نہیں ہوگا کہ ہر ایک صاحب کو ایک ایک نقل دوں۔ کیونکہ اس تھوڑے وقت میں ایسا ہونا غیر ممکن ہے کہ میں مثلاً پچاس مولویوں کے لیے پچاس نقلیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ ہاں ہر ایک مولوی صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے لیے ایک ایک نقل میرے مضمون کی پیر مہر علی شاہ صاحب سے

Marfat.com

لے کر خود لکھ لیں۔ مگر یہ اس وقت ہوگا جب اپنے مضمون کی نقل مجھے دے چکیں۔

۶۔ ہر ایک شخص اپنا اپنا مضمون بعد لکھنے کے آپ سنائے گا یا اختیار ہوگا کہ جس کو وہ پسند کرے وہ سنا دے۔

۷۔ اگر سنانے کے لیے وقت کافی نہیں ہوگا تو جائز ہوگا کہ وہ مضمون دوسرے دن سنا دیا جائے۔ مگر یہ ضروری شرط ہوگی کہ سنانے سے پہلے اسی دن اور اسی وقت جب کہ وہ بالمقابل تحریر ختم کر چکے ہوں ایک نقل بعد ثبت دستخط مجھ کو دے دیں اور جائز نہ ہوگا کہ نقل دینے کے بعد اس مضمون پر کچھ زیادہ کریں یا اصلاح کریں اور سہو ونسیان کا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا۔ اور اس شرط کا ہم میں سے ہر ایک پابند ہوگا۔

۸۔ تمام مضامین سنانے کے بعد تین مولوی صاحبان جن کو پیر مہر علی شاہ صاحب تجویز کریں گے۔ اس قسم کے تین مرتبہ حلف کے ساتھ جو قذف محسنات کے بارے میں قرآن شریف میں مندرج ہے اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ کہ کیا یہ تمام مولوی صاحبان مقابل میں غالب رہے یا مغلوب رہے اور وہ رائے منطبع ہو کر وہی آخری فیصلہ ہمارا اور ہمارے اندرونی مخالفوں کا قطعی طور پر قرار دیا جائے گا۔ (اگر بعض مولوی صاحبان جو لاہور سے کسی قدر فاصلہ پر رہتے ہیں یہ عذر پیش کریں کہ ہم بوجہ ناداری لاہور نہیں پہنچ سکتے تو مناسب ہے کہ وہ بطور قرضہ انتظام کرایہ سفر کر کے لاہور پہنچ جائیں۔ اگر فتح یاب ہو گئے تو میں کل کرایہ آمد و رفت ان کو دے دوں گا)۔

۹۔ نویں شرط یہ ہے کہ اگر الٰہی رعب کے نیچے آ کر پیر مہر علی شاہ صاحب اس

Marfat.com

مقابلہ سے ڈر جائیں اور دل میں اپنے تئیں کاذب اور ناحق پر سمجھ کر گریز اختیار کرلیں تو اس صورت میں یہ جائز نہیں ہوگا کہ دوسرے مولویوں میں سے صرف ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں۔ کیونکہ ایسا مقابلہ بے فائدہ اور محض تضیع اوقات ہے۔ وجہ یہ کہ بعد میں دوسرے مولویوں کے لیے یہ عذر بنا رہتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے کیا چیز اور کیا حقیقت تھے یا جاہل اور بے علم تھے۔ لہٰذا یہ ضروری شرط ہوگی کہ اس حالت میں جب پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے مریدوں کو دریائے ندامت میں ڈال کر بھاگ جائیں اور اپنے لیے کنارہ کشی کا داغ قبول کرلیں تو کم سے کم چالیس نامی مولویوں کا ہونا ضروری ہے جو میدان میں آنے کی درخواست کریں۔ اور ہمیں منظور ہے کہ وہ ان میں سے ہوں جن کے نام ذیل میں لکھے جائیں گے یا اس درجہ کے اور مولوی صاحبان باہم مل کر اشتہار دیں کہ جو چالیس سے کم نہ ہوں اور اس صورت میں ان سے بہ پابندی شرائط مذکورہ بالا مقابلہ کیا جائے گا۔

۱۰۔ اگر اشتہار ہٰذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء ہے۔ ایک ماہ تک نہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لیے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے ان سب کے دلوں میں رعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا۔ کیونکہ سب پر رعب ڈال کر سب کی زبان بند کر دینا اور ان کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا، یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دوسرے سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔

وَتِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ من الاشراط التی اردنا ذکرھا''

Marfat.com

نوٹ: اب میں ذیل میں ان حضرات مولوی صاحبان کے نام لکھتا ہوں جو اس مقابلہ کے لیے بشرط شمولیت پیر مہر علی شاہ صاحب یا بشرط مجمع چالیس بلائے گئے ہیں اور اگر ان کے سوا اہل پنجاب اور ہندوستان میں سے یا ان عربوں میں جو نزیل برٹش انڈیا ہوں۔ اس ملک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں۔

جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں۔ جیسے یہ لوگ ہیں اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں چھیاسی علما کے اسماء کی فہرست:

(۱) مولوی محمد صاحب لدھیانہ۔

(۲) مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ۔

(۳) مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ۔

(۴) مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ۔

(۵) مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ۔

(۶) مولوی معظم دین مرولہ ولا، ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور۔

(۷) مولوی عبداللہ چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور۔

(۸) مولوی غلام حسین سیالکوٹ۔

(۹) مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھ ضلع سہارن پور۔

(۱۰) مولوی شاہ محمد حسین صابری محبّ اللّٰہی سنبل مراد آباد۔

(۱۱) مولوی نذیر احمد خان، دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدر آباد۔

(۱۲) مولوی عبداللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ، راجپوتانہ۔

(۱۳) مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ۔

(۱۴) قاضی عبدالقدوس چھاؤنی بنگلور۔

Marfat.com

(۱۵) مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک عمر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔

(۱۶) مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ، محلّہ ملانا ضلع مراد آباد، یو۔ پی۔

(۱۷) مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار۔

(۱۸) مولوی عبداللہ محلّہ کھڈہ کراچی۔

(۱۹) مولوی احمد حسن مدرس پانواڑی، امروہہ ضلع مراد آباد۔

(۲۰) مولوی قاسم شاہ سیفی مجتہد لاہور۔

(۲۱) مجتہد صاحب لکھنؤ۔

(۲۲) مولوی عنایت علی شیعی سامانہ، ریاست پٹیالہ۔

(۲۳) مولوی سکندر صاحب شہر میسور۔

(۲۴) مولوی لطف اللہ قاضی القضاہ حیدر آباد۔

(۲۵) مولوی نذیر حسین انبیٹھ، سہارن پور۔

(۲۶) مولوی عبداللہ سجادنشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی۔

(۲۷) مولوی محمد حسین موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم۔

(۲۸) مولوی ثناء اللہ امرتسری۔

(۲۹) مولوی کلیم اللہ مچھیانہ، گجرات۔

(۳۰) مولوی محمد اسحاق اجرادری پٹیالہ۔

(۳۱) مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بنائیں۔

(۳۲) مولوی تلطف حسین دہلوی۔

(۳۳) مولوی کرامت اللہ محلّہ باڑہ، صدر بازار دہلی۔

(۳۴) دہلی مولوی فضل دین گجرات، پنجاب۔

(۳۵) مولوی عبدالوہاب امام مسجد، صدر دہلی۔

Marfat.com

(۳۶) علما ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں۔

(۳۷) مولوی منشی سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مولف غایت المرام۔

(۳۸) مولوی مسیح الزمان شاہجہان پور یا وہاں کا جو عالم بھی ہو۔

(۳۹) مولوی محمد صدیق دیو بندی حال مدرس بچھرایوں، مراد آباد۔

(۴۰) مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور۔

(۴۱) مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج۔

(۴۲) مولوی دیدار علی مسجد دائرہ ریاست الور۔

(۴۳) شیخ خلیل الرحمٰن سرساوہ سہارن پور سجادہ نشین چار قطب ہانسوی۔

(۴۴) مولوی نظام الدین قاضی مالیر کوٹلہ۔

(۴۵) شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء۔

(۴۶) مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر۔

(۴۷) قاضی ظفر الدین پروفیسر۔

(۴۸) مولوی عبدالحکیم پروفیسر۔

(۴۹) مولوی عبداللہ ساکن جلو خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔

(۵۰) مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم۔

(۵۱) مولوی ابراہیم آرہ۔

(۵۲) مولوی محمد حسین بٹالوی۔

(۵۳) مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال۔

(۵۴) مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور۔

(۵۵) مولوی محمد بشیر بھوپال۔

(۵۶) مولوی عبدالجبار امرتسر۔

Marfat.com

(۵۷) مولوی احمد اللہ امرتسر۔

(۵۸) مولوی رسل بابا امرتسر۔

(۵۹) مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی دہلی۔

(۶۰) مولوی عبدالحق امرتسر۔

(۶۱) مولوی عبدالواحد امرت سر۔

(۶۲) مولوی منہاج الدین کوٹ۔

(۶۳) منشی الٰہی بخش ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں۔

(۶۴) مولوی احمد ساکن سکندر پور، ہزارہ۔

(۶۵) مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور۔

(۶۶) قاضی امیر عالم ساکن سکندر پور، ہزارہ۔

(۶۷) مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی۔

(۶۸) مولوی ابوالخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی۔

(۶۹) مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

(۷۰) ملا مانکی نوشہرہ پشاور۔

(۷۱) مولوی عبدالمنان وزیر آبادی جس عالم بینا کو منتخب کریں۔

(۷۲) قاضی سلطان محمود آئی اوان گجرات۔

(۷۳) مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور۔

(۷۴) مولوی محمد ذکریا انجمن حمایت اسلام لاہور۔

(۷۵) مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور۔

(۷۶) مولوی غازی خان گولڑہ، راولپنڈی۔

Marfat.com

(۷۷) مولوی غلام رسول محمد قطبال، گوجر خان۔

(۷۸) مولوی مفتی غلام محی الدین، گڑھا ڈاک خانہ ڈومیلی۔

(۷۹) مولوی عبدالسمیع رام پوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ۔

(۸۰) مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔

(۸۱) مولوی احمد حسن کنج پوری صابری جامعہ مسجد دہلی۔

(۸۲) مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ۔

(۸۳) مولوی عبدالخالق جہان خیلاں ضلع پشاور۔

(۸۴) مولوی عبدالرحمٰن چھوہروی ضلع ہزارہ۔

(۸۵) مولوی فقیر محمد عزیز تر ناوہ ضلع ہزارہ۔

(۸۶) شیخ نظام الدین سجادنشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی۔

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء اسلام پریس قادیان

(مولف:۔ مندر بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اس وقت کے قریباً تمام مشہور بزرگان دین اور علماء کرام کے اسماء گرام آ گئے ہیں۔ جو بقید حیات تھے۔ اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کی مدافعت اور خدمت کے لیے ان تمام بزرگان و اکابرین اسلام میں سے

Marfat.com

صرف حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہ' ہی کو منتخب فرما کر سب کی طرف شرف نمائندگی بخشا تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

نقل اشتہار جواب دعوت:

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا۔ اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہ' نے اسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں بجھوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور علمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر علماء فضلاء کو بھی، دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئیں تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی۔

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ' کا جواب دعوت:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وآلہ وعترتہ

Marfat.com

امابعد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظر سے گزرا۔ مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسروچشم منظور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گزارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرمادیں گے وہ یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت ورسالت لسانی تقرر بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے۔ مجھ کو شہادت ورائے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) و مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی و مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر لاہوری کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہو گا۔ بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو بہ پایۂ ثبوت نہیں پہنچا سکے۔ مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی۔

بعد اس کے عقائد معدودہ مرزا صاحب میں جن میں جناب ساری امت میں منفرد ہیں بحث تقریری و اظہار رائے ہو کر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دی جائے گی۔ یہ وہ شرط ہے کہ جناب کے دعویٰ اور تحقیق حق کے لیے عندالعقلا مقتضی بالطبع ہے۔

ظاہر ہے کہ تیز نویسی اور قافیہ سنجی کو بعد بطلان مضامین کے کچھ بھی وقعت اور عظمت نہیں۔ حقیقت مضامین کا محفوظ رہنا عیاران صداقت کے لیے نہایت مہتم بالشان ہے۔ اظہار حقیت بغیر اس طریق کے متصور ہی نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف قرآنیہ سے تو ان کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور وہی جناب کے دعویٰ کو عدم حقیت کی وجہ سے دھبہ لگا رہے ہیں۔ علمائے کرام کی تحریرات اور اہل دیانت وفہم کامل کی تقریرات اس پر شاہد ہیں۔ تیز نویسی چونکہ بروزِ عیسوی و بروز محمدیؐ

Marfat.com

سے بالکل اجنبی اور برطرف ہے۔ لہٰذا اس کو مؤخر رکھا جائے گا۔ اس شرط کی منظوری سے مع تاریخ مقررہ کے مشرف فرما دیں۔ نہایت ممنون ہو کر حاضر ہو جاؤں گا۔ قانون فطرت اور کرات ومرات کا تجربہ مع شہادت (وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا) کے پیش گوئی کر رہا ہے کہ آپ کو عین وقت بحث میں الہام سکوتی ہو جاوے گا۔ آپ فرمائیں اس کا کیا علاج ہوگا۔

اپنے اشتہار میں اس الہام ضروری الوقوع کا مستثنیٰ نہ فرمانا صاف شہادت دے رہا ہے کہ ایسے الہامات عندیہ اور اپنے اختیاری ہیں ورنہ درصورت منجانب اللہ ہونے کے کیونکر زیر لحاظ نہ ہوں اور مستثنیٰ نہ کیے جاویں۔ یہ بھی مانا کہ منجانب اللہ ہیں تو پھر ان پر تعمیل واجب ہوگی۔ مشائخ عظام اور علماء کرام کو تشریف آوری سے بغیر از تضیع اوقات وتکلیف عبث کیا حاصل ہو گا۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں کہ شرق سے غرب تک ان بزرگواروں کو آپ کیوں تکلیف محض دیتے ہیں۔ فقط ایک ہی نیاز مند ان کا حاضر ہو جائے گا۔ بشرط معروض الصدر نامنظوری شرط مذکور یا غیر حاضری جناب کی دلیل ہوگی آپ کے کاذب ہونے پر۔ آپ فرماتے ہیں کہ شمس الہدایت کے صفحہ ۸۱ میں نیاز مند نے علم اور فقر میں لاف زنی کی ہے۔ ناظرین صفحہ مذکورہ کے ملاحظہ فرمانے کے بعد انصاف فرما سکتے ہیں کہ آیا لاف زنی ہے۔ اپنے بارہ میں یا تہدید ہے بمقابلہ محاورات مثلاً اجماع کورانہ۔ ''ضرب نادان'' ''بے شرم'' ''بے حیاء'' علمائے یہود'' وغیرہ جو آپ نے اپنی کتب ازالہ'' ایام الصلح'' میں دربارہ علماء سلف وخلف شکر اللہ سعیھم کے دیانت اور تہذیب سے لکھا ہے اور تفرد فی فہم القرآن کا دعویٰ کیا ہے۔

آپ اس اشتہار کے صفحہ ۳ کے آخر میں باریک قلم سے لکھتے ہیں اگر وہ اپنی کتاب میں جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔

Marfat.com

لاف زنی کی کیفیت تو ناظرین کو ملاحظہ مذکورہ سے معلوم ہو جائے گی۔ بھلا آپ یہ تو فرمایئے کہ جب آپ اپنی دعوت میں مامور من اللہ ہیں تو پھر لاف زنی پر اس دعوت کی بنا ٹھہرانی قول بالمنافقین نہیں تو کیا ہے۔

مرزا صاحب، نیاز مند کو مع علماء کرام کے کسی قسم کا عناد یا حسد جناب کے ساتھ نہیں مگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعث انکار ہے۔ انصاف فرما دیں۔ مثل مشہور کا مصداق نہ بنیں (نالے چور تے نالے چتر) ظاہر تو عشق محمدیؐ اور قرآن کریم سے دم مارنا اور در پردہ کیا بلکہ علانیہ تحریف کتاب وسنت کرنی اور پھر اس کمال پر مکتفی نہ رہنا بلکہ اوروں کو بھی اس کمال کے ساتھ ایمان لانے کی تکلیف دینا۔ بھلا پھر علماء کیسے خاموش بیٹھے رہیں۔ آپ اپنے اشتہار میں جو کچھ بہت زور وشور سے ارشاد فرما چکے ہیں۔ اگر بہ لحاظ اس کے کچھ لکھا بھی جاوے تو داخل گستاخی اور مورد عتاب اہل تہذیب نہیں ہوسکتا مگر تاہم لوگوں کی ہنسی سے شرم آتی ہے۔ اس سے زیادہ آپ کے اوقات گرامی کی تضیع نہیں کرتا ہوں۔

والسلام علی من اتبع الھدی و امن بخاتمیة افضل الاولین والآخرین سیدنا ابی القاسم محمد المصطفیٰ و صدق بما جاء به من عندرب الارضین والسموت العلیٰ ربنا لا تو خذنا ان نسینا او اخطانا وصل وسلم بارک وآدم علی من اریته الآیات الکبری صلوة تستجیب بهادعائنا و تزکی بهانفو سناو تحیی بها قلوبنا و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

العبدالملتجی الی اللہ

مہرعلی شاہ گولڑہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء

Marfat.com

(نوٹ۔ حسب الطلب یہ اشتہار بذریعہ رجسٹری ابلاغ ہے اور میں بروئے اختیار اشتہار دعوت ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں۔ براہ مہربانی اب آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لے آویں۔)

گواہ شدند

(۱) محمد غازی۔
(۲) مولوی حضرت میر معلم صاجزادگان خان ملا خان صاحب رئیس کابل۔
(۳) قاضی محمد زمان ساکن پنڈی۔
(۴) مولوی محمد۔
(۵) مولوی عبداللہ ساکن جلو۔
(۶) مولوی ہدایات اللہ۔
(۷) مولوی احمد دین ساکن بھوئی۔
(۸) مولوی محمد یوسف ساکن بھوئی۔
(۹) مولوی غلام ربانی ساکن بھوئی،
(۱۰) مولوی سید حسن مدرس اول مدرسہ اسلامیہ پنڈی۔
(۱۱) مولوی محمد اسماعیل گولڑہ۔
(۱۲) مولوی عبداللہ شاہ ساکن گڑھی افغاناں۔
(۱۳) مولوی میر حمزہ ساکن بھوئی۔
(۱۴) مولوی محمد عرفان ساکن گولڑہ۔
(۱۵) مولوی فضل احمد ساکن سواں۔
(۱۶) مولوی منہاج الدین ساکن کوٹ نجیب اللہ۔
(۱۷) مولوی عبدالمجید ساکن کوٹ نجیب اللہ۔

Marfat.com

(۱۸) مولوی محبوب عالم ساکن گولڑہ۔

(۱۹) قاضی نواب ساکن کوٹ۔

(۲۰) مولوی بدر دین پوٹھواری۔

"نقل ضمیمہ اشتہار جواب دعوت"

ضمیمہ اشتہار بجواب دعوت:۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِ الْکَرِیْم

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء مشتہرہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کے پاس بذریعہ رجسٹری آج پہنچا ہے۔اور جس میں وہ پیر صاحب کو مدعو کرتے ہیں کہ پیر صاحب ان سے بشرائط ذیل (جن کو وہ خودی ہی تجویز کرتے ہیں اور جن کو میں مختصراً ذیل میں بغرض سہولیت منہم درج کرتا ہوں) مباحثہ کریں۔مضمون مباحثہ قرآن کریم کی کوئی سورت یا کسی سورت کی چالیس آیتوں کی تفسیر ہوگا اور سورت بذریعہ فال یا قرعہ اندازی انتخاب کی جاوے گی۔(اصل میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا منشاء یہ ہے کہ اشتہار دعوت بھی مشتہر ہو جائے اور معاملہ بھی وقوع میں نہ آئے۔اس لئے ایسے ایسے علماء اور سجادہ نشین درج فہرست کر دیئے ہیں جن میں سے بعض تو بوجہ علائق متعددہ اپنا مکان نہیں چھوڑ سکتے اور بعض ملازم ہیں۔بعض اس قدر بُعد مسافت اور کثرت اخراجات کی وجہ سے سخت متامل ہوں گے۔مگر بہر حال جو ہو سو ہو فہرست میں تو

Marfat.com

علماء 86 کس ہے۔ معلوم نہیں پانچ ہزار کاپی کیوں مطلوب ہوئی۔ بہر حال ان صاحب کو کاپیاں پہنچائی جائیں گی۔ علاوہ برآں پبلک کو بھی بذریعہ اشتہار مطبوعہ 20 جولائی 1900ء کی نقول ان صاحبان کو پہنچا دیں تا کہ اس بالمقابل درخواست کے سمجھنے میں آسانی ہو)۔

(ا) پیر صاحب دس روز کے اندر تاریخ رسید گی، اشتہار دعوت مرزا صاحب سے بذریعہ اشتہار مطبوعہ جس کی پانچ ہزار کاپیاں ہوں کل علمائے ہندوستان کو جن کے نام وہ آخر درخواست میں درج کرتے ہیں مطلع کر دیں جلسہ میں پیر صاحب کی شمولیت ضروری ہوگی۔ اگر پیر صاحب بذریعہ اشتہار قبول دعوت کریں، یا چالیس اور علماء کی جماعت درخواست بذریعہ اشتہار کرے تو مرزا صاحب مباحثہ کریں گے۔ (حضرت آپ خود ہی انتظام کریں۔ آپ کے لئے لاہور میں اہتمام کرنا بڑا آسان ہوگا۔ آپ لاہور سے قریب ہیں، آپ کے معتقدین بھی وہاں بہت ہیں۔ کرایہ ہم ادا کریں گے)۔

(۲) مباحثہ بمقام لاہور ہوگا۔ مکان کی تجویز اور اہتمام پیر صاحب کے ذمہ ہوگا۔ بصورت انکار پیر صاحب مرزا صاحب خود انتظام کریں گے۔

(۳) بحث ایک ہی روز میں ختم ہو جائے گی۔ اور ہر ایک شخص کو بالمقابل لکھنے کے لیے سات گھنٹہ تک مہلت ملے گی۔ (اگر حضرت نقل مطابق اصل کا زمانہ بھی محسوس کر لیں۔ کم از کم پانچ چھ گھنٹے اس میں بھی صرف ہوں گے۔ آپ تو اس روز کی نماز بخشوا لیں گے یا ایک ہی وقت میں جمع کر لیں گے۔ پیر صاحب تو اُمت محمدی کے ایک فرد ہیں۔ اِن پر اور باقی علماء پر نماز موقوت فرض ہے۔ اور دیگر حوائج ضروریہ بھی ہیں ان کے واسطے وقت نکال

Marfat.com

لیجئے گا)۔

(۴) اس مقابلہ کے لیے مولوی صاحبان جو حاضر ہوں گے ان کو جائز نہ ہوگا کہ وہ ایک دوسرے مباحث کو اشتہارات سے یا تحریر و تقریر سے کسی طرح کی امداد دیویں، بصورت انحراف شرط وہ کمرہ سے نکال دیئے جاویں۔ (یہ کیا، آپ تو فرماتے ہیں الٰہی طاقت سے یہ مقابلہ یا مباحثہ، جو کچھ آپ نام رکھیں، کرتے ہیں۔ یہ ایسی قید آپ کیوں لگاتے ہیں الٰہی زور تو دنیاوی لوگوں سے مغلوب نہیں ہوا کرتا۔ خواہ کتنی ہی تعداد میں مقابلہ آجائے۔ وَادْعُوْا شُھَدَآءَ کُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ بھلا یہ تو فرما دیجئے گا کہ اس قدر کثیر جماعت علماء کی جمع ہو کر کیا کرے گی۔ صبح سے شام تک بے آب و دانہ بیٹھ کر منشیوں کو یہ دیکھتی رہے گی کہ کس کا قلم زور سے چلتا ہے اور وہ کون سی دلچسپی ہے جس کے واسطے اور کون سا اور اہم علم ہے جس کی شہادت کے لئے آپ اس قدر علماء کو بصورتِ حاضری پیر صاحب طلب کرتے ہیں اور ایسی ہی بندش بکار ہے تو دو پولیس کانسٹیبل کو بلوا لیجئے گا۔ وہ آپ دونوں کے سروں پر پہرہ دیں گے اور بعد میں جب مضامین طبع ہو کر علماء کو مل جاویں تو وہ فیصلہ کر دیں گے۔ حلف تین چھوڑ دس دے لینا)۔

(۵) ضروری ہوگا کہ ہر ایک شخص کم از کم بیس ورق لکھے اور اس میں کل عبارت عربی ہو، اردو بالکل نہ ہو اور بعد اختتام مضمون ایک ایک نقل مطابق اصل بہ ثبت دستخط کامل فریق تحریر کنندہ کے دوسرے فریق کو دی جاوے گی۔ (اس میں شک نہیں کہ آپ ضرور بیس ورق پورے کر لیں گے۔ اگر نفسِ مضمون نصف اوراق پر ختم ہو جائے گا تو باقی ورق آپ علماء، صلحاء، انبیاء،

Marfat.com

اور فریقِ مخالف کو گالیاں دے کر بھی پورے کر لیں گے۔ مگر حضرت ایک چوک تو ہو گئی کہ ورق کی تقطیع اور قلم کی موٹائی اور درآوردگی اور کشادگیٔ خط کا آپ نے ذکر نہیں کیا)۔

(۶) بعد از تحریر ہر ایک شخص اپنا مضمون خواہ خود خواہ مختار جلسہ عام میں سنا دے گا۔

(۷) بعد ازاں کسی شخص کو اختیار نہ ہوگا کہ اس مضمون میں کوئی ترمیم اصلاح یا کمی بیشی کرے۔ نسیان کا عذر بھی مسموع نہ ہوگا۔

(۸) بعدہ، تین مولوی صاحبان کو جن کو پیر صاحب تجویز کریں گے (مگر اب تو اس کی ضرورت ہی نہ رہی کیونکہ مرزا صاحب نے خود تین عالم یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی عبدالجبار اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری تجویز کر دیئے ہیں) اُن تحریرات پر رائے زنی کریں گے اور ان کو تین مرتبہ کی حلف قذفِ محتاط کے ساتھ دے کر دریافت کیا جاوے گا کہ کون سا مضمون تائید روح القدس سے لکھا گیا ہے اور وہ رائے قطعی ہوگی جو طبع کرا کر تقسیم بھی کی جاوے گی۔

(۹) اگر الٰہی رعب کے نیچے آ کر پیر صاحب اس مقابلہ سے ڈر جاویں اور گریز اختیار کریں یا دس روز تک بذریعہ اشتہار مطبوعہ دعوت کی منظوری کا اعلان نہ کریں تو اس صورت میں جائز نہ ہوگا کہ دوسرے مولوی صاحبان میں سے ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں۔ کیونکہ ایسا مقابلہ تضیغ اوقات ہے۔ کیونکہ کم از کم چالیس نامی علماء اس فہرست میں سے جو مرزا صاحب نے اپنے اشتہار میں دی ہے یا اور علماء کی ایسی جماعت جو مرزا صاحب کی مکذب ہے اور مرزا صاحب ان سے بے علم ہیں، درخواست کریں تو مرزا

Marfat.com

صاحب بحث کریں گے۔

(۱۰) اگر مرزا صاحب کے اشتہار کی تاریخ شیوع سے جو ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء ہے ایک ماہ تک بغرض مقابلہ مرزا صاحب مذکور پیر صاحب کی طرف سے اشتہار نہ نکلے اور نہ دوسرے مولوی صاحبان کے چالیس اشخاص کے مجمع سے تو اس صورت میں سمجھا جائے گا کہ آسمانی نشان نے ان کی شیخیوں کو کچل ڈالا۔ یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دوسرے سے نہیں ہوسکتا۔ وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ○

اس میں ان علماء کو جنہیں مدعو کیا گیا ہے یہ وعدہ بھی دیا گیا ہے کہ جو صاحب بوجہ ناداری نہ آسکیں وہ قرضہ لے کر آجائیں اور اگر ان کا فریق کامیاب ہوگیا تو مرزا صاحب ان کے مصارف ادا کردیں گے۔ اس مباحثہ میں تین طور پر خدا ان کی تائید کرے گا۔

(i) بطور خرق عادت ایک یا چند امور ما بہ الامتیاز جو مرزا صاحب میں پیدا ہو جائیں گے اور ان کے مقابل میں نہیں ہوں گے۔

(ii) مرزا صاحب کو خاص طور پر ان آیات قرآنی کے معارف وحقائق ودقائق کا علم دیا جائے گا مگر غیر کو نہیں۔

(iii) اس کی دعا اس وقت قبول ہوگی اور اس کے غیر کی نہیں۔

حضرت مرزا صاحب یہ اشتہار ''تو کجا بُو دا شہب کجا تاختم'' کا مضمون ہے۔ کیا آپ کو یہ دعویٰ ہے کہ آپ بڑے کاتب، منشی اور بڑے فصیح وبلیغ عربی نویس ہیں، یا آنکہ مجدد دی مہدی ومسیح ومثیل محمدؐ۔

آپ اپنا دعویٰ ثابت کریں۔ یہ لت کیا سوجھ گئی ہے۔ آپ ذو بروزین ہیں۔ ایک نصف جسم آپ کا تو مثیل مسیح ہے، دوسرا نصف مثیل محمدؐ۔ وہ ہر دو انبیا علیہما السلام

Marfat.com

امی تھے لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ الاّ مقرر تھے۔ آپ مباحثہ تقریری کریں اور ان کی سنت پر چلیں ہم نے مانا کہ آپ چھاپہ خانہ کی مشین ہیں۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ خاک پتھر، باقی رہی معارف وحقائق قرآنی کی تفسیر، تو وہ حضرت سلامت ۱۸۔۱۹ سال سے سنتے سنتے ہمارے کلیجے وکان پک گئے جن حقائق و معارف کو اب آپ بذریعہ الہام تفسیر فرمائیں گے وہ تو یہی یا اسی طرح کے ہی ہوں گے:۔ یعنی

(۱) آنحضرت ﷺ سور الزلزال کے معنی غلط سمجھے۔ (ازالہ صفحہ ۲۸ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:: "ہمارے علما نے جو ظاہری اس سورۃ کی تفسیر کی ہے کہ زمین کو آخری ایام میں سخت زلزلہ کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ تمام زمین اس سے زیروزبر ہو جائے گی۔ اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ سب باہر آ جائیں گی اور انسان یعنی کافر لوگ زمین سے پوچھیں گے کہ تجھے کیا ہوا ہے تو وہ اس روز باتیں کرتے ہوئے اپنا حال بتائے گی۔ یہ معنی اور تفسیر سراسر غلط ہے"، حالانکہ یہ معنی وہ ہیں جو افقہ الناس ابن عباسؓ نے آنحضرت سے کیے ہیں اور ابن کثیر درمنثور وغیرہ تصنیفات علامہ سیوطیؒ میں یہی درج ہیں)۔

(۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں (دیکھئے لیکھرام کی موت کی نسبت اشتہار ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ کالم ۲ سطر ۳۳۔۳۴)۔

(۳) فرشتے نفوس فلکیہ وارواح کواکب کا نام ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات کی تاثیر سے ہوتا ہے (توضیح مرام صفحہ ۳۳۔۳۷، ۳۸ تا ۴۰، ۷۶)۔

(۴) جبرائیل کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں (توضیح مرام ملخصاً صفحہ ۶۸۔۷۰۔۸۵)۔

(۵) انبیاء علیہم اسلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۲۸۔۶۲۹)۔

Marfat.com

(۶) حضرت محمد ﷺ کی بھی وحی غلط نکلی۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۸۸۔۶۸۹)۔

(۷) حضرت رسول اکرم کو ابن مریمؑ، دجال، خرِ دجاّل اور یا جوج و ماجوج اور دابتہ الارض کی وحی نے خبر نہیں دی۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱)۔

(۸) خرِ دجاّل ریل گاڑی نے۔ دابتہ الارض علماء ہوں گے اور دجال پادری صاحبان وغیرہ وغیرہ۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۹۵۔۴۹۶، ورسالہ انجام آتھم)

(۹) حضرت مسیح علیہ اسلام مسمر یزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰۸)۔

(۱۰) حضرت مسیح علیہ اسلام یوسف نجاّر کے بیٹے تھے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰۳)۔

(۱۱) "براہین احمدیہ" خدا کا کلام ہے۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳۳)۔

(۱۲) قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمر یزم ہیں (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۴۸ تا ۷۵۳)۔

(۱۳) قرآن شریف میں انا انزلناہ قریباً من القادیان موجود ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶۔۷۷)۔

(۱۴) مکہ، مدینہ، قادیان تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۶، ۷۷)۔

(۱۵) بیت الفکر واقع قادیان (وہ چوبارہ جس میں بیٹھ کر مرزا صاحب کتابت کرتے ہیں (مثیل حرم کعبہ ہے ومن دخلہ کان امان (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)۔

(۱۶) آیت سُبحَانَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَیلاً مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی

Marfat.com

الْمَسْجِدِ الْاَقْصىٰ الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کا معنوی اور اصلی طور پر مصداق وہ مسجد ہے جو مرزا صاحب کے والد نے بنائی اور مرزا صاحب نے اس میں توسیع کی (اشتہار منارۃ المسیح)۔

(۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں، دوبارہ دنیا میں نہیں آویں گے (حاجت حوالہ نہیں)۔

(۱۸) حضرت رسول اکرمؐ، خاتم النبین والمرسلین نہیں ہیں۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ واشتہار معیار الاخیار)۔

(۱۹) قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے (صفحہ دوم ٹائٹیل پیج ازالۃ الاوہام)

(۲۰) حضرت مہدیؑ نہیں آویں گے (ازالۃ الاوہام ۵۱۸ واشتہارات حال جن کا لامھدی الاعیسی کی حدیث پر استدلال ہے)۔

(۲۱) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۱۵)۔

(۲۲) عذاب قبر نہیں ہے (ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۱۵)۔

(۲۳) تناسخ صحیح ہے (ست بچن صفحہ ۸۴)۔

(۲۴) قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۵۔۶۲)۔

شاید اسی عقیدہ پر عمل کر کے مرزا صاحب بھی ہر ایک شخص مخالف کو اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو ہزار ہزار بے نقط سناتے ہیں۔ مگر حضرت آیت شریف۔

وَ قُوْلُوْ لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور دیگر آیات قرآنی اور آپ کے اپنے الہامات ذاتی وتلطف بالناس و ترحم علیھم یاداود عامل بالناس رفقاً واحساناً وغیرہ اُردو الہامات ہم مضمون کو

Marfat.com

شاید بھول جاتے ہیں۔ آپ کی بدزبانی تو تلوار سے زیادہ کام کرتی ہے۔ شاید ان گالیوں میں بھی فصاحت پیدا کی گئی ہے۔

مگر ان تمام امور سے قطع نظر کر کے بدیں خیال کہ آپ بیٹھے بٹھائے گھر میں سے اشتہار لکھ ماریں گے اور فضول ڈینگ ہانکیں گے اور عوام بھی سمجھیں گے کہ دعوت مباحثہ کو قبول نہ کرنا ظاہراً پیر صاحب کے خلاف ہے۔ پیر صاحب حاضر ہیں اور آپ کی سب شرائط جن کے آپ خود ہی مجوّز ہیں اور خود ہی منصف، منظور کرتے ہیں۔ اشتہار دینا اور مشتہر کرنا ہمارا کام ہے۔ مگر یہ ذمہ نہیں ہے کہ وہ لوگ جمع بھی ہو جائیں گے اِلاّ اس حالت میں آپ ان کی دستگیری کریں۔ البتہ لاہور۔ امرت سر اور بعض دیگر مقامات کے علماء کو ہم بھی ضرور جمع کرلیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ قبل از بحث تحریری مذکورہ مجوزہ مرزا صاحب ایک بحث تقریری دعوی مسیحیت و مہدویت وغیرہ عقائد مرزا صاحب پر جو تعداد میں تخمیناً ۱۳۶ کے قریب ہیں۔ اور ان کی الہامی کتب میں مندرج ہیں بہ پابندی امور ذیل ہو جائے:۔

(الف) تعیین وتقرر سوالات حضرت پیر صاحب کا منصب ہو گا۔ کیونکہ ہم لوگ آپ کے دعاوی کے منکر ہیں اور آپ مدعی۔ اور ان دعاوی کا اثبات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے مرزا صاحب کریں گے مگر واضح رہے کہ انجیل اربعہ جو مخالف مضامین قرآن شریف ہوں گے، بحث میں قبول نہ ہوں گے۔

(ب) یہ بحث تقریری اس بحث تحریری سے اول ہوگی۔ اگر ایک روز میں ختم نہ ہوگی تو دوسرے اور تیسرے روز تک جاری رہے گی۔ زیادہ تکلیف آپ کو نہ دی جائے گی۔

(ج) جو شخص بحث میں مغلوب ہو گا اس کو بیعت توبہ کرنا لازمی ہوگا۔ وہ بیعت

Marfat.com

بحاضری جمیع علماء کرنی ہوگی اور اس بحث کے حکم خواہ وہی ہر سہ مولوی صاحبان ہوں جن کو مرزا صاحب منظور کرتے ہیں۔ یا اور جن کو مرزا صاحب مقرر کریں گے۔ مگر رعایت یہ ہوگی کہ وہ مولوی صاحبان جن کو مرزا صاحب بعد میں مقرر کریں گے نہ تو ان کے معتقدین میں سے ہوں اور نہ پیر صاحب کے ملنے والوں میں سے مرزا صاحب کو اختیار ہے کہ ان کو جس طرح سے اور جو حلف قبل از اظہار رائے دینا مناسب سمجھیں دے لیویں۔ وہ رائے قطعی ہوگی۔

(د) چونکہ احتمال ہے کہ ایک شخص مغلوب بھی ہو جائے اور پھر بھی توبہ نہ کرے۔ اس لیے فریقین ایک ایک معتبر ضمانت پانچ پانچ ہزار روپیہ کی دے دیں کہ وہ روپیہ ان علماء کے اظہار رائے پر فریق غالب کا حق ہوگا۔

(ہ) مرزا صاحب یہ بھی لکھ دیں کہ اس بحث کے وقت یا دوران زمانہ بحث میں اگر کوئی الہام اس قسم کا ان کو ہو جائے جو مبدل یا ناسخ شرائط بحث مباحثہ کا ہو یا مرزا صاحب کو کوئی تار اس مضمون کا آ جائے کہ گھر میں کوئی بیمار ہے یا اور کوئی ہیچو قسم خط یا پیام وغیرہ آ جائے تو مرزا صاحب بحث، مباحثہ کو حسب شرائط مقررہ حال پورا کریں گے اور اس الہام، تار، خط یا پیام وغیرہ پر کاربند نہ ہوں گے پہلے سوچ سمجھ لو بابا اور الہام کے ذریعہ ان تمام امور کی احتیاط کر لو۔ بعد میں کوئی عذر مسموع نہ ہوگا اگر مرزا صاحب اب میدان میں تشریف نہ لائے اور اس مباحثہ سے منہ پھیر کر اس میں کوئی حجت وحیلہ کریں گے یا اب شرائط میں کسی قسم کی کوئی دقت یا پیچیدگی پیدا کر دیں گے جس سے اس معاملہ کا وقوع غیر اغلب ہو جاوے تو پھر سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ فطرتی طور پر یہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی الہی طاقت

Marfat.com

(وہی خدائی عاجی والی) مغلوب ہوگئی۔ اور خدائے رب العلمین کی الہٰی طاقت نے ان کے غرور اور مشیخت کو توڑ کر کچل ڈالا اور ان کے تمام دعاوی بیہودہ پر خاک پڑ گئی، ہم تو خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ میدان میں آئیں۔ بلکہ آپ نے ان شرائط کو منظور کیا تو لوگ گھی کے چراغ جلائیں گے مگر پھر کہے دیتے ہیں کہ آپ کبھی میدان میں نہیں آئیں گے۔ ہم الہام سے نہیں کہتے مگر سابق تجارب اس خیال کے موید ہیں

بہ بینیم تا کردگار جہاں

دریں آشکارا چہ دارد نہاں

نوٹ:۔ پیر صاحب اس مباحثہ کے لیے ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء مقرر کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب خیال رہے کہ آپ اشتہار ہذا کے موصول ہونے پر منظوری یا نا منظوری سے اطلاع دیں ورنہ یاد رہے کہ اگر پیر صاحب لاہور تشریف لے گئے اور آپ تاریخ مقررہ پر نہ آئے تو آپ اس صورت میں کئی ذمہ داریوں کے ذمہ دار بھی ہوں گے۔ فقط

العارض محمد غازی۔ (مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی)

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت قبلہء عالمؒ سے عوامی عقیدت کا اظہار ملاحظہ فرمائیے کہ ایک صاحب علم وثروت مخلص حاجی کریم بخش سیٹھی سکنہ پشاور اپنے ساتھ ساٹھ ہزار روپے کی سونے کی اشرفیاں لائے کہ اگر ارباب حکومت نے حفظ امن کے پیش نظر ضمانت طلب کی تو نقد جمع کرا دی جائے گی۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ پچاس کے قریب نامی گرام علماء کے ہمراہ لاہور پہنچے۔ مسلمان بڑی تعداد میں لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے جمع تھے وہ آپ کو جلوس کی صورت میں لے جانا چاہتے تھے مگر آپ نے اسے پسند نہ فرمایا۔

لاہور میں لوگ کس قدر جمع تھے کا اندازہ اس سے لگایئے کہ لاہور اسٹیشن پر جمع ہونے والے لوگوں سے آپ دو گھنٹے تک مصافحہ فرماتے رہے۔

حضرت قبلہء عالمؒ معہ ان کے رفقاء کے قیام کا انتظام برکت علی محمڈن ہال اور اس کی ملحقہ عمارات بیرون موچی دروازہ میں کیا گیا تھا۔ آپ کے پاس علماء کی آمدورفت شروع ہوگئی جو متعلقہ مناظرہ کے بارے میں تبادلہء خیالات کرتے رہے علماء کی کافی تعداد جمع ہوگئی تو حضرت قبلہ عالمؒ نے قادیانیت کے مختلف پہلوؤں پر دلائل دینے شروع کئے۔

حضرت قبلہ عالم کے فتنہء قادیانیت کی تردید میں دلائل سماعت فرمانے کے بعد مکتبہء اہل حدیث کے ایک جید عالم مولوی عبدالجبار غزنوی نے علماء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

Marfat.com

حضرت سید پیر مہر علی شاہ ؒ نے فتنہ قادیانیت کے ردّ میں جو
طرز استدلال اختیار فرمایا ہے اس سے بڑھ کر قادیانیت کی
تردید نہیں کی جاسکتی۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ ؒ نے مرزا کذاب کو راہ فرار اختیار کرنے سے روکنے کے لئے تقریری چیلنج پر زور دینا ترک فرمایا تو علماء کرام کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فرمانے لگی کہ:

تقریری مناظرے کی شرط کو واپس نہیں لینا چاہیے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ ؒ نے جماعت کے اراکین کو اپنی بات پر قائل کرلیا اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

میں چاہتا ہوں کسی طرح مرزا کذاب ایک بار علماء مشائخ اسلام کی اس برگزیدہ مجلس میں آجائے، کیا عجب کہ حدیث شریف:

(هُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ)

یہ وہ قوم ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ ان کی برکات سے بہرہ ور ہو کر راہ راست پر آجائے اور یہی چیز اس نیاز مند علماء مشائخ کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا باعث ہو کر مغفرت کا سبب بن جائے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

تحریری مناظرہ کے سلسلہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ایک مشہور عام بات:

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اس موقعہ پر ایک اور بات بھی فرمائی تھی جو بہت مشہور ہوئی اور مدت تک اس کا چرچا رہا۔

آپ نے مرزا صاحب کی طرف سے تحریری مناظرہ کی دعوت اور ان کی فصیح عربی اور زود نویس کی تعلیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیق حق اور اعلاء کلمتہ اللہ ہوا کرتا ہے۔ فخر و تعلیٰ مقصد نہیں ہوتا۔ ورنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادمین موجود ہیں۔ کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔

ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ اپنی جانب تھا۔ چنانچہ بعد میں اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعویٰ از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تعالی ضرور مجھے سچا ثابت کرتے۔ نیز فرمایا، کٹی کلے دے زور تے کُددی اے "یعنی بچھڑا کھونٹے کے بل پر ہی تو کودتا ہے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو اللہ تعالی نے جو ضبط حال اور وقار عطا فرمایا تھا یہ الفاظ اس مشرب کے لحاظ سے غیر معمولی تھے، کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں فقیر اور درویش اسے سمجھتا ہوں جو فقر و روحانیت کے سات سمندر پی جائے مگر ہمسائے کو خبر تک نہ ہو۔ آپ نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جس میں پیش گوئی یا فقیری کے فخر

Marfat.com

وادعا کا رنگ جھلکتا ہو لیکن اگر کبھی کوئی بات اشارۃً کنایتہً آپ کی زبان مبارک سے نکل گئی تو اللہ تعالیٰ کے کرم واحسان سے ہمیشہ پوری ہوئی۔ چنانچہ حضرت کے مشرب سے واقف حضرات کو آپ کے اس ارشاد پر کامل یقین کے علاوہ حیرت بھی تھی کچھ عرصہ بعد حلقۂ ارشاد میں گفتگو کے دوران آپ نے اپنے شاہی مسجد والے مندر بالا قول کے متعلق فرمایا کہ وہ کسی خاص اذن کی بناء پر تھا۔

صَلَّ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ ط

اے اللہ! اپنے اُمی کریم نبی پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

☆......☆......☆

قادیانی چیلنج کے جواب میں فقر غیور کا رجز:

یاد رہے کہ ایام الصلح میں قادیانی مذہب نے اہل اسلام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں قوت آزمائی کے لیے میدان مبارزت طلب کیا تھا جس کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے:

آج اس نیلگوں آسمان کے سایہ میں کسی شخص کو یہ مجال نہیں کہ میرے ساتھ ہمسری کی لاف مار سکے میں آشکار اور بے باک کہتا ہوں کہ اے اہلیان اسلام تمارے درمیان بعض لوگ ہیں جو محدثیت اور مفسریت کا دعویٰ کر کے گردن فرازی کرتے ہیں اور بعض طائفے ہیں کہ نازش ادب سے زمین پر پاؤں نہیں رکھتے اور ایک گروہ وہ ہیں جو خدا شناسی کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور اپنے تئیں چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی اور وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں۔ ان سب سے کہو ذرا

Marfat.com

میرے سامنے تو آئیں (ترجمہ)۔

چنانچہ اس تحدی اور مبارزطلبی کے جواب میں آج فقیر غیور میدان میں نکل کر پکار رہا تھا۔

خاکسار ان جہاں رابحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

لیکن نبوت و امامت کے مدعیان کاذب کو اب قدم باہر نکالنے کی جرأت نہ ہو رہی تھی۔

دین حق کے تحفظ میں یہ رجز خوانی اور ظفر یابی، کیا میدان اور کیا منبر، ہر کہیں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کو اپنے مورث اعلیٰ باب علوم شاہ ولایت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب و جدامجد پیران پیر حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ سے ورثہ میں ملی تھی۔ اور آپ اس کے لیے مامور من اللہ تھے۔ چنانچہ جیسے کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے۔ اس ماموریت اور نصرت کے متعلق اس دوران کئی اہل اللہ کو ازروئے کشف باطنی معلوم بھی ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ارشاد گرامی آچکا ہے۔ ایک اور بزرگ حضرت سید چانن شاہ جابہ شریف بھی اپنے ایک خواب کی کیفیت بیان فرماتے تھے کہ میں نے ایک فوج کو علم لہراتے دریائے جہلم کے پل پر سے لاہور کی جانب جاتے دیکھا جن میں سے ایک صاحب نے میری دریافت پر فرمایا کہ ہم بغداد شریف سے آ رہے ہیں۔ اور پیر صاحب گولڑہ شریف کی نصرت کے لیے مرزائے قادیانی کے مقابلہ پر لاہور جا رہے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے اس قادیانی معرکہ کے کوائف ایک رسالہ موسومہ روئیداد جلسہ لاہور مرتبہ حافظ محمد دین مالک مصطفائی پریس لاہور میں شائع ہوئے تھے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں ایک مجموعہ مضامین مندرجہ اخبار چودھویں صدی راولپنڈی بھی کتابی صورت میں موجود ہے اور مولوی کرم دین بھیاں ضلع جہلم نے بھی اپنی کتاب ''تازیانہ عبرت'' میں اس معرکہ کے چشم دید حالات اور اپنے ایک عزیز مولوی محمد حسن فیضی مدرس دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کی ایک تقریر کا حوالہ بھی دیا ہے بعض دیگر رسائل اور اشتہارات وغیرہ بھی مختلف کتب خانوں اور اسلامی لائبریریوں میں ملتے ہیں جن میں راولپنڈی کے ایک پنجابی شاعر پیراں دتہ خادم کا نظمیہ رسالہ تحفہ خادم بھی قابل ذکر ہے۔(بحوالہ مہر منیر)۔

☆......☆......☆

شاہی مسجد میں مسلمانوں کا جلسہ (ماخوذ از رسالہ روئیداد جلسہ لاہور):

جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعاً مایوسی ہوگئی تو ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کو شاہی مسجد لاہور میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے اس دعوت مناظرہ کی مکمل داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے رکھ دی۔ تمام اسلامی فرقوں کے سرکردہ علماء نے منبر پر کھڑے ہو کر ختم نبوت کی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس دنیا میں آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

Marfat.com

۱۔ سب سے اول مولوی محمد علی صاحب نے دربارہ عقائد مرزا قادیانی وعظ فرمایا کہ یہ اس کے عقائد ہیں جو صریحاً مخالف قرآن کریم و سنت و اجماع امت ہیں۔

۲۔ مولانا مولوی عبدالجبار صاحب بن مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور غزنوی ثم امرتسری نے وعظ فرمایا جس کا ماحصل یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے افعال واقوال یہ تھے۔ پس جو شخص ان کے مطابق چلنے والا ہے وہ ان کا پیرو ہے اور جو شخص ان کے مخالف ہے وہ مرتد اور کافر ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے افعال واقوال قطعاً مخالفت سنت نبویہ درویش صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں اس لیے اہل اسلام کو اس سے بچانا چاہیے۔

۳۔ ابو الفیض مولانا مولوی محمد حسن صاحب مدرس دارالعلوم نعمانیہ نے دربارہ غرض انعقاد جلسہ و کارروائی مباحثہ ایک تحریر پڑھی جس کے آخر میں مولانا صاحب نے ایک پرزور تقریر میں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا کہ اس سے پہلے بھی دنیا میں مرزا جیسے بلکہ اس سے بڑھ کر بہت سے جھوٹے نبی، مسیح، مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہو کر اور اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں۔

۴۔ اس کے بعد مولوی تاج الدین احمد صاحب جو ہر مختار چیف کورٹ پنجاب و سیکرٹری انجمن نعمانی نے مولوی محمد حسن صاحب کی تائید کی۔ اور مرزا کے چند اشتہارات سے ان کی اس قسم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب اور شائستگی سے نکتہ چینی کی۔

۵۔ بعد ازاں جناب حضرت مولانا ابو سعد محمد عبدالخالق صاحب سجادہ نشین

Marfat.com

جہان خیل شریف نے مرزا صاحب اور ان کی بیہود کارروائی کی نسبت چند ریمارکس دیئے۔

٦۔ پھر ایک نابینا حافظ صاحب نے جو اپنے آپ کو ظریف متخلص کرتے تھے ایک ظریفانہ نظم پڑھی جس کی نسبت حضرت ابوسعد محمد عبدالخالق صاحب موصوف نے کھڑے ہوکر فرمایا یہ ظریفانہ نظمیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو اقوال اہل الرائے علمائے کرام کے بکار ہیں۔

٧۔ اس کے بعد ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزا صاحب کی تمام پیش گوئیوں کے غلط ثابت ہونے کی نسبت زبردست دلائل بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ ایسے شخص کو مخاطب کرنا یا اس کی کسی تحریر کا جواب دینا بھی گویا علمائے کرام کی ہتک اور ان کی شان سے بعید ہے۔

٨۔ مولانا حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نے عقائد مرزا صاحب کے متعلق تردیداً اور کچھ جناب پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی تشریف آوری کی نسبت تائیداً نہایت عمدگی سے بیان فرمایا۔

٩۔ ازاں بعد جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورنیٹل کالج و پریذیڈنٹ انجمن جماعت اسلام لاہور نے چند آیات قرآن کریم واحادیث نبویہ نیز دلائل عقلیہ سے مرزا کے عقائد کی سخت تردید فرمائی۔

١٠۔ اس کے بعد مولوی احمد دین صاحب ساکن موضع بادشاں ضلع جہلم نے مرزائی خیالات کی تردید میں ایک موثر وعظ فرمایا۔

١١۔ اور آخیر میں حضرت پیر صاحبؒ نے دعائے خیر کی اور تمام حاضرین نے آمین کے نعرے بلند کیے۔

Marfat.com

نتیجہ یا فیصلہ جلسہ ہذا؛:

بہ لحاظ جملہ حالات مرزاو حسب روئیداد مندرجہ بالا جملہ علمائے کرام ومشائخ عالی مقام وروسائے عظام وحاضرین جلسہ اہل اسلام کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ:

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو تحقیق حق منظور نہیں اور وہ خواہ مخواہ بزرگان دین اور معززین اسلام کو اپنی شہرت کے واسطے مخاطب کر کے دیگر اشخاص کے مصارف سے اپنی شہرت و مشہوری کرانا چاہتا ہے اور یہی اس کا مقصود ہے۔

۲۔ اس موقعہ پر اس نے حضرت پیر صاحب کو مع دیگر علماء کے خود بخود دعوت مباحثہ دے کر تکلیف دی اور وقت پر مقابلہ میں آنے سے عمداً گریز کر کے اپنی لاف زنی سے ناحق صدہا بزرگان دین ومعززین اہل اسلام کا وقت ضائع کیا بلکہ کئی ایک طرح کے اخراجات اور ہزاروں روپے کے مالی نقصان کا انہیں متحمل کیا۔

۳۔ اس کے عقائد بالکل خلاف قرآن کریم وسنت رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرامؓ کے ہیں۔

۴۔ اس کے دعوے بالکل غلط و بے بنیاد اور لغو ہیں۔

۵۔ وہ آنحضرت ﷺ کا مخالف اور خود رسالت کا دعوے دار ہے، وہ اپنے اشتہار معیار الاخیار میں یوں لکھتا ہے۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۝

(ترجمہ) اے غلام احمد تو تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تمہارے لیے رسول اللہ ہوں۔

Marfat.com

۶۔ وہ قرآن مجید کی آیتوں کو اپنے اوپر نازل ہونا تحریر کرتا ہے اور قادیان کو بیت اللہ سے نسبت دیتا ہے اور مسجد قادیان کو مسجد اقصیٰ کہتا ہے اور معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہے۔

۷۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کی سخت توہین کرتا ہے۔

۸۔ وہ بزرگان دین کے حق میں بہت بے جا ہتک آمیز تحریریں شائع کر کے ان کی دل شکنی کر رہا ہے۔

۹۔ وہ اپنے من گھڑت الہاموں اور فضول دعوؤں سے ناحق دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے۔

۱۰۔ اس کے اور اس کے حواریوں کی تحریریں سخت بد تہذیب اور ناجائز الفاظ سے لبریز ہوتی ہیں۔

۱۱۔ اس کی عام اسلامی مخالفت اور دینی عقائد سے اختلاف کے باعث علمائے ہندوستان اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دے چکے ہوئے ہیں۔

پس بہ لحاظ وجوہات مذکورہ بالا جملہ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا ہے کہ یہ شخص مخاطب ہونے کی حیثیت نہیں رکھتا اور شرمناک دروغ گوئی سے اپنی دکانداری چلانا چاہتا ہے اور اس نے ہمیشہ بے اصول بحث اور متناقص دعاوی سے چالبازی اور حیلہ جوئی کو اپنا شعار بنا لیا ہے اور شرفاء کی پگڑیاں اتارنے اور بازاری وعامیانہ حرکات سے اپنی روزی کمانے کا پاکھنڈ بنا رکھا ہے۔ اور مذہبی مباحثات میں جو آزادی ہماری عادل گورنمنٹ نے دے رکھی ہے اس کو بے جا طور پر استعمال کر کے ہندوستان کے مختلف فرقوں میں فساد اور عناد بڑھانا چاہتا ہے۔ اس لیے آئندہ کوئی اہل اسلام مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں اور نہ ان سے مخاطب ہوں اور نہ ہی انہیں کچھ جواب دیں، کیونکہ اس کے عقائد وغیرہ بالکل

Marfat.com

خلاف اسلام ہیں۔

علماء مشائخ ناصرین کی فہرست:

جس قدر وقت نے گنجائش کی اور دستخط کرانے والے کی واقفیت مکتفی ہوئی، مندرجہ ذیل علمائے کرام اور مشائخ عظام کے دستخط حال کر لیئے گئے:۔

(۱) جناب ابو سعد حضرت خواجہ محمد عبدالخالق صاحب سجادہ نشین جہان خیلاں بن حضرت خواجہ قادر بخش صاحب شمس عرفانیؒ۔

(۲) جناب مولانا مولوی عبدالجبار صاحب بن مولنا عبداللہ صاحب غزنوی۔

(۳) جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی۔

(۴) جناب مولنا مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نقشبندی۔

(۵) جناب صاحبزادہ سید عبدالقاہر صاحب سجادہ نشین باجھ خیلاں ضلع پشاور۔

(۶) محمد چراغ صاحب سجادہ نشین چکوڑی بھیلووال ضلع گجرات۔

(۷) جناب صاحبزادہ عبدالعزیز صاحب سجادہ نشین چاچڑ شریف ضلع شاہ پور۔

(۸) مولانا مولوی غلام محمد صاحب بگولی نقشبندی امام شاہی مسجد لاہور۔

(۹) مولانا مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری۔

(۱۰) مولانا مولوی عبدالاحد صاحب خان پوری۔

(۱۱) مولانا حافظ عبدالمنان صاب وزیر آبادی۔

(۱۲) مولانا مولوی محمد علی صاحب واعظ۔

(۱۳) مولانا مولوی احمد دین صاحب بھوئی ضلع کمیبل پور۔

(۱۴) مولانا مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین جلو ضلع ہزار۔

(۱۵) مولانا حافظ نور احمد صاحب ملتانی مشیر مال مدرسہ انوار الرحمٰن۔

Marfat.com

(۱۶) مولانا مولوی محمد نور الحق صاحب ضلع شاہ پور۔

(۱۷) مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب باغبانپوری۔

(۱۸) مولانا مولوی محمد ذاکر صاحب اول مدرس مدرسہ حمیدیہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔

(۱۹) مولانا مولوی میر محمد عبد اللہ صاحب پشاوری۔

(۲۰) مولانا مولوی محمد یوسف صاحب سکنہ بھوئی۔

(۲۱) مولانا حافظ احمد دین صاحب ولد مولوی سعید الدین صاحب۔

(۲۲) مولنا مولوی عبد الحق صاحب غزنوی۔

(۲۳) مولانا مولوی محمد یار صاحب امام مسجد طلائی لاہور۔

(۲۴) مولانا مولوی محمد شریف صاحب سکنہ بھیلووال ضلع گجرات۔

(۲۵) مولانا مولوی ابو محمد احمد صاحب لاہوری۔

(۲۶) مولنا مولوی غلام مصطفیٰ صاحب ایم۔او، ایل پروفیسر عربی، فارسی گورنمنٹ کالج لاہور۔

(۲۷) مولانا مولوی محکم الدین صاحب لاہوری۔

(۲۸) مولانا مولوی محمود الدین صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان۔

(۲۹) مولانا مولوی غلام احمد صاحب اول مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور۔

(۳۰) مولانا مولوی احمد دین صاحب ضلع جہلم۔

(۳۱) مولانا مولوی حافظ محمد غازی صاحب ضلع راولپنڈی۔

(۳۲) مولانا حافظ سراج الدین صاحب سکنہ گولڑہ شریف۔

(۳۳) مولانا مولوی ابو الفیض محمد حسن صاحب فیضی مدرس دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور۔

Marfat.com

(۳۴) مولانا حافظ احمد علی صاحب بٹالوی۔

(۳۵) مولانا مولوی نور احمد صاحب پسروری۔

(۳۶) مولانا مولوی حافظ جمال الدین صاحب لاہوری۔

(۳۷) مولنا مولوی نور الدین صاحب امرتسری۔

(۳۸) مولانا مولوی حافظ محمد حسین صاحب امام مسجد چینیاں لاہور۔

(۳۹) مولانا مولوی علی محمد صاحب اسسٹنٹ سکریٹری ناظم التعلیم انجمن حمایت اسلام لاہور۔

(۴۰) مولانا مولوی نور احمد صاحب ضلع فیروز پور۔

(۴۱) مولانا مولوی احمد علی صاحب سیالکوٹی۔

(۴۲) مولانا مولوی شفیق الرحمٰن صاحب لاہووری۔

(۴۳) مولانا خلیفہ عبدالرحیم صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور۔

(۴۴) مولانا مولوی سید حسن صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی۔

(۴۵) مولانا مولوی عبداللہ صاحب مدرس دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور۔

(۴۶) مولانا مولوی غلام ربانی صاحب سکنہ بھوئی۔

(۴۷) مولانا سید لعل شاہ صاحب صوفی ضلع ہزارہ۔

(۴۸) مولانا مولوی شہاب الدین صاحب مرولہ والا۔

(۴۹) مولانا مولوی فتح علی صاحب سکنہ ریاست جموں۔

(۵۰) مولنا مولوی محمد عبدالکریم صاحب مدرس مدرسہ اسلامی کالرا۔

(۵۱) مولانا مولوی امیر حمزہ صاحب ساکن بھوئی۔

(۵۲) مولانا محمد فضل حق صاحب ضلع شاہ پور۔

(۵۳) مولانا مولوی جمال الدین صاحب راولپنڈی۔

Marfat.com

(۵۴) حضرتنا خلیفہ شاہ عزیز الدین صاحب پشاوری۔

(۵۵) مولنا مولوی ولی احمد صاحب۔ ضلع ہزارہ۔

(۵۶) مولانا مولوی عبداللطیف صاحب مچنی علاقہ افغانستان۔

(۵۷) مولانا مولوی احمد دین صاحب سکنہ جواہر تحصیل چکوال۔

(۵۸) مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب جائنٹ سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔

(۵۹) مولانا مولوی احمد علی صاحب واعظ دہلوی وغیرہ وغیرہ۔

تنبیہ:

مرزا غلام احمد اور اس کے حواریوں کو واجب ہے کہ وہ خواہ مخواہ گھر بیٹھے بیٹھے بزرگان دین اور معززین اسلام کے نام نامی اپنی تحریروں میں شائع کر کے انہیں مخاطب کرنے سے باز رہیں۔ کیونکہ ایسی تحریروں سے بجز عامہ خلائق میں بدامنی پھیلنے کے اور کچھ حاصل نہیں۔ ہم ان کی فضول اور لچر تحریروں کے جواب دینے سے حسب ہدایت جلسہ اہل اسلام لاہور مجبور ہیں۔ اور انہیں اب اختیار ہے کہ وہ ناحق بے گناہ کاغذوں کو اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کر کے جس قدر چاہیں زمانہ میں ذلت اور رسوائی حاصل کریں۔

بعد اختتام جلسہ:

صاحبان ذیل کی رائے سے یہ تجویز ہوا کہ جلسہ ہذا کی تمام کاروائی عموماً پبلک کی اور خصوصاً اہل اسلام کی اطلاع کے لئے شائع کردی جائے:۔

۱۔ عالی جناب لیفٹیننٹ کرنل راجہ محمد عطا اللہ خان صاحب سابق سفیر کابل

Marfat.com

وحال آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم وزیرآباد و پریذیڈنٹ انجمن نعمانیہ لاہور۔

۲۔ جناب چوہدری محمد سلطان خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء سابق میر منشی کابل۔

۳۔ جناب خواجہ کریم بخش صاحب سیٹھی ورئیس اعظم پشاور۔

۴۔ جناب مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب مجسٹرٹ درجہ اوّل لاہور۔

۵۔ جناب سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر و آرڈر آف میرٹ درباری لاٹ صاحب۔

۶۔ جناب سید میر احمد شاہ صاحب نقشبندی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب لاہور۔

۷۔ جناب منشی محرم علی صاحب چشتی پروپرائیٹر وایڈیٹر رفیق ہند لاہور۔

۸۔ جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب جوہر مختار عدالت چیف کورٹ پنجاب وسیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔

۹۔ جناب میاں سراج الدین صاحب جنرل بک مرچنٹ ورئیس لاہور۔

۱۰۔ جناب ڈاکٹر حکیم غلام نبی صاحب سابق میونسپل کمشنر لاہور۔

۱۱۔ جناب مولوی نواب دین صاحب معتبر ومختار کار سردار غلام محمد خان صاحب رئیس اعظم ضلع ہزار۔

۱۲۔ جناب خلیفہ عماد الدین صاحب انسپکٹر مدارس۔

۱۳۔ جناب مرزا محمد ابراہیم صاحب قزلباش لاہور۔

۱۴۔ جناب میاں تاج الدین صاحب پنشنر کوٹھیدار رئیس لاہور۔

۱۵۔ جناب حافظ چراغ دین صاحب سوداگر وامین انجمن نعمانیہ لاہور۔

۱۶۔ جناب منشی شمس الدین صاحب شائق مالک ومہتمم مطبع شمس الہند لاہور۔

Marfat.com

۱۷۔ جناب میاں الطاف حسین صاحب رئیس لاہور۔

۱۸۔ جناب حکیم سلطان محمود صاحب راولپنڈی۔

۱۹۔ جناب مولوی محبوب عالم صاحب ساکن گولڑہ شریف۔

۲۰۔ جناب مولانا مولوی ابوالفیض محمد حسن صاحب فیضی۔

۲۱۔ جناب حاجی لالہ عبدالکریم صاحب سوداگر پشاوری ودیگر صاحبان۔

التماس بخدمت جمیع صاحبانِ دیگر مذاہب؛:

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد وغیرہ بالکل خلاف اسلام ہیں اس لیے آپ صاحبان کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ آئندہ مرزا کی کسی تحریر یا تقریر الہام وغیرہ کو مدنظر رکھ کر اہل اسلام کو مخاطب نہ فرمائیں۔

مرزائے مذکور جیسا اہل اسلام کا مخالف ہے۔ دیگر مذاہب کا مخالف نہیں۔ اس لیے اس کے کسی جملہ سے آپ مسلمانوں پر کوئی اعتراض نہ فرمادیں۔

صاحبان ایڈیٹران اخبارات ورسالہ جات!

جن کی خدمت میں یہ رویداد پہنچے۔ وہ ضرور اسے اپنے قیمتی پرچوں میں جگہ دے کر ہم خادمان اسلام کو مشکور فرمادیں۔ نیز شائقینوں سے بھی امید ہے کہ وہ بعد ملاحظہ خود اس کے مشتہر کرنے میں حتی الوسع دریغ نہ فرمائیں

"المشتہران"

۱۔ ابوسعد محمد خالق سجادہ نشین جہان خیلاں بن خواجہ خواجگان حضرت خواجہ قادر

Marfat.com

بخش صاحب شمس عرفانی رحمتہ اللہ علیہ۔

۲۔ سردار بہادر سید امیر علی شاہ رسالدار میجر، آرڈر آف میرٹ، درباری لاٹ صاحب بہادر۔

۳۔ سید میر احمد شاہ نقشبندی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب۔

۴۔ مفتی حکیم سلیم اللہ محافظ دفتر صاحب فنانشیل کمشنر بہادر پنجاب۔

۵۔ حاجی عبدالصمد میونسپل کمشنر لاہور۔

۶۔ مولوی عبدالعزیز مصحح دفتر رجسٹرار سر رشتہ تعلیم گورنمنٹ پنجاب و ایڈیٹر رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔

۷۔ حافظ محمد دین تاجر کتب مالک و مہتمم مصطفائی پریس لاہور۔

(بحوالہ مہر منیر)۔

☆......☆......☆

قادیانی جماعت کے بعض تنخواہ دار مولوی حضرات اور مرزا کذاب کے عقیدت مند شکست و فرار کو اپنی عظیم فتح سے تعبیر کرتے رہے۔ بالخصوص ان کے دو مولویوں محمد احسن امرہوی اور عبدالکریم سیالکوٹی کی جانب سے پنجاب کے صدر مقام لاہور کے درو دیوار پر مندرجہ ذیل اشتہارات لکھے گئے۔

☆ پیر صاحب گولڑہ نے امام آخرالزمان کے مقابلے میں فرار اختیار کیا۔

☆ آسمانی نشان نے مولویوں اور پیروں کی شیخوں کو کچل دیا۔

☆ مسیح موعود کی الہامی بشارات صحیح ثابت ہوئیں۔

حالانکہ لاہور کی پبلک نے بچشم خود حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کو

Marfat.com

لاہور میں دیکھا اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ مرزا کذاب باوجود بلانے کے نہیں آئے قادیانی واعظین ان دنوں برانڈرتھ لاہور میں اپنی عبادت گاہ میں کچھ اس قسم کے حیلے بہانوں سے اپنی سبکی مٹانے کی کوشش میں مصروف پائے گئے۔

۱۔ بے شک نبی کے ذمہ واجب ہوتا ہے کہ منکرین کے مقابلہ میں پہنچ کر اتمام حجت کرے۔

پہلے چونکہ جہاد سیفی کا زمانہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کفار کے مقابلے میں شمشیر بکف ہو کر فرماتے تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

مگر اب جہاد سیفی منسوخ ہو چکا ہے۔

اور قلمی جہاد کا زمانہ ہے اس لئے حضرت مسیح موعود صرف قلم کے ذریعے جہاد فرما رہے ہیں۔

۲۔ یہ درست کہ حضرت مرزا صاحب (کذاب) کو

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

یعنی اللہ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا کی بشارت مل چکی تھی لیکن انبیاء کو اس امر کا بھی حکم ہے کہ اس عالم میں جو عالم اسباب ہے۔ الہام الٰہی کی منشاء کی تکمیل کیلئے خود بھی چارہ سازی اور تدابیر اختیار کریں۔ حضرت مرزا صاحب پر بروئے الہام واضح ہو چکا تھا کہ یہ لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ اپنی حفاظت کے خیال سے لاہور نہ آئے۔

۳۔ خدائے تعالیٰ کے احکام ہمیشہ شرطیہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ حضرت مسیح موعود کی دعوت کو بلا چون و چرا تسلیم کر کے تحریری مناظرہ کیلئے حاضر ہو

Marfat.com

جاتے اور اپنی خانہ زاد شرائط تقریری بحث، توبہ اور بیعت وغیرہ کا اضافہ نہ کرتے تو یقیناً احکام الٰہی کا وہ منشاء جو اشتہارات میں درج ہے وہ پورا ہو جاتا۔

پس وہ لوگ بہت ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ الہامی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

قادیانی استدلال کا یہ انداز، اسلامی شعور سے جس کے نظریات و مشاہدات سیدھے، صاف انداز، صداقت اور شجاعت پر مبنی تھے۔ سے کچھ اس قدر بعید اور بیگانہ تھا کہ لوگوں کے طنز اور تضحیک کا سامان بن گیا چونکہ اس میں کسی بات کا مطلب بھی سیدھا اور بغیر تاویل اور بغیر ہیرا پھیری کے نہ ہوتا تھا اس لئے شعراء نے اسے مداری کی پٹاری، اور آزاد خیال مصنفین اور مقررین نے'' سودیشی نبوت کی ابلہ فریبی'' اور علماء باوقار قلم نے تاویلات نا معقولہ کا نام دیا۔ اسی طرز استدلال کی بدولت قادیانیت کو کسی بھی میدان مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی اور یہ قرآن نظریہ عدالت و بسالت سے روگردانی کا سب سے پہلا ثمرہ تھا۔

☆......☆......☆

حضرت قبلۂ عالمؒ کی لاہور سے واپسی پر مرزا ملعون کا اشتہار:

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے لاہور میں ۲۴ اگست سے ۲۹ اگست ۱۹۰۰ء تک قیام فرمایا۔ ۳۰ یا ۳۱ اگست کو مرزا صاحب کا ایک اشتہار لاہور میں بدیں مضمون نکلا کہ میں نے پیر صاحب کو فصیح عربی میں قرآن شریف کی تفسیر لکھنے میں اپنے ساتھ مقابلہ کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے جواباً اشتہار دیا کہ تفسیر نویسی سے پہلے نصوص قرآنیہ

Marfat.com

وحدیثیہ کی رو سے مباحثہ ہونا چاہیے۔ اور اس مباحثہ کے حکم وہی مولوی محمد حسین اور ان کے دو رفیق ہوں اور اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیت گئے تو اسی وقت لازم ہوگا کہ میں ان کی بیعت کرلوں۔ اب ظاہر ہے کہ اس قسم کے جواب میں کیسی چالبازی سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ مولوی محمد حسین کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہونے کی وجہ سے وہ پیر صاحب کے خلاف فیصلہ کیسے دے سکتے ہیں۔ اب لاہور کے گلی کوچوں میں پیر صاحب کے مرید اور ہم مشرب اس بات کو شہرت اور ہوا دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے لاہور پہنچ گئے تھے۔ مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ حالانکہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ پیر صاحب خود بھاگ گئے ہیں اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ہی ان میں یہ مادہ اور خدا کی طرف سے تائید ہے۔ میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا کہ پشاور کے اکثر جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسے ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔ نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو ایسی صورت میں لاہور جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔ اگر پیر صاحب اعلان کریں کہ صرف تفسیر نویسی میں مقابلہ ہوگا اور تقریری بحث نہیں ہوگی تو میں لاہور آ کر مقابلہ کے لیے تیار ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ شہر لاہور کے تین رئیس یعنی نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب اور نواب فتح علی شاہ صاحب اور سید برکت علی خان صاحب سابق اکسٹرا سسٹنٹ ایک تحریر بالاتفاق شائع کر دیں کہ ہم اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مریدوں اور ہم عقیدوں اور ہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہیں آئے گی...... اس فتنہ اور اشتعال کے وقت بجز شہر

Marfat.com

کے رئیسوں کی پوری طرح کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔

مرزا صاحب نے تقریری بحث کی بہر حال معقولیت کا اندازہ کرتے ہوئے اشتہار کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بالمقابل عربی تفسیر لکھنے سے عاجز ہوں جیسا کہ درحقیقت یہی سچا امر ہے تو ایک اور سہل طریق ہے جو وہ طرز مباحثہ کی نہیں جس کے ترک کے لیے میرا وعدہ ہے اور وہ طریق یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری مذکورہ بالا کے بعد میں لاہور آؤں اور مجھے اجازت دی جائے کہ مجمع عام میں جس ہیں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں تین گھنٹے تک اپنے دعوی اور دلائل کو پبلک کے سامنے بیان کروں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے کوئی خطاب نہ ہوگا۔ اور جب میں تقریر ختم کر چکوں تو پھر پیر مہر علی شاہ صاحب اٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کر کے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہے کہ آسمان سے مسیحؑ آئے گا۔ پھر بعد اس کے لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے۔

اس اشتہار پر ۲۸ اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ اور مرزا صاحب کے دستخط اور ان کے چھ گواہوں کے العبدات درج تھے۔ تبلیغ رسالت" مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب قادیانی میں ایک اور اشتہار مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء منجانب مرزا صاحب درج ہے جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی دعوت تقریری مباحثہ کے سوال پر، پہلے میرا ارادہ تھا کہ پیر صاحب کا یہ گمان باطل بھی توڑنے کے لیے کہ گویا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے کچھ بحث کر سکتے ہیں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج دوں۔ اور اگر حاجی فی اللہ فاضل جلیل القدر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی پیر صاحب کے ساتھ بحث کرنا قبول فرماتے تو ان کا فخر تھا کہ ایسے سید

Marfat.com

بزرگوار محدث اور فقیہ نے اپنے مقابلہ کے لیے ان کو قبول کیا مگر افسوس کہ سید صاحب موصوف نے جب دیکھا کہ اس جماعت میں ایسے گندے لوگ موجود ہیں کہ گندی گالیاں ان کا طریق ہے تو اس کو مشتے نمونہ از خروار سے پر قیاس کر کے ایسی مجلسوں میں حاضر ہونے سے احتراز بہتر سمجھا۔ ہاں میں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کے لیے بطور تحفہ ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام میں نے تحفہ گولڑویہ رکھا ہے جب پیر صاحب موصوف اس کا جواب لکھیں گے تو لوگوں کو خود معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دلائل کیا ہیں اور ان کا جواب کیا ہے۔

مرزا صاحب کے عذرات:

مرزا صاحب اور ان کے سیرت نگاروں نے ان باتوں پر بڑا زور دیا ہے:

۱۔ پیر صاحب نے کہا ہے کہ اگر مرزا صاحب ہار جائیں تو مجھ سے بیعت کریں۔

۲۔ بیعت کے بعد اپنے پیر کے ساتھ تحریری مقابلہ کیا معنی؟ اور

۳۔ مباحثہ کے حکم مرزا صاحب کے مخالف تھے۔

ان عذرات کا جواب:

ان عذرات کے جوابات یہ ہیں:

۱۔ مرزا صاحب نے اشتہار دعوت میں کہا تھا کہ اگر تحریری مقابلہ میں وہ غالب رہے تو پیر صاحب پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس

Marfat.com

دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اپنے اشتہار دعوت میں فرمایا تھا بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو بہ پایہ ثبوت نہ پہنچا سکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنا ہوگی گویا کسی جگہ اپنے ساتھ بیعت کا ذکر نہیں فرمایا۔

۲۔ مرزا صاحب نے صرف تفسیر نویسی ہی اپنے ساتھ بیعت کی شرط رکھی تھی جس کے بعد تحقیق حق کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہنے دیا تھا۔ لیکن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے تحقیق حق کے بعد صرف بیعت توبہ کا مطالبہ فرمایا اور اپنے پیر یا مرزا صاحب کے مرید بننے کا تقاضا نہیں فرمایا۔ مرزا صاحب کے پیش نظر فقط اپنی بڑائی اور

اَنَا خَیرٌ مِّنْہُ

کا خیال نظر آتا ہے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے سامنے اسلام کے حقانیت اور قادیانیت کے بطلان کا مسئلہ ہے۔

۳۔ مولوی محمد حسین اور ان کے دونوں رفقیوں کے حکم بنانے کی تجویز خود مرزا صاحب کی اپنی تجویز تھی جو انہوں نے اپنے اشتہار دعوت میں پیش کی تھی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی طرف سے ضمیمہ جواب اشتہار دعوت میں مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:

> ”جو شخص بحث میں مغلوب ہوگا اس کو بیعت توبہ کرنا لازم ہوگی وہ بیعت بحاضری جمیع علماء کرنی ہوگی۔ اور اس بحث کے حکم خواہ وہ ہر سہ مولوی صاحبان ہوں جن کو مرزا صاحب منظور کرتے ہیں خواہ اور جن کو مرزا صاحب مقرر کریں گے لیکن رعایت یہ ہو گی کہ جن کو مرزا صاحب بعد میں مقرر کریں گے۔ نہ تو ان کے

Marfat.com

معتقدین میں سے ہوں اور نہ پیر صاحب کے ملنے والوں میں سے مرزا صاحب کو اختیار ہے کہ ان سے جس طرح سے اور جو جو حلف قبل از اظہار رائے لینا مناسب سمجھیں لے لیں۔ وہ رائے قطعی ہوگی۔"

مسلمان دانشوروں اور عوام پر مرزا صاحب کے اشتہارات و دلائل کا ردعمل اور ان کے عواقب:۔

علمائے اسلام نے تو شاہی مسجد لاہور کے جلسہ ہی میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ چونکہ مرزا صاحب اور ان کی امت پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو چکی ہے اس لیے آئندہ انہیں مخاطب بنانا محض تضیع اوقات ہوگا۔ مگر مسلمان عوام اور دانشوروں پر مرزا صاحب کے اس معرکہ میں اشتہارات و دلائل کا عین برعکس اثر ہوا۔ وہ ایک ایسے امام کے منتظر تھے جس کے ذریعے تمام روئے زمین پر اسلام کا بول بالا ہونا تھا مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ مرزا صاحب اس امامت کا دعوی تو کرتے ہیں مگر شمشیر بکف ہو کر اسلام کے تحفظ یا مخالفین کے مقابلہ میں نہ تو قدم باہر نکالتے ہیں۔ اور نہ اپنے اسلام کی تبلیغ و اشاعت دین کے لیے دلائل و بحث کے میدان میں ہی اترنے کی جرأت کرتے ہیں مرزا صاحب کی یہ دلیل کہ انہوں نے ۱۸۹۷ء سے پادری آتھم وغیرہ کے مباحثات سے متاثر ہو کر "انجام آتھم" میں لکھ دیا تھا کہ آئندہ وہ تقریری مباحثے نہیں کریں گے۔ ان کی نظر میں قطعاً کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی اور غیر معقول تھی۔ کیونکہ وہ غیر مسلموں سے مقابلہ کی بات تھی مگر موجودہ صورت میں چونکہ انہوں نے یعنی مرزا صاحب نے مستقل نبوت کا دعوی کر کے مسلمانوں میں ختم نبوت کے متفقہ عقیدہ سے

Marfat.com

انکار کر کے اسے چیلنج کیا تھا اس لیے اس کے اثبات کے لیے امت مسلمہ کو سمجھنے سمجھانے کا موقعہ بہم پہنچانے کی خاطر بحث تمحیص کی ضرورت بالکل واضح تھی۔ مسلمان یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ مرزا صاحب کا ملہم کل تو ان کو اس مباحثہ میں فتح و نصرت تائید روح القدس اور

وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

کی بشارت دے رہا تھا۔ اور آج انہیں پشاور کے سرحدی پٹھانوں سے خوف دلا رہا ہے۔ کیا روح القدس کی تائید اب صرف عربی میں تفسیر نویسی تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ آج سے قبل تو روح القدس سے نصرت مامور شکست مخالفین اور تاثیر و تسخیر خلق کے معجزات و خوارق ظہور پذیر ہوتے آئے تھے اور کسی نبی کو روح القدس کی تائید کے باعث مخالفین کے ساتھ زبانی بحث و تمحیص سے گریز یا انکار کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ حق تو یہ ہے کہ کسی نبی کا منکرین کے ساتھ کبھی تحریری مناظرہ نہ ہوا جب بھی ایسی نوبت آئی زبانی بات چیت ہی ہوئی تو موجودہ صورت میں سنت اللہ کیوں بدل گئی۔ پھر کیا حق و باطل کا مدار صرف فصیح عربی تحریر پر ہی تھا اور کیا ایسی صورت میں مصر و شام اور فلسطین و عراق کے یہودی، نصرانی اور غیر مسلم عرب اپنی مادری زبان میں یقیناً زیادہ فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تھے؟ رہی تفسیر تو قادیانی مذہب میں تفسیر نویسی کا سوال ہی کیسے پیدا ہوتا تھا۔ کیا مرزا صاحب نے اپنے اس وقت تک کے بیس سالہ دور میں قرآن مجید کی کوئی ایسی تفسیر کی تھی جس سے مسلمانوں کے لیے عرفان الٰہی، اتباع سنت اور اخلاق فاضلہ کی منزلیں آسان تو ہو گئی ہوں۔

غرض اس قسم کے خیالات اور احساسات تھے جو مسلمان عوام نے اپنے بے شمار خطوط، اشتہارات اور اخبارات میں مضامین کے ذریعے مرزا صاحب تک پہنچا کر ان

Marfat.com

کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنی اس گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دینے کے لیے مزید ہاتھ پاؤں ماریں۔

گھر بیٹھے تفسیر نویسی کے مقابلہ کی دعوت:۔

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب کی طرف سے ایک اور اشتہار نکلا جس میں اپنے سابقہ اشتہارات اور لاہور میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مقابلہ پر نہ جانے کے واقعات کا اعادہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

> ''ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے۔ اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوتا ہے۔ اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور پہنچے، مگر یہ شخص...... اپنے گھر کے کسی کوٹھے میں چھپ گیا۔''

اسی سلسلہ میں اپنے پرانے مرید منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ کے رسالہ عصائے موسیٰ کا حوالہ دے کر لکھا:۔

> ''اس میں بھی پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کر کے جو چاہا کہا ہے۔ اگر کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے تو دوسری دفعہ کشتی کرائی جاتی ہے۔''

ان چیزوں کا ذکر کر کے اصل مطلب پر آتے ہیں:۔

> ''آج میرے دل میں ایک تجویز خدائے تعالیٰ کی طرف سے

Marfat.com

ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج ہیں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ...... میں اسی جگہ بجائے خود سورہ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوی کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں۔اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مسیح کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر 1900ء کی پندرہ تاریخ میں ستر ۷۰ دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے لیے پانچ صدروپیہ کا انعام پیش کرتے ہوئے لکھا کہ اگر مقابلہ میں تفسیر فاتحہ تحریر کریں اور تین اہل علم قسم کھا کر پیر صاحب کی تفسیر کو بہتر قرار دیں تو یہ انعام آپ کا حق ہوگا نیز مندرجہ ذیل فقرات لکھ کر اپنی طرف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کو تفسیر لکھنے پر جوش دلانے کی بھی کوشش کی۔

"عقل مند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے۔ یا وہ عربی فصیح و بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں ان کے خاص دوستوں سے روایت پہنچی ہے کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔"

Marfat.com

خاتمہ کلام اس فقرہ پر تھا:

''فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کے شائع نہ کرے۔ اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں ہوگی۔''

جناب مرزا صاحب قادیانی کے احکام ایسے ہی نادر شاہی ہوا کرتے تھے:

''جو مجھے نبی نہیں مانتا وہ جہنمی ہے۔''

جو میری کتابوں کو محبت اور پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے وہ ذریۃ البغایا ہیں جو میری شرائط پر میرے مقابلہ میں تفسیر نہیں لکھتے انہیں عربی کی ایک سطر بھی صحیح لکھنا نہیں آتا۔

اور جو میرے کہنے پر سورہ فاتحہ کی تفسیر نہیں لکھے گا اس کے کاذب ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی حاجت نہ ہوگی''۔ وغیرہ وغیرہ......!!!

حضرتؒ کی ذات گرامی پر اس نئی مبارزطلبی کا ردعمل:

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ قدس سرہ' کی ذات گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔ آپ کی ذات مقدس کا اولیائے کبار کی اس برگزیدہ جماعت سے تعلق تھا جنہیں دائمی مشاہدہ ذات کے باعث اس شغل میں معمولی سا خلل حتیٰ کہ حکمی درس و تدریس کی طرف توجہ بھی گراں گزرتی ہے۔ آپ کے ملفوظات طیبات میں اسی انداز کا واقعہ درج ہے کہ:

ایک روز حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کی نسبت آپ نے فرمایا کہ جب انہیں فرمان الٰہی نے ارشاد طالبین پر مامور فرمایا تو غش کھا کر گر پڑے جس پر

Marfat.com

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ملائکہ سے خطاب فرمایا:

رُدُّوْ عَبْدِیْ اِلَیَّ (ہمارے بندے کو ہماری طرف واپس لاؤ) اسے ہم سے ایک پل کی جدائی بھی گوارا نہیں۔

ایسی صورت میں بھلا ان ذاتی تعلیوں کو جن سے نہ دین کا فائدہ متصور تھا نہ دنیا کا آپ اپنے اوقات شریفہ میں خلل انداز ہونے کی کیسے اجازت دے سکتے تھے!

سیف چشتیائی میں مرزا صاحب کے ایک اشتہار کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مجھ کو اپنے اوقات عزیز کی تضیع پر جو ایسے جاہلانہ اشتہارات کی تردید میں ہو رہی ہے۔ نہایت رنج و افسوس ہوتا ہے مگر کیا کروں بعض احباب نے مجبور کر رکھا ہے۔

حضرت بابو جیؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ حضرت دیوان سید محمد پاک پتن شریف کے اصرار پر حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن پھر یہ کہہ کر دیوان صاحب سے معذرت خواہ ہوئے کہ میرے خیال تفسیر نویسی پر میرے قلب پر معانی و مضامین کی اس قدر بارش شروع ہوگئی ہے جسے ضبط تحریر میں لانے کے لیے ایک عمر درکار ہوگی۔ اور کوئی اور کام نہ ہو سکے گا۔

سیف چشتیائی :

مرزا صاحب نے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کے ستر دن بعد اعجاز المسیح کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر شائع کی، جب یہ تفسیر عربی دان طبقہ کے ہاتھوں میں پہنچی تو مرزا صاحب کے تفسیری کمالات سب کے سامنے آ گئے۔ اور عربی دانی و عربی نویسی کے بلند بانگ دعاوی کی اصلیت سب پر روشن ہوگئی۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور

Marfat.com

نحوی اغلاط سے مملو اور مسروقہ عبارات سے پر تھی فی سبعین یوماً شھر الصیام پر تو طلباء نے بھی آواز ے کسے کہ قادیان کا رمضان شریف ستر دنوں کا ہوتا ہے۔

حسب معمول یہ تفسیری کارنامہ بھی محض مفسر کی اپنی ذات کے اشتہار تک ہی محدود تھا۔ علمی انکشاف اور عرفانی اسرار کے نادر نمونہ جات اگر کوئی تھے تو یہ یوم الدین مسیح موعود کے زمانہ کا نام ہے اور الحمدللہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جو وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ فرمایا ہے تو اس سے دو احمد مراد ہیں۔ احمد اوّل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد آخر مرزا غلام احمد قادیانی۔ حالانکہ مرزا صاحب کی اپنی امت یہ کہہ رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد نہیں تھا۔ اعجاز المسیح کی پیش گوئی کے ان ستر دنوں میں مصر کے ایک اخبار نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کا مضحکہ اڑایا تھا کہ:

> ”عربی زبان میں تفسیر لکھنا ایک اعجاز ہے جس سے ایک ہندوستانی کا دعویٰ نبوت ثابت ہو جاتا ہے“۔

اس پر مرزا ملعون نے اُس اخبار کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیا اور مصر میں اشتہار بھجوائے کہ عربی ممالک کا کوئی شخص اگر مقابلہ میں آنا چاہتا ہے تو آجائے۔ علامہ اقبال کو مرزا ملعون کے ایسے ہی لطائف پر محمد علی باب کی یاد نے گدگدایا تھا...... علماء نے باب کو کہا تھا کہ تم قرآن مجید کے اعراب غلط پڑھ رہے ہو تو اس پر باب بولا؛

مجھ سے پہلے قرآن اعراب کا پابند تھا۔ اب میری امامت کے انوار و برکات کے صدقہ میں قرآن کو اس پابندی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔

جب اعجاز المسیح پر بھی خاطر خواہ نتائج مرتب نہ ہوئے اور مسلمانوں کے خطوط اور اشتہارات میں یہ تقاضہ مزید زور پکڑ گیا کہ مرزا ملعون اِن لطائف الحیل کو چھوڑ کر

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کی کتاب ''شمس الہدایت'' کا جواب لکھنے کی طرف متوجہ ہوں تو انہوں نے مولوی محمد احسن امروہی کو جو تنخواہ میں تخفیف کے باعث ناراض ہو کر امروہہ چلے گئے تھے واپس بلوایا اور کوئی ایک سال کے عرصہ میں اُن سے ''شمس بازغہ'' لکھوا کر شائع کرائی۔ تخفیف تنخواہ کے بہانے گھر بھجوانے کی اصل وجہ یہ تھی کہ مولوی صاحب دعویٰ نبوت کے معاملہ میں سو فیصد ہم نوا نہ تھے۔

''اعجاز المسیح'' اور ''شمس بازغہ'' کے جواب میں حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''سیفِ چشتیائی'' تصنیف فرمائی جو 1902ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مُفت تقسیم کی گئی۔ اس میں حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ قدس سرہٗ نے مرزا ملعون کی اعجازی تفسیر سورہ فاتحہ موسومہ ''اعجاز المسیح'' پر صرف و نحو، لغت، بلاغت، معانی، منطق، اور محاورہ کی غلطیاں، نیز سرقہ، تحریفِ اقتباس اور التباس کے قریباً یک صد اعتراضات فرمائے ہیں۔ جن میں سے بعض یہاں قارئین کی دلچسپی کے لئے بحوالہ مہرِ منیر پیش کیے جاتے ہیں۔

☆......☆......☆

اقتباسات از سیف چشتیائی:

بانیٔ مرزائیت نے اپنے ابتدائی دور میں اپنی تصنیفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کو وعدۂ الٰہی کے خلاف بتایا تھا۔ مگر جب خود دعویٰ نبوت کیا

Marfat.com

تو اس طرح کا ستدلال لانے لگا کہ؛

میں ظلّی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اُن تک ہی محدود رہی۔ یعنی جب میں بروزی طور آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظِلّت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ ''مؤلف شمس بازغہ'' نے بھی اسی استدلال کا اعادہ کیا اور اپنی تصنیف کے خطبہ میں بھی؛

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

تحریر کیا اور کہا کہ یہاں نبی سے مراد وہ انبیاء ہیں جن کی نبوت اصالتاً ہو مرزا صاحب تو بہ سبب اتباع کامل ظِلّی طور پر نبوت اور رسالت کے مدعی ہیں نہ کہ اصالتاً:

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ اس کا رد فرماتے ہوئے یہ ثابت فرمایا کہ بانیِ مرزائیت نبوتِ اصلیہ کے مدعی تھے نہ کہ نبوت ظِلّیہ کے، اور ظِلّیت، بروز اور فنا فی الرسول کے الفاظ کو بظاہر سپر بنا رکھا تھا۔

جواب: اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' مجریہ 5 نومبر 1901ء کے الفاظ دیکھیے:

چنانچہ وہ مکالماتِ الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں اُن میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

وہ خدا جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ سب ادیان پر اُسے غالب کر دے۔ اس میں صاف طور پر مرزا ملعون کو رسول کہا گیا ہے......!

Marfat.com

یہ آیت سورہ فاتحہ کے رکوع آخر میں موجود ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے دین پاک کے غالب کر دینے کا ذکر ہے۔

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ؛:

اوّل تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ اگر کسی شخص کو خواب یا بیداری میں یہ آیت سنائی دے جیسا کہ اکثر حفاظ اور شاغلین کو کثرت استعمال و خیال کے سبب ایسا ہوا کرتا ہے۔یا فرض کیا بذریعہ الہام ہی سہی تو وہ شخص بشہادت اِس آیت کے رسول کہلانے کا مجاز ہو یا ایسا ہی؛:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

کے سننے سے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نبی اور رسول ہوں اور نئی نماز و زکواۃ کا حکم مجھ پر نازل ہوا ہے۔لیکن بر تقدیرِ الہام آیت مذکورہ؛

هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

بفرضِ محال اگر رسول کہلانے کا مستحق ہے تو اُسی معنی سے رسول ہوگا جو معنی اس آیت میں مراد ہیں یعنی اصلی رسول ورنہ دلیل دعویٰ پر منطبق نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ میں رسول ظِلّی اور دلیل یعنی ''اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ'' میں رسول اصلی اور نیز ''رَسُوْلَهٗ'' سے ظِلّی مراد لینے کی تقدیر میں کلامِ الٰہی میں تحریف لازم آئے گی۔لہٰذا استدلال بآیت مسطورہ بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ دعویٰ اصلی نبی ہونے کا ہے۔

اشتہار مذکورہ میں دوسری جگہ مرزا ملعون نے اپنے اصلی نبی ہونے کا دعویٰ یوں کیا ہے؛......

''وَلٰكِنْ الرَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ''

Marfat.com

میں ایک پیشن گوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیشن گویوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان لفظ ''نبی'' کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی سے خدا کے پاس آتا ہے اُس کو ظلّی طور پر نبوت کی وہی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اُس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں......

اس کے جواب میں حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں:

اگر فنافی الرسول کا مقام ہی رسول اور نبی کہلانے کی اجازت دیتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ صدیق اکبرؓ جن کی شان میں ارشاد ہوا کہ:

''اگر خدا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا''۔

اور ایسا ہی عمر فاروقؓ نے باوجود لقب محدثیت کے اور سیّدنا عثمانؓ نے باوجود کمال اتباع صوری اور معنوی کے اور سیّدنا علی المرتضیٰؓ نے باوجود بشارت کے:

''تیرا مقام مجھ سے ایسے ہے جیسا ہارونؑ کا موسیٰؑ سے''۔

اور سید الشباب اہل الجنۃ حسنین کریمینؑ نے جن کا مجموعہ بعینہٖ جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ تھا رسول اور نبی کہلانے پر جرأت نہیں کی اور نہ ہزار ہا اہل اللہ جن کے فنافی الرسول ہونے پر اُن کا سایہ کا گُم ہو جانا بھی شہادت دیتا تھا کسی نے نبی و رسول نہیں کہلوایا۔

قطب الاقطاب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکالماتِ الٰہیہ میں سے کسی

Marfat.com

مکالمہ میں باوجود شان کہ:
''ہم نے ایسے سمندر میں غوطہ لگایا جس کے کنارے پر انبیاء نہ ٹھہرے''، کے نبی اور رسول کے لفظ سے نہ پکارے گئے''۔

یہ تو سب اسی قاعدہ مسلمہ میں محدود رہے کہ:
''ولی درجۂ نبی کو نہیں پہنچ سکتا''۔

مگر یہ حضرت باوجود اپنے اوصاف کے مقامِ فنا سے نبوت تک پہنچ گئے۔

پھر آگے چل کر حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ فرماتے ہیں کہ:
مسلمانو! بعدِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقب نبی اور رسول کا کسی مسلمان کے لئے شرعی نظر سے جائز نہیں نہ اصلی نہ ظلّی۔ اگر ظلّی طور پر یہ لقب متّبع نبی کو عطا ہو سکتا اور فنافی الرسول کا مقامِ مجوز اُس کا ہوتا تو سب سے زیادہ مستحق مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ جن کا ذکرِ خیر قرآن مجید میں موجود ہے اور جنہیں اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن مجید کے سورہ فتح میں ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۝

ترجمہ: ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم تو انہیں رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا پائے گا وہ اللہ کا فضل اور رضا طلب کرتے ہیں''۔

معراجِ نبوی ﷺ کے جسمی ہونے کا ثبوت:

بانی مرزائیت نے چونکہ اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ

Marfat.com

کے رفع جسمانی کی تردید کی تھی۔ اُسی طرزِ استدلال کا اتباع کرتے ہوئے انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کو بھی معراجِ روحانی قرار دیا تھا۔

اس کی تردید فرماتے ہوئے حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

معراجِ جسمی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت بیداری آیت ذیل سے ثابت ہے؛:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا ۝

کیونکہ لفظ ''سُبحان'' کا اطلاق اُسی موقع پر ہوتا ہے جہاں کسی عظیم الشان اور مستبعد اور محال عادی کا ذکر ہو، اور ظاہر ہے کہ نیند میں آسمانوں پر جانا یا اَطۡرَافُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ میں سیر کرنا کوئی سیر کرنا کوئی امر مستبعد اور ممتاز طور پر نبی کا خاصہ نہیں۔

نیز اسریٰ کا استعمال نیند میں نہیں آتا (قاضی عیاض)۔

پس ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسراء مثل اور انبیاء کے کشفی اور روحی نہ تھی بلکہ جسمی اور بحالتِ بیداری ہوئی۔

اس کے بعد حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ نے متعدد احادیث اور تفاسیر کے حوالہ سے ثابت فرمایا کہ

؛معراج جسمی کے منکرین غلطی پر ہیں۔

معراجِ جسمانی کے خلاف ایک اور دلیل جو بانی مرزائیت کی طرف سے دی گئی یہ تھی کہ؛:

نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی

Marfat.com

انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرّہ زمہر تک بھی پہنچ سکے
پس اُس جسم کا کُرّہ ماہتاب یا کُرّہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو
خیال ہے۔

افسوس کہ اُن کی ظِلّی نبوت کی حسِ پیشگوئی نے انہیں اتنا بھی نہ بتایا کہ بہت جلد انسان اپنے مادی آلات کی مدد سے ہی اُن کے اس قول اور دلیل کو لغو ثابت کر دے گا۔

☆......☆......☆

معرکہ قادیانیت میں اسلامیان ہند کی قیادت کرتے وقت حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی عمر بیالیس برس تھی، انہیں فارغ التحصیل ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ خلافت ارشاد کا اٹھارواں برس تھا اور ادائیگی حج کے بعد وطن واپسی پر دس برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔

27 اگست 1900ء کو حضرت قبلہ عالمؒ فاتح قادیانیت
کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپ نے مرزا کذاب کے متعلق یہ پیشین گوئی فرمائی کہ مرزا
کذاب کو مدینہ منورہ میں روضہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضر
ہو کر سلام عرض کرنے اور جواب اسلام سے مشرف ہونے کی
نعمت کبھی نصیب نہ ہو گی۔

ابن عساکر نزول ابن مریم علیہ اسلام کے ضمن میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت

Marfat.com

کرتے ہیں کہ؛:

حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونے کے بعد حج کریں گے اور روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر صلوۃ وسلام عرض کریں گے حضور نبی کریم ﷺ روضۂ مبارک کے اندر سے ان کے سلام کا جوب دیں گے۔ حضرت قبلۂ عالم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

مرزا کذاب کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ ہی مدینہ منورہ کی حاضری۔

☆......☆......☆

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ:

15 دسمبر 1900ء کو مرزا کذاب نے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بحال کرنے کیلئے اعجاز المسیح کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ جو لاہور کے مناظرہ میں شکست کھانے کے ستر یوم بعد لکھی گئی۔

تفسیر اہل علم طبقہ تک پہنچی تو پڑھتے ہی انہیں مرزا کذاب کی تفسیر نویسی کے بارے میں دعوے حقیقت کے برعکس لگے، عربی دان طبقہ پر اس کی عربی دانی اور عربی نویسی کے بلند بانگ دعوے کی اصلیت روشن ہوگئی۔ تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی اور نحوی اغلاط اور مسروقہ عبارات سے پر تھی۔

تفسیر شائع ہونے کے باوجود مرزا کذاب کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ زیادہ شدت اختیار کر گیا کہ؛:

Marfat.com

مرزا کذاب! تم حیلے بہانے چھوڑو سیدھی طرح حضرت سید پیر
مہر علی شاہؒ کی ''شمس الہدایت'' کا جواب دو۔

چنانچہ مرزا کذاب نے مجبور ہو کر اپنے چمپیئن مولوی محمد احسن امرہوی سے ''شمس بازغہ'' لکھوائی۔

حضرت قبلہ عالمؒ نے ''اعجاز المسیح'' اور ''شمس بازغہ'' کے جواب میں اپنی مشہور زمانہ کتاب ''سیف چشتیائی'' لکھ کر 1902ء میں شائع فرمائی، جس میں آپ نے شمس بازغہ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور اعجاز المسیح کی ایک سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کذاب کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔

''سیف چشتیائی'' برصغیر کے علماء مشائخ، دینی مدارس، طبقہ اہل علم اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی۔ طبقہ علماء مشائخ کے ہاں ''سیف چشتیائی'' ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' میں سورۃ نساء آیت 157 کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب ''سیف چشتیائی'' قابل مطالعہ ہے، مکتبہ دیوبند کے ایک دوسرے عالم شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری اپنی کتاب ''عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ اسلامؑ کے دیباچہ میں ''سیف چشتیائی'' کو مسئلہ حیات مسیح علیہ اسلام پر ایک بہترین اور کافی و وافی تحریر قرار دیا ہے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ نے کبھی بھی ایسا قدم نہ اُٹھایا جو شریعت کے خلاف جاتا۔

مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تو بغیر کسی خوف کے آپ نے قرار دیا کہ؛:

''انگریزوں کی فوج میں بھرتی ہونا از روئے شریعت غلط ہے''۔

کمشنر راولپنڈی نے آپ کو اپنا مؤقف تبدیل کرنے کے لئے خط بھی لکھا......

مگر آپ اپنے مؤقف پر بدستور ڈٹے رہے......

حتیٰ کہ دولت برطانیہ نے آپ کو خریدنے کے لئے جاگیر دینے کا لالچ دیا......

بیٹے کو آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ پیش کیا......

ان واقعات نے حضرت قبلۂ عالمؒ کے وقار اور عظمت میں بے پناہ اضافہ کیا......

اگر آپ وجاہت کے طالب ہوتے تو اپنے صاجزادے کے لئے آنریری مجسٹریٹ کے عہدے کی پیشکش کبھی بھی رد نہ فرماتے......

دنیوی دولت کے طالبوں میں سے ہوتے تو انگریز کی جانب سے کئی سو مربع زمین کی جاگیر کی پیشکش بخوشی قبول کر لیتے......

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں دولت برطانیہ کا ایک نمائندہ حاضر ہوا اور تاجِ برطانیہ کی جانب سے آپ کے روبرو پیشکش رکھی کہ دولت برطانیہ آپ کو چار سو مربع نہری زمین الاٹ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے......

قبل اس کے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ اس افسر کو کوئی جواب دیتے اس نے جاگیر کے

Marfat.com

بے ضرر، قانوناً اور اخلاقاً ہونے کے ضمن میں دلائل کے انبار لگا دیئے......

حکومت پر واجب ہوتا ہے کہ؛

اپنی رعایا کی تعلیمی بہبود کے لئے مالی امداد دیتی رہے۔ دولت برطانیہ اپنی اسی پالیسی کے تحت مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کو گرانٹ دے رہی ہے یہ خانقاہ بھی ایک تعلیمی ادارے کا حکم رکھتی ہے جہاں رعیت کا ایک بڑا حصہ دینی تعلیم اور روحانی تربیت کے لئے حاضر ہوتا ہے دولت برطانیہ کی گرانٹ انہی لوگوں کے لئے ہے ہم سے پہلے مغل اور پٹھان حکومتیں بھی رعایا کے ہندو، مسلم، سکھ اور دیگر طبقات کو ایسی جاگیریں دیتی چلی آئی ہیں۔ دولت برطانیہ نے اسی دستور کو قائم و برقرار رکھتے ہوئے آپ کی خانقاہ کے لئے جاگیر الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے آپ کو جاگیر کے انتظام کے لئے کسی قسم کی تکلیف بھی برداشت نہ کرنا پڑے گی۔ دولت برطانیہ آپ کی رضامندی سے جاگیر کی دیکھ بھال کا فریضہ بھی خود سرانجام دینے کے لئے تیار ہے۔ ہر فصل پر اس کی آمدنی نقدی کی صورت میں خانقاہ میں داخل کرا دی جایا کرے گی......

انگریز افسر کے دلائل حضرت قبلۂ عالمؒ خاموشی سے سنتے رہے وہ اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہوا تو آپ نے عربی کے اس مقولے کے مطابق کہ؛

"مختصر کلام، گفتگو کا دل ہوتا ہے۔"

فرمایا کہ ؛

جو حکومت ہم پر اتنا بڑا احسان روا رکھے تو بطور انسان ہم پر بھی

Marfat.com

فرض عائد ہونا چاہیے کہ؛ کسی نہ کسی رنگ میں اس احسان کا معاوضہ ادا کریں اگر عملاً کچھ نہ کرسکیں تو ازراہ شکرگزاری کبھی کبھار اس حکومت کے بڑے بڑے کار پردازوں کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام ہی کر آیا کریں لیکن میں تو ایسا کرنے سے بھی معذور ہوں۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں یا کچھ عرصہ یہاں رہ کر دینی تعلیم یا روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اخراجات اور ضروریات کی کسی نہ کسی صورت میں بہتر کفالت فرما دیتا ہے..........!!

حضرت قبلۂ عالمؒ کے اس پر مغز جواب کے ساتھ ہی آپ کو خریدنے کی انگریز سرکار کی منصوبہ بندی ناکامی سے ہم کنار ہوگئی......

انگریز افسر کو ناکام خانقاہ سے لوٹنا پڑا......!!

☆......☆......☆

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے دورِ مبارک میں سرکارِ برطانیہ انتہائی عروج کمال کی بلندیوں کو چھو رہی تھی۔ اس زمانے میں اعلیٰ حکومتی عہدیداروں سے ملاقات تو دور کی بات ہے کئی نامی گرامی حضرات نچلے درجے کے افسروں سے ملاقات کو معاشرے میں اپنی عزت کا معیار قرار دیتے تھے۔ جبکہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کو ملاقات کے لئے اعلیٰ حکومتی عہدیدار تک وقت دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے......

آپ کے نزدیک عزت کا یہ معیار ہرگز نہ تھا، چنانچہ آپ دعوت نامہ لے کر حاضر ہونے والوں کو کہتے کہ؛:

Marfat.com

مجھے کمشنر بہادر سے کوئی کام نہیں اس لئے میں ان کے دفتر میں نہیں جا سکتا اگر انہیں مجھ سے کوئی کام ہے تو وہ یہاں تشریف لے آئیں......

شاہی دربار میں حاضری کے لئے کہا جاتا تو آپ جواب دیتے؛:

''بادشاہوں کے دربار میں درویش کا کیا کام!!!''

☆......☆......☆

1914ء کی بات ہے کہ جارج پنجم نے دہلی میں شاہی دربار منعقد کرنے کا اعلان کیا۔شاہی دربار میں شمولیت کے لئے معززین و امراء کو دعوت نامے ارسال کئے گئے......حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کو بھی دربار میں شمولیت کا دعوت نامہ ارسال کیا گیا۔آپ نے دعوت نامہ کے جواب میں لکھا کہ ؛:

میں درویش منش شخص ہوں درویشوں کا شاہی دربار میں حاضر ہونا کچھ عجیب سی بات ہے۔لہذا مجھے اس حاضری سے معذور سمجھا جائے......

حضرت قبلۂ عالمؒ کے اس جرأت مندانہ جواب سے انگریز حکومت کے کار پردازوں کے کان کھڑے ہو گئے......

انہیں آگاہی تھی کہ حضرت قبلۂ عالمؒ کا مذہبی حلقہ بہت وسیع ہے چنانچہ انہیں انکار میں سیاسی اور انتظامی خدشات نظر آئے ۔جس کے باعث وہ ہر صورت میں آپ کی شاہی دربار میں یقینی شمولیت کے خواہاں تھے......کمشنر راولپنڈی نے آپ کو راضی

Marfat.com

کرنے کے لئے پٹھان مجسٹریٹ ڈپٹی مظفر خان کو آپ کی خدمت میں بھیجا...... آپ کو مجسٹریٹ نے شاہی دربار میں شامل ہونے کے لئے قائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ...... مگر آپ اپنے مؤقف پر بدستور ڈٹے رہے...... پھر کمشنر راولپنڈی نے آپ کے ایک مخلص ارادت مند میاں شیخ احمد سکنہ ٹھٹھہ گورمانی ضلع مظفر گڑھ کو گولڑہ شریف بھیجا تاکہ وہ حضرت قبلہ عالمؒ کو شاہی دربار میں شمولیت کے لئے راضی کریں......

حضرت قبلہ عالمؒ نے درویشوں کی اس سنت کو برقرار رکھا کہ:

''بادشاہوں کے دربار میں درویش کا کیا کام!!!''

حضرت قبلہ عالمؒ نے کمشنر کے دعوت نامہ کے جواب میں لکھا کہ:

میں ایک درویش ہوں اور درویشوں کی حاضری شاہی دربار میں کبھی مناسب خیال نہیں کی گئی......

حضرت قبلہ عالمؒ کے اس انکار پر حکومت برطانیہ ناراض ہوئی اور پنجاب کے گورنر ''سرلوئی ڈین'' نے کونسل کے اجلاس میں جو شملہ کے مقام پر منعقد ہوا کہا:

میری گورنمنٹ پیر آف گولڑہ کے اس انکار کی اصلی وجہ معلوم کرے گی، اور تحقیقات کے بعد مناسب اقدام کرے گی......

پنجاب کے گورنر نے تحقیقات کے لئے اعلان کیا ...... چند دنوں کے اندر راولپنڈی کے کمشنر نے مجسٹریٹ ڈپٹی مظفر خان کے ذریعے حضرت قبلہ عالمؒ کو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے نہ حاضر ہونے کا پیغام مجسٹریٹ کو دے کر روانہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد مجسٹریٹ صاحب پھر حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کیا کہ: راولپنڈی آنے جانے میں بہت کم وقت یہی کوئی تین گھنٹے لگیں گے۔ آپ کی ملاقات

Marfat.com

کے ساتھ ہی معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔آپ کو ریل گاڑی خصوصی طور پر راولپنڈی لے جائے گی اور واپس بھی لائے گی۔حضرت قبلۂ عالمؒ نے اس پیشکش کے جواب میں فرمایا کہ؛:

آپ تین گھنٹے کہتے ہیں میں تین منٹ کے لئے بھی گولڑہ شریف کی مسجد کو چھوڑ کر کہیں جانے کے لئے تیار نہیں ہوں......

حضرت قبلۂ عالمؒ کے کمشنر راولپنڈی کو دوٹوک جواب سے معاملے نے تشویش ناک صورت اختیار کر لی......دولت برطانیہ نے حاضر نہ ہونے کو حکم عدولی سے تعبیر کیا،آپ کو سزا دینے کے طریق کار پر حکمرانوں نے قانونی مشیروں سے رائے طلب کی۔قانونی مشیروں نے یہ رائے دی کہ؛:

جو شخص گورنمنٹ کا ملازم یا وظیفہ خوار نہیں اس کی طرف سے دہلی دربار میں شمولیت یا کمشنر کی تحقیقات میں حاضری سے انکار کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں......

اللہ کے ولی صرف ذاتِ خداوندی سے خوف کھاتے ہیں۔

حضرت قبلۂ عالمؒ انگریز حکومت سے کسی بھی موقع پر خائف نہ ہوئے۔نصرت خداوندی نازل ہوئی انگریز کمشنر کو پنجاب کے گورنر کے حکم پر حضرت قبلۂ عالمؒ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔کشیدگی کے خاتمے کے لئے از خود کمشنر راولپنڈی بمعہ ڈپٹی مظفرخان اور پشاور کے معزز شہری میاں کریم بخش سیٹھی کے گولڑہ شریف پہنچے اور معاملہ رفع دفع فرمایا......

بے شک خداوند تعالیٰ جسے چاہے عزت سے سرفراز فرمائے اور جسے چاہے ذلیل و خوار کرے،وہ ذات ہر دو پر قدرت رکھتی

Marfat.com

ہے......

حضرت قبلۂ عالمؒ کی یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے کہ؛

وہ کمشنر جو آپ کو دفتر بلانے پر باضد تھا اپنے پاؤں چل کر گولڑہ شریف پہنچا۔

حضرت قبلۂ عالمؒ کے مؤقف کی سچائی کا وہ قائل ہوا اور اس نے معاملہ نہ صرف از خود رفع دفع کرنے کا اعلان کیا بلکہ واقعہ پر حضرت قبلۂ عالمؒ کو پہنچنے والی زحمت پر معافی کا خواست گار بھی ہوا......!

☆......☆......☆

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ اور زمیندار اخبار کے مدیر مولوی ظفر علی خان کے مابین "تحریک خلافت" میں مسلمانوں کی شرکت اور عدم شرکت پر ایک زبردست مقابلہ ہوا تھا دونوں طرف سے دلائل دیئے گئے۔

دلائل سننے کے بعد مولوی ظفر علی خان کو حضرت قبلۂ عالمؒ کے مؤقف کی تائید کرنا پڑی۔

انگریز حکومت تک بھی مسلمانوں کے دو رہنماؤں کے درمیان ہونے والی گرما گرمی کی خبر پہنچی......

انہی دنوں کی بات ہے کہ مولوی ظفر علی خان نے ضلع کیمبل پور موجودہ ضلع اٹک کے علاقے حضرو میں انگریز سرکار کے خلاف ایک دھواں دھار تقریر کی......

حکومت نے تقریر کو بنیاد بنا کر مولوی ظفر علی خان کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کر دیا......

Marfat.com

ضلع اٹک اور گردونواح کے علاقوں میں سے حکومت کو کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہوا جو مولوی ظفر علی خان کے خلاف شہادت دیتا......

مجبوراً حکومت کو دو سرکاری اہلکاروں کے نام فہرست گواہان میں درج کرنے پڑے......

ان سرکاری اہلکاروں میں ایک ملک سر محمد امین آنریری مجسٹریٹ شمس آباد اور دوسرے ایک ذیلدار تھے......

علاقہ کے لوگوں کو اس سے آگاہی ہوئی تو وہ گواہان کے خلاف ہو گئے اور دونوں گواہان کو قتل کرنے کے درپے رہنے لگے...... ضلع کیمبل پور کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سیّد لعل شاہ آف بنوں تھے وہ حضرت قبلۂ عالمؒ اور مولوی ظفر علی خان کے درمیان گولڑہ شریف میں تحریک خلافت پر ہونے والے مناظرہ سے باخبر تھے......اس نے سوچا حضرت قبلۂ عالمؒ ،مولوی ظفر علی سے ناراض ہوں گے...... لہٰذا اس نے حضرت قبلۂ عالمؒ کا نام مولوی ظفر علی خان کے خلاف شہادت دینے والوں میں درج کر لینے کا حکم جاری کیا...... حضرت قبلۂ عالمؒ کو پتہ چلا کہ آپ کا نام مولوی ظفر علی خان کے خلاف شہادت دینے والوں میں سرکار نے درج کیا ہے...... آپ سرکار کی اس سازش سے آگاہ ہو کر سخت ناراض ہوئے اور ضلع کیمبل پور کے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سیّد لعل شاہ کو کہلا بھیجا کہ ان کی اجازت کے بغیر انہیں کیسے ہمت ہوئی کہ ان کا نام مولوی ظفر علی خان کے خلاف شہادت دینے والوں میں درج کیا گیا ہے...... ساتھ ہی حضرت قبلۂ عالمؒ نے کہا کہ آپ کسی بھی قیمت پر شہادت برخلاف مولوی ظفر علی خان نہیں دیں گے......

سرکار کی اس سازش کا حکومت کو اتنا فائدہ ہوا کہ دو سرکاری گواہان کے خلاف اُٹھنے والے عوامی جوش و غضب تھم گیا......

Marfat.com

"اسے حضرت قبلۂ عالمؒ کے نام کی برکت نہ کہیں تو اور کیا کہیں"

خالق کائنات جو کرنا چاہے کر سکتا......

وہ کوڑے کے ڈھیر پر خوبصورت پھول اگا سکتا ہے......

اسی ذات نے گواہان کی فہرست میں حضرت قبلۂ عالمؒ کے نام کی برکت سے سرکاری گواہوں کو نئی زندگی عطا کی......

☆......☆......☆

حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ اپنے جدِ امجد سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سلسلۂ چشت اہلِ بہشت کے گوہرِ صد انوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے صحیح جانشین اور مظہر تھے......

علمِ لدنی کا گنج بے کراں آپ کو عنایت ہوا تھا......

بیسویں صدی عیسوی کے زمانہ میں اُمت مسلمہ سخت آزمائش و امتحان میں مبتلا ہوئی...... ابتلا و آزمائش کے اس دور میں آپ کا وجودِ اقدس بنی نوع انسان کی ایک کثیر تعداد کو گمراہی سے بچانے کا موجب ہوا......سینکڑوں نہیں لاکھوں افراد آپ کے فیضِ روحانی سے مستفید ہوئے...... قادیانیت کے فتنے کو خداوند تعالیٰ نے آپ کے ھاتھوں آگے بڑھنے سے روکا...... مرزا کذاب اور اس کی جماعت کے نام نہاد میدانِ تحریر کے شہسواروں کو حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ نے چاروں شانے چت کیا......

فتنہ قادیانیت کے آگے بند باندھنے کے عظیم کارنامے سے

Marfat.com

تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ سرخرو ہوئے......!

☆۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا کہ برصغیر کے مسلمان ''گاندھی ازم'' کے طوفان کی لپیٹ میں آ گئے۔ حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی ذات بابرکات نے اس طوفان میں مسلمانوں کے لئے لائف بوٹ کا کام کیا......

☆۔ گاندھی ازم کی اصلیت آپ نے طشت از بام فرمائی......

☆۔ ہندوستان کو مسلمانوں کے وجود سے محروم کرنے کی سازش کانگرس نے تیار کی۔ کانگرس نواز علماء نے اپنے فتوں کے ذریعے اس پر مہر ثبت کی۔ علماء نے زور و شور سے اپنے خطبوں میں کہنا شروع کر دیا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا رہنا گناہِ عظیم ہے...... ان فتوں کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں مسلمان ہندوستان سے افغانستان ھجرت کرنے لگے......

☆۔ حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ نے نورِ خداوندی سے رہنمائی پا کر مسلمانوں کو بتایا کہ ان کی افغانستان ھجرت کا کوئی جواز نہیں......شریعت نے ھجرت کے لئے جو رہنماء اُصول بیان کئے ہیں آپ نے انہیں عوام الناس تک پہنچایا...... چنانچہ ہندوستان کی سرزمین مسلمانوں کے وجود سے محروم ہونے سے بچ گئی......

تحریک خلافت کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک روز آپ کے مرید خاص شیخ الجامعہ بہاول پور مولانا غلام محمد گھوٹوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا تحریکِ خلافت کے حامیوں میں سے تھے۔ حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے ایک دوسرے مرید حکیم شمس الدین وزیر آبادی بھی تحریک خلافت کی حمایت میں پیش پیش تھے۔ شیخ الجامعہ بہاول پور نے اسی زمانے میں دولت برطانیہ کے خلاف سخت تقریر کی

Marfat.com

تھی۔ان کی اس تقریر سے انگریز سرکار سخت غصہ ناک ہوئی اور ان کو سزا دینے کے منصوبے بننے لگے، ان کی گرفتاری کے وارنٹ بھی جاری ہوئے......ان کو گولڑہ شریف کے بغیر کوئی جائے پناہ نہ دکھائی دی......مولانا غلام محمد گولڑہ شریف پہنچے تو حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ نمازِ فجر کے بعد خانقاہ آنے والوں کو رخصت فرما رہے تھے۔انہیں دیکھ کر پوچھا کیسے آنا ہوا......۔مولانا غلام محمد نے عرض کیا میں آپ سے تنہائی میں اپنی پریشانی بیان کروں گا۔حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ ان کی بات سن کر انہیں اپنے ہمراہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔خلوت خانہ میں مولانا غلام محمد نے سارا معاملہ حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے گوش گزار فرمایا......جوابِ مشورہ کے لئے حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ نے غلام محمد کو اگلے روز صبح دس بجے بلایا۔وہ وقت مقررہ پر حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں ایک وظیفہ عنایت فرمایا ساتھ ہی ان کے لئے دعا بھی فرمائی اور کہا::

واپس چلے جاؤ کوئی تمہارا بال بھی بھیکا نہ کر سکے گا......!!

حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی دعا کی بدولت شیخ الجامعہ حکومتی عتاب سے محفوظ رہے۔

حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کے تحریکِ خلافت اور گاندھی ازم کے غیر شرعی ہونے کے نقطۂ نظر کی طرف علمائے کرام کی اکثریت آہستہ آہستہ لوٹنے لگی......

گاندھی ازم کے فتنے سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا حضرت قبلۂ عالم سیّد پیر مہر علی شاہؒ کا عظیم ملی کارنامہ ہے......!

☆......☆......☆

Marfat.com

☆......ڈاکو کا جنازہ پڑھنے پر ڈپٹی کمشنر کی روبکار کا جواب:

سال 1911ء کے دہلی دربار میں شمولیت سے انکار کے ایام میں بعض حاسدین کو حقِ عداوت کرنے کا موقع مل گیا اور اُن کی غلط شکایات پر انگریز افسران بھی جذبۂ انتقام کی تسکین کے لئے بار بار آمادہ ہوتے مگر کچھ نہ کر سکتے تھے۔ آپ پر یہ الزام لگایا گیا کہ آپ مواضعات میرا بادیہ، میرا اکُو اور مضافاتِ گولڑہ کے چوروں اور ڈاکوؤں کے پیر ہیں۔ اور مفرور ڈاکوؤں کے بال بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ اُن ہی دنوں جہاں داد نامی ڈاکو کو پھانسی کی سزا ملی۔ اور جامع مسجد راولپنڈی میں اُس کا جنازہ پڑھا گیا۔ حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ اتفاقاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں موجود تھے۔ اور نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے، مخالفین نے اس واقعہ کو اس رنگ میں پیش کیا کہ:

> اس ڈاکو کا جنازہ پڑھنے سے علماء نے انکار کر دیا تھا مگر آپ نے نمازِ جنازہ پڑھوایا۔

انگریز سرکار کو اس بابت آگاہی ہوئی تو وہ سخت غصہ ناک ہوئی اور اُن کے ڈپٹی کمشنر نے اپنی روبکار کے ذریعے حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ سے جواب مانگا۔ حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ نے ڈپٹی کمشنر کی روبکار کا تفصیل سے جواب دیا...... قارئین کی معلومات میں اضافہ کی خاطر ہم ذیل میں حضرت قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ کے جواب کے چند چیدہ چیدہ فقرے درج کیے دیتے ہیں......

1۔ اگر آپ بحیثیت منصب ڈپٹی کمشنری کے چوری یا ڈاکو یا قتلِ بے گناہ کو برا

Marfat.com

مانتے ہیں تو ہم بہ لحاظ ہدایت کتابِ آسمانی و عقل، اُمورِ مذکورہ بالا کو حرام و ناجائز سمجھتے ہیں۔

2۔ جرائم مذکورہ کا مرتکب یا مجرموں کا معاون وہی شخص ہوسکتا ہے جو اعلیٰ درجہ کا جاہل ہو۔

3۔ پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب کے مطابق ہدایت کرے۔ اور مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو حسبِ ہدایت پیر کے عمل کرے بفضلہٖ تعالیٰ آباؤ اجداد سے آج تک ہمارا پیشہ یہی چلا آتا ہے کہ مریدوں کو اچھے کاموں کی ہدایت کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں جس نے تعمیل نہ کی وہ ہمارا مرید نہیں ہوسکتا۔ ہاں ایسے لوگ نہ نام کے مرید ہوتے ہیں نہ کام کے۔

4۔ ہم کو ہمارا خدائے تعالیٰ بغیر مجرموں کے چونکہ اچھی طرح رزق پہنچاتا ہے اس لئے ہمیں مجرموں کی اعانت اور اُن سے لالچ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم بھی پرلے درجے کے جاہل ہیں یا لالچی؟

5۔ آپ کو اپنا منصب اور اپنے اعلیٰ حاکم کمشنر صاحب بہادر یا لاٹ صاحب بہادر کا خوف اُمور بالا کی اجازت نہیں دیتا ہم کو اپنا منصب یا اپنے حاکم حقیقی جلّ شانہٗ کا خوف کیسے اجازت دے سکتا ہے؟ اگر ہم ایسے ہی ہیں ہزار ہا باخبر، باعلم اور بادیانت لوگ ہم سے علیحدہ کیوں نہیں ہوتے؟ اگر گناہگار ہیں تو ذاتی گناہ کے مرتکب ہوں گے نہ کہ مخلوقِ خدا کا گلا کاٹنے والوں کے خیر خواہ۔

6۔ اس میں شک نہیں کہ مجرموں کے بال بچے یا بیوگان بحالتِ بے کسی روٹی کھانے کو بھی آجاتے ہیں۔ جب سرکارِ عالی ان پر رحم فرما کر اِن کو اپنے

Marfat.com

ملک سے خارج نہیں کرتی تو سرکار کی رعایا سے اگر کسی آسودہ حال کے دروازہ سے روٹی مانگ لیں تو کیا قباحت ہے؟ یہ بھی یعنی ایسی حالت میں آنے کا کبھی سال ہا سال گزرنے پر اتفاق ہوتا ہو گا۔

7۔ یہ بھی واقعی بات ہے کہ مجرموں کے پسماندگان اپنے خیال کے مطابق آ کر دعا کراتے ہیں۔ جس پر اِن کے لئے یہ دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت فرمائے اور نیک اعمال کی توفیق بخشے نہ یہ کہ وہ ایسے کام کرتے رہیں اور سزایاب نہ ہوں۔

8۔ عیسائی لوگ اگر اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے مجرموں کے واسطے اپنے پیر پادری سے دعا کرائیں اور وہ دعا کریں اور دعا بھی یہ کہ خدائے تعالیٰ اِن کو راہِ راست پر لائے تو کیا پادری صاحبان کو بوجہ اس دعا کو کرنے کے مجرموں کی تعزیر میں شریک کیا جائے گا؟ عقل و انصاف اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔

9۔ رہا یہ کہ پھر مختلف زبانوں سے جناب کی خِدمت میں شکائتیں کیوں ہوئیں۔ جواباً معروض ہے کہ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ واقعی مرید کون ہوتے ہیں اور نام کے مرید کون۔ دوسرے یہ کہ ان اطفال یا پس ماندگان کے آنے جانے کی نسبت سوچتے ہیں کہ یہ اعانت نہیں تو کیا ہے وغیرہ وغیرہ وجوہات منشاء بغیر کم فہمی یا حسد کے عاقل کے نزدیک اور کچھ نہیں۔

10۔ ہمارا بھاری عیب یہ ہے کہ تعلق اور خوشامد مزاج میں نہیں جس کی وجہ سے خوشامد طلب ناخوش ہو کر خلافِ واقعات گوش گزار کرتے ہیں۔

11۔ جمعہ کے روز بغرض نماز مسجد جامعہ میں حاضر ہونا ہوا۔ بعد فراغت از نماز حسبِ عادت مروجہ ملک کہ آؤ جنازہ پڑھ لیا جائے سب لوگ جنازہ پڑھنے

Marfat.com

لگے ہم بھی شامل ہوئے۔ کیا اس جنازہ پڑھنے سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ مردہ ہم سب کے نزدیک نیک چلن تھا اور اس کی بداعمالیوں پر راضی ہیں؟ البتہ یہاں پر یہ دیکھنا منظور ہے کہ ہمارا مذہب اسلام ایسے شخص پر جنازہ پڑھنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ دوسری اجازت نہ دینے کی صورت میں بے شک پڑھنے والے خلافِ مذہب کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں نہ اس الزام کے کہ یہ لوگ اس میت کے اعمال پر خوش تھے اور اُس کے معاون۔ آج تک ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھنے والوں پر یہ الزام کبھی نہیں لگایا گیا اور نہ لگایا جا سکتا ہے۔

اِسی زمانے میں ایک مسلمان افسر نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ گو مجھے پہلے سے شرفِ نیاز حاصل نہیں ہے مگر میں عرصہ سے آپ کا غائبانہ معتقد ہوں اور آج یہ بتانے کو حاضر ہوا ہوں کہ گورنمنٹ کے پاس رپورٹ کی گئی ہے کہ آپ کو اس مُلک سے جَلا وطن کر دیا جائے......

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ یہ سُن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ؛

> جو گورنمنٹ مجھے جَلا وطن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اُسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خُود اُس کے متعلق کیا ارادے ہیں......!!

اِس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد برطانوی حکومت جرمنی کے ساتھ موت وحیات کی جنگ یعنی جنگِ عظیم اوّل 1914ء تا 18ء میں مبتلا ہو گئی، اور جَلا وطنی کی مِسل دھری کی دھری رہ گئی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہؒ کے حالات زندگی ابتدائی طور پر قلم بند کرنے کے سلسلے کا آغاز ان کے ایک دیرینہ نیاز مند اور جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد صاحب نے کیا وہ اپنا کام مکمل نہ کر پائے تھے کہ 1367ھ بمطابق 1948ء وفات پا گئے، تاجدار گولڑہ مرتب کرنے میں ہم نے ان ہی کی یاداشتوں سے مدد لی ہے۔

ذیل میں ہم حضرت قبلہ عالم کے معمولات زندگی شیخ الجامعہ بحوالہ کی قلمی یادداشت سے پیش کررہے ہیں۔ جنہیں حضرت مولانا فیض احمد صاحب اور ملک محمد اشرف نقشبندی صاحب نے اپنی تالیفات میں جمع کر کے شائع کیا ہے۔

حضرتؒ کے اوقات مشاغل اور بعض شمائیل و خصائیل کی تفصیل جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنی قلمی یادداشت میں اس طرح بیان کی ہیں۔

اشغال:

☆۔ ہمیشہ ذکر و شغل اور ارشاد مخلوق میں وقت سرف فرماتے تھے۔ نمازِ فجر کی سنتیں پڑھ کر حجرہ شریف سے مسجد میں تشریف لاتے، مسجد میں امام کا انتظار فرماتے۔ جب کبھی امام صاحب بوجہ بارش یا بیماری کے نہ آسکتے تو کسی دوسرے قابل امامت مخلص کو امام بنا لیتے، بعد ادائیگی نماز فرض آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر پڑھ کر دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر ذکر جہر فرماتے اور تین چار بار کلمہ شریف پڑھ کر دوبارہ دعا فرماتے۔ پھر مکرر

Marfat.com

ذکر کلمہ شریف بالجہر فرما کر تیسری دفعہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کے بعد عادت مبارک تھی کہ دس بجے تک اوراد وظائف میں مشغول رہتے کبھی یہ شغل مسجد میں ہی ادا ہوتا اور کبھی حجرہ شریف میں، اس شغل کے دوران کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے۔ ویسے بھی آپ کا قدرتی رعب ایسا تھا کہ کسی کو بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ صبح کے ان اوراد کے دوران خاص طور پر کوئی بغیر اجازت آپؒ کے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ بعض وظائف کی نوعیت ایسی ہوتی تھی کہ پاس پھٹکنے والے کے مجنون ہونے کا اندیشہ ہوتی تھا۔

ارشاد و تلقین:

☆۔ ساڑھے دس گیارہ بجے دن حجرہ سے باہر دیوان خانہ میں تشریف لاتے۔ اس وقت ہر شخص کو اپنے عرائض پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ اس دوران ارشاد تلقین کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور مخلصین سے سلسلہ تکلم بھی تعویذ اور دم بھی جاری رہتے اور بعض اوقات اسباق کا شغل بھی شروع ہو جاتا، مثنوی شریف مولانائے رومؒ، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم بخاری شریف، شرح چغمینی، یہ مختلف کتابیں میں نے آپؒ کو اس مجلس میں پڑھاتے دیکھا ہے۔ بارہ یا ساڑھے بارہ بجے حجرہ میں تشریف لے جاتے کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے اور تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرما کر اٹھا کرتے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے اوّل وقت نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ ظہر کے بعد حجرہ شریف میں جا کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے مگر

Marfat.com

اس وقت اگر کوئی آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا تو اسے اجازت ہوتی تھی بلکہ بعض دفعہ مخصوص لوگوں کی مختصر سی خاص مجلس بھی منعقد ہو جاتی تھی۔ پھر اسی وضو سے نماز عصر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے نماز عصر کے بعد اپنے سامنے ختم شریف خواجگان چشتیہ وقادریہ پڑھواتے اور ایصال ثواب کے بعد مسجد سے نکل کر کبھی حجرہ میں چلے جاتے اور کبھی سرائے سے باہر اصطبل کے سامنے والے چبوترے پر جا کر گھوڑے پر سوار ہو کر باہر تین چار میل دور بستی میرا بادیہ تشریف لے جاتے یا کبھی اس سے بھی آگے۔ نماز مغرب اور نماز عشاء باہر ہی ادا کرتے اور وہیں ذکر و شغل جاری رہتا۔ کافی رات گئے واپس آ کر کھانا تناول فرما کر سو جاتے۔ تہائی رات باقی رہے پھر بیدار ہو کر تہجد کی تیاری فرماتے اور وضو کے بعد سبز چائے نوش فرماتے۔

رمضان شریف کے اوقات:

☆۔ رمضان شریف میں مغرب اور عشاء کی نماز اپنی مسجد میں ادا فرماتے اور عصر کے وقت سواری کا دستور ترک ہو جاتا۔ تراویح میں ہر روز صرف سوا پارہ قرآن شریف سنا کرتے۔ مقتدیوں کی رعایت مدنظر ہوتی تھی نماز فجر کے بعد اپنے والد ماجدؒ کے مزار پر بیٹھا کرتے اور وہیں واپس جانے والوں کو رخصت فرماتے۔ اسی طرح ظہر کی نماز کے بعد بھی وہیں پر نشست ہوتی۔

☆۔ تلقین ذکر حسب استعداد فرماتے تھے بعض اشخاص کو بیعت کے بعد دس بار کلمہ شریف، دس دفعہ درود شریف اور دس دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کی تلقین فرماتے اور بعض کو صرف پہلے دو امور کا ارشاد فرماتے تھے۔ تلقین

Marfat.com

نہایت نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ جب دس دفعہ کلمہ شریف کا امر فرماتے تو زبان سے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھتے تھے درود شریف کا ارشاد ہوتا تو درود شریف پڑھتے اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بعض لوگ عرض کرتے کہ سیدنا محمد پڑھیں یا نہیں؟ آپؒ فرماتے کہ مجھے یونہی ارشاد ہوا ہے جیسا میں نے بتایا" بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سیدنا کا ملانا لازم ہے۔ یہ درحقیقت ان کی ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حضرتؒ کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ سیدنا کہنا ممنوع ہے۔ آپؒ کی عرض یہ تھی کہ مجھے اپنے بزرگوں سے اسی طرح پہنچا ہے۔ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ اوراد میں تغیر و تبدل نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:۔

" قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اِذَااَتِیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَکَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ فَاَنْتَ عَلَی الْفِطْرَۃِ. وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَمَا تَتَکَلَّمُ بِہٖ قَالَ فَرَدَدْتُّھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ"

علامہ عینی حاشیہ بخاری میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

" اِنَّ اَلفَاظَ الاَذْکَارِ تَوفِیقِیَّۃٌ فِیْ تَعیِینِ اللَّفظِ وَ تَقدِیرِ الثَّوابِ رَوَاہُ الْبخَارِیْ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ الْبَرَاءِ بِنْ عَازِبٍ"

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براابن عازبؓ کوایک عمل ارشادفرمایا کہ:

جب اپنے بستر پر لیٹنے لگوتو پہلے نماز کا وضو کرو۔ پھر دائیں کروٹ لیٹ کر یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اَسلَمْتُ الخ۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو حضورﷺ کے سامنے دہرایا جب میں بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ پر پہنچا تو کہاوَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ آنحضرتﷺ نے فرمایا نہیں۔ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ پڑھو۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وظائف اور اوراد کے الفاظ توفیقی ہوتے ہیں۔

جو لفظ رہنما بتائے اسے بدلنا جائز نہیں۔

چونکہ درود شریف کی روایت جو آنحضرتﷺ سے مروی ہے، اس میں سیدنا کا کلمہ وارد نہیں۔ اس بنا پر حضرتؒ سیدنا کا کلمہ نہیں پڑھاتے تھے۔ اور یہ اتباع سنت تھا جو آپ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ اتباع سنت میں جو شغف حضرت کو تھا بہت کم لوگوں میں دیکھا گیا۔ جس شخص کو اہل پاتے کچھ دوسرے وظائف اور شغل بھی فرما دیتے۔ ایک دفعہ قاری صاحب حضرتؒ سے بہت سے اوراد اور وظائف کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ میں نے ازروئے مذاق کہا کہ قاری صاحب آپ نے اتنے سارے وظائف پڑھنے تو ہیں نہیں، کیوں اس گرمی میں حضرتؒ کو تکلیف دے رہے ہو۔ آپؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

Marfat.com

''تکلیف مجھے دے رہا ہے تمہیں تو نہیں دے رہا۔ تم کیوں دخل معقول دیتے ہو''۔

☆۔ عادت مبارک تھی کہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ مجلس میں بیٹھتے تو بھی ذکر میں مشغول رہتے۔ تلقین و تدریس کے دوران بھی ذکر جاری رہتا تھا۔ کسی نے کوئی عرض کرنا چاہی آپؒ نے اجازت فرمائی۔ وہ بیان کرتا رہتا آپؒ سنتے بھی رہتے اور تسبیح بھی چلتی رہتی۔ اس نے عرض کرنا چاہی آپؒ نے جواب ارشاد فرمایا اور تسبیح پھر شروع ہوگئی۔ خیر الکلام ماقل و دل کا عجیب نمونہ تھا۔ آدھ آدھ گھنٹہ ایک بات عرض کرتا رہتا۔ آپؒ سن کر ایک دو لفظ فرما دیتے جو سب کا جواب ہوتا تھا۔

☆۔ حضرت تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے پوری زندگی شریعت کی پیروی کرتے ہوئے بسر فرمائی۔ آپ کے نزدیک سیدھا راستہ فقط شریعت پر کاربند رہنا ہے۔ آپ کی تعلیمات میں بنیادی عنصر توحید کا اقرار اور شریعت کی پیروی ہے۔

شریعت کے اول ماخذ قرآن کے بارے میں آپ نے یوں ارشاد فرمایا:

☆۔ لوگو! قرآن پر ایمان لاؤ اس پر عمل کرو، اپنے اعمال کو خالص بناؤ، ریا کاری سے بچو، منافقانہ طرز عمل اختیار نہ کرو، خال خال کوئی آدمی قرآن پر ایمان لاتا ہے اور اللہ عزوجل کے لئے اس پر عمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ خواص کم اور منافق زیادہ ہیں۔ خلق کی طرف کھلنے والے دروازے کو بند کرو فقط اپنے اور خدا کے درمیان کا دروازہ کھولو اپنے گناہوں کا اقرار کرو یقین رکھو کہ اس کے بغیر کوئی نفع یا نقصان پہنچانے والا نہیں ہے، عطا کرنیوالا نہیں ہے، اس یقین کے بعد تمہارے دلوں کی آنکھ کی بینائی جاتی

Marfat.com

رہے گی اور تمہاری بصارت اور بصیرت کام کرنے لگے گی۔

☆۔ لوگو! اگر تم دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو اپنے مالوں میں سے کچھ فقیروں کو بھی دیا کرو۔

☆۔ حضرت تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک بندہ مومن کی میراث یہ ہے کہ وہ نیک کام کرے یعنی امر بالمعروف اختیار کرے، نہی عن المنکر سے بچے اور ہر حال میں تقدیر پر راضی رہے۔

متعلقین سے وفاداری کا معاملہ :

☆۔ حضرتؒ کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ انہیں۔ نصح اور خیر خواہی سے نوازتے۔ ان کے حالات دریافت فرماتے۔ ان پر اس قدر نوازش فرماتے کہ لوگ آپؒ کو محض پیر ہی نہیں بلکہ اپنا ملجا وماوی اور سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے تھے۔ ہر غم کی کشادگی، ہر درد کی دوا، ہر تکلیف کا مداوا حضرتؒ کی ذات تھی۔

☆۔ ایک دفعہ مجھے عرق النساء کی تکلیف ہوئی یہاں تک کہ چارپائی سے اٹھنا دشوار ہو گیا۔ درد کی شدت کے باعث غشی طاری ہو جاتی تھی ۔کروٹ بدلنے کی ہمت بھی نہ تھی۔ انہی دنوں حضرتؒ کو پاک پتن تشریف لے جاتے ہوئے ٹھٹھہ محبوب میں قیام فرمانا تھا۔ جہاں پر حاضری میری عادت مستمرہ تھی۔ مگر تکلیف کی وجہ سے حاضری محال تھی ۔طلبہ کی ایک جماعت آپؒ کی خدمت میں وہاں حاضر ہوئی تو حضرتؒ نے استفسار فرمایا۔ تمہارا مولوی کہاں ہے؟ انہوں نے میری حالت بیان کی۔ آپؒ نے اسی وقت یہاں شیخ احمد مرحوم کو فرمایا کہ ایسے سوت کی سات تاندیں لاؤ جس کے

Marfat.com

کاتنے والی عورت کا باپ اور خسر دونوں زندہ ہوں۔ وہ منگوا کر ان پر دم کر کے اور چند گانٹھیں لگا کر طلبہ کو دیں اور فرمایا کہ انہیں مولوی صاحب کے گلے میں باندھا جائے۔ اتفاقاً مجھے اُس شام نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ گلاس اور بوتل ہاتھ میں لیئے مجھ دوا پلا رہے ہیں۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ چند منٹ بعد پھر نیند آ گئی اور دو بارہ وہی حالت دیکھی۔ اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ درد جاتا رہا اور جسم میں ایک گونہ طاقت بھی آ گئی ہے۔ فوراً حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہو گیا اور دوسرے روز صبح کے وقت سناواں ریلوے اسٹیشن پر حضرتؒ کی قدمبوسی کے لیے کھڑا تھا۔ حضرتؒ تشریف لائے تو دور ہی سے فرمایا سنا ہے تم بیمار ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ آپؒ نے بے توجہی جو فرمائی تھی بیمار کیوں نہ ہوتا۔ فرمایا کیا توجہ نہیں کی؟ میں نے عرض کیا۔ تو پھر کیا میں حاضر نہیں ہو گیا:

معاندین سے حسن سلوک :

☆۔ مخلصین سے زیادہ معاندین کے ساتھ حسن سلوک کی عادت کریمہ تھی۔ ایک دفعہ ایک صاحب حضرتؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اور ایک روپیہ نذر رکھ کر مناسب مقام پر بیٹھ گئے۔ جب نذر بردار نذر اٹھانے کے لیے آیا تو آپؒ نے خلاف عادت اسے فرمایا کہ اس روپیہ کو پڑا رہنے دو۔ جب تمام لوگ اپنی حاجت پیش کر کے چلے گئے تو ان صاحب کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ فلاں تحصیلدار جو آپؒ کا مخلص ہے اس کی طرف سفارش نامہ لکھوانا ہے۔ آپ نے کاغذ قلم

Marfat.com

منگوا کر اپنے ہاتھ سے ان تحصیلدار کی طرف خط لکھ کر انہیں دیا اور ہدایت فرمائی کہ یہ خط انہیں گھر پر جا کر دیا جائے کچہری میں نہیں۔ جب وہ صاحب روانہ ہونے لگے تو فرمایا یہ اپنا روپیہ بھی لیتے جائیں۔ انہوں نے بہت معذرت کی۔ مگر آپؒ نے اسرار فرمایا چنانچہ وہ روپیہ لے کر چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے روپیہ کی واپسی کا سبب پوچھنے کی جرأت کی۔ فرمایا کہ یہ ہمیشہ مجھے برے الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے اور معاند ہے۔ اب ضرورت کے وقت اس نے یہ خیال کر کے روپیہ پیش کیا تھا کہ اس سے سفارش نامہ لکھوانے میں مدد ملے گی۔ میں نے اس لیے روپیہ واپس کر دیا اور سفارش نامہ بھی خود لکھا کر دیا۔

سخاوت :

☆۔ سخاوت بہت پوشیدہ طور پر کرتے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ملنے والے رخصت ہو کر چلے گئے۔ میں اکیلا پاس بیٹھا تھا۔ مجھے قریب بلا کر ایک کاغذ کی تھیلی سی دی کہ اس شخص کو دے آؤ جو لنگر کے دروازہ پر کھڑا ہے میں جا کر دے آیا۔ میں اسے پہچانتا نہیں تھا مگر کوئی سفید پوش حاجت مند معلوم ہوتا تھا۔

دنیا سے بے توجہی :

☆۔ دنیا کی طرف سے بے توجہی حضرتؒ کی ذات مبارک کا خاصہ تھا۔ مسجد میں حضرت اجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر مختلف اوقات میں بیٹھا کرتے۔ زائرین کی طرف سے نذرانہ اور ہدایا کا سلسلہ بارش کی طرح

Marfat.com

جاری رہتا۔ لیکن جب آپ اٹھ کر تشریف لے جاتے تو ادھر آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور میاں محمد صاحب یا کوئی دوسرا بزرگ ان نذرانوں کو اٹھا کر غلام محمد صاحب لانگری کو دے آتا۔ اسی طرح سفر میں بعض اسٹیشنوں پر گاڑی رکنے کے دوران یہی کیفیت ہوتی تھی آپؒ کی طرف سے کوئی حساب یا نگہداشت ان چیزوں کی نہیں ہوتی تھی۔ جو کچھ اکٹھا ہوتا لانگری اپنے پاس رکھتا اور لنگر وغیرہ پر خرچ کرتا رہتا۔

دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ :

☆۔ جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنے قلمی مسودات میں حضرتؒ کی ذات اور خاندان کے ساتھ، غلط فہمی یا حسد کی بنا پر لوگوں کی مخالفت اور پرخاش کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتانا ہے کہ دوستی اور دشمنی کے متعلق اس گھرانے کا نظریہ کچھ مختلف ہے۔ ان کی نظروں میں اصل دشمن انسان کا اپنا نفس ہے اور اصل دوست اللہ تعالیٰ کی ذات یہ اپنا وقت نفس پر فتح حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کی کوشش میں صرف کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک دوست اور دشمن ہمہ از اوست ہیں۔ حضرت بابو جی مدظلہ اس بارہ میں اپنے والد کریمؒ کے ارشادات کی وضاحت میں فرمایا کرتے ہیں کہ جنہیں تم لوگ ہمارا دشمن سمجھتے ہو وہ ہمارے لیے فائدہ کا موجب بنتے ہیں۔ تمہاری قصیدہ گوئی اور مبالغہ آمیز تعریف ہمیں فتنہ میں مبتلا کرتی ہے۔ اس کے برعکس دشمن ہمارے نقائص اور عیب گنواتا ہے۔ اگر درست ہوں تو ہم اصلاح کی کوشش

Marfat.com

کرتے ہیں۔ اور اگر غلط ہوں تو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ دشمنوں کی ایذارسانی پر ہم صبر کرتے ہیں اور اجر پاتے ہیں۔ باوجود ان کی مخاصمت کے ہم انہیں اپنے خدا کی مخلوق سمجھ کر اپنی دعاؤں میں شامل رکھتے ہیں اور اس طرح بھی عنداللہ ماجور ہوتے ہیں۔

حضرت مائی صاحبہؒ کی برکات کے خصوصی اثرات :

☆۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے ایک مرتبہ اپنی اہلیہ محترمہ کے اوصاف حمیدہ کا اظہار فرماتے ہوئے اعتراف فرمایا تھا کہ مجھے علم وفقر میں جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ اس کے اسباب میں اس خاتون کے صبر وقناعت اور خدا پرستی کا بڑا حصہ ہے۔ اس نے مجھے طلب مولیٰ کی راہ میں آزاد چھوڑ دیا اور کبھی اپنے مطالبات سے میرے راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ حضرتؒ کے وسیع حلقۂ ارادت کی مستورات میں حضرت مائی صاحبہؒ کی بے نفسی، خدا پرستی اور قبولیت دعا کے تذکرے آج تک زبان زد خلق ہیں۔ وہ قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال کے بعد تھوڑے عرصہ تک ہی زندہ رہیں۔ مگر ان کی تربیت کا اثر اس گھرانے میں ابھی تک جاری وساری ہے۔

حضرتؒ کی خوراک :

شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں:

☆۔ عادت مبارک تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک دو لقمے تناول فرما کر وضو کر کے بظاہر سو جاتے تھے۔ مگر دراصل جاگتے رہتے اور پاس انفاس میں

Marfat.com

راتیں قرار دیئے۔ میں نے ایک رات آپ کے کھوٹہ کے قیام کے دوران دیکھا کہ عشاء کی نماز ادا کر کے وضو فرما کر بظاہر سو گئے۔ میں تمام رات دروازہ پر بیٹھا رہا۔ آخر شب قریباً چار بجے آپؒ نے اٹھ کر اسی وضو سے نماز تہجد پڑھی۔ اور اکثر یہی معمول تھا۔ باوجود کم خوری کے جسمانی قوت اس قدر تھی کہ بیدو شاید ایک روز ایک پہلوان خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کشتی لڑنے جا رہا ہوں۔ میرے لیے فتح کی دعا فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ ذرا میرے پاؤں دابو کہ تمہاری طاقت کا اندازہ کروں اس نے پاؤں دابنے شروع کیے۔ سردی کا موسم تھا مگر دو منٹ بعد ہی اس کا پسینہ بہنا شروع ہو گیا۔ آپؒ نے دیکھا تو فرمایا۔ تم شاید بہت زور لگا رہے ہو مگر مجھے محسوس بھی نہیں ہو رہا کہ میرے پاؤں دابے جا رہے ہیں۔ قلت خوراک کے باوجود اتنی طاقت اور برداشت محض التفات خداوندی سے تھی۔

☆۔ آخر عمر میں جب آپؒ صاحب فراش ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے کہ چھتیس سال سے میں نے غذا زیادہ تر ترک کر رکھی ہے۔ میری مجموعی خوراک غالباً دو تین چھٹانک فی ہفتہ سے زیادہ نہیں ہو گی۔ اب معدہ کو ہضم کی عادت نہیں رہی۔ جو چیز معدہ میں جاتی ہے وہیں رکھی رہتی ہے۔ اس کے باوجود جسم مبارک اتنا مضبوط تھا کہ فولاد کا معلوم ہوتا تھا۔ پاؤں دابنے کے وقت اگر اتفاقاً ہاتھ جسم مبارک پر پڑ جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ لوہے یا پتھر پر پڑا ہے۔ دابنے سے جسم مبارک دبتا نہیں تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھرتا ہے۔

Marfat.com

استادزادوں کا احترام :

اساتذہ اور ان کی اولاد کے احترام کے متعلق شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں:

☆۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں حضرتؒ نے تعلیم پائی وہاں کے تمام باشندوں کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے۔ استادزادگان کے احترام کی تو حد ہی نہ تھی۔ موضع بھوئی کے مولوی صاحبان کے ساتھ حضرتؒ کا سلوک ضرب المثل تھا۔ انگہ کے استاد حافظ سلطان محمود صاحب کے صاحبزادے مولوی شمس الدین صاحب کو آپؒ خود بخاری شریف پڑھایا کرتے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لیے انگہ تشریف لے جا کر وہاں اپنے خرچ سے وسیع پیمانے پر طعام پکوا کر تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد مدت العمر تمام کنبے کی خبر گیری فرماتے رہے۔ انگہ کا کوئی آدمی ملنے آتا تو اس کا خاص خیال فرماتے۔ بلکہ وادی سون کا تمام علاقہ حافظ سلطان محمود صاحب کی وجہ سے حضرتؒ کے نزدیک قابل احترام ہو گیا تھا۔

حضرتؒ کا حلیہ مبارک :

حضرتؒ قبلہ عالم قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان کیا گیا ہے:

☆۔ رنگ گندم گوں۔ پیشانی بلند اور چمک دار، آنکھیں مخمور اور رعب آفرین، ناک ستواں، ابرو گھنے اور کماندار، لب متوسط، دہن فراخ، دندان روشن اور جدا جدا، ریش گھنی اور تا بہ سینہ، گیسو گھنگھریالے اور کانوں تک دراز، سینہ کشادہ، بطن خمیدہ، رخسار کم گوشت، انگشت ملائم اور باریک، کف دست کشادہ، قد مبارک میانہ مگر مجلس میں بیٹھے ہوئے بلند و بالا معلوم ہوتے تھے

Marfat.com

قدم شریف نرم اور نازک جسم گٹھا ہوا اور متوسط۔

☆۔ حضرتؒ کے فوٹو بھی ملتے ہیں جو عقیدت مند اور عشاق حضرات آپؒ کی عمر کے مختلف ادوار میں لیتے رہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ محمد دین صاحب (حضرت ثانی) سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں سیال شریف کے عرس کے موقعہ پر لیا گیا۔ اور دوسرا آپؒ کے زمانہ استغراق کا ہے۔ اوّل الذکر فوٹو میں حضرت ثانی صاحب سیالویؒ اور دربار شریف کے کئی خلفائے کرام بھی موجود ہیں حضرتؒ خود تصویر کشی کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اور شدت سے روکتے تھے۔ چنانچہ یہ چند تصاویر بھی آپؒ کی اجازت یا علم کے بغیر ہی لی گئیں۔

حضرتؒ کا لباس :

☆۔ آپؒ کو سفید لباس پسند تھا۔ جس کی نظافت اور لطافت قابل دید ہوتی تھی۔ لٹھے کی شلوار، موسم کے لحاظ سے خاصہ یا ململ کا کھلی آستینوں والا کرتہ اور سفید ململ کی ہلکی مایہ لگی ہوئی پگڑی پہنتے تھے۔ دستار مبارک بخاری قسم کی نوکدار کلاہ پر بندھی ہوتی تھی۔ کرتے کے اوپر واسکٹ اور لمبا کھلے کالر والا فراک کوٹ یا چغہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات دھوپ میں پگڑی اور دوش مبارک پر لنگی یا چادر ڈال لیتے تھے۔ پاؤں میں گھیبی نمونہ کی نفیس اور نصف طلا وار پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ تسبیح رہتی تھی۔ گھوڑے کی سواری کے وقت بھی چھڑی کی ضرورت محسوس نہ فرماتے تھے۔ شریر سے شریر گھوڑا بھی حضرتؒ کے قریب آتے ہی رام ہو جاتا۔

Marfat.com

☆۔ سوار ہونے سے پہلے آپؒ اپنی تسبیح دیسی زین کے اٹھے ہوئے ہنے سے لپیٹ دیتے اور پھر سوار ہوتے۔ گھوڑا یوں سر جھکا کر کھڑا رہتا جیسے:

☆۔ "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ"
کے معنی سمجھتا ہے۔

☆۔ حضرتؒ کے لباس اور استعمال کی تمام دوسری چیزیں مثلاً تسبیح، کنگھی اور مسواک وغیرہ آپؒ کے حجرہ مبارک میں بطور تبرک شیشہ وار الماریوں اور میزوں میں رکھی ہیں، آپ کا بستر اپنے اصلی مقام پر اسی طرح لگا ہے۔ اوپر چھپر کھٹ اور مچھر دانی تنی ہوئی ہے۔

آپؒ کے عرس اور عیدین کے موقعہ پر ارادت مندان تبرکات کی زیارت بڑے شوق اور عقیدت سے کرتے ہیں اور آپ کے ہم عصروں کی آنکھوں کے سامنے وہی پرانا نقشہ پھر جاتا ہے۔

اس کمرہ کے برابر والے مجلس خانہ میں لائبریری ہے جس میں ہر فن کی کافی کتابیں موجود ہیں۔

آواز و گفتار :

☆۔ آواز مبارک شریں، پرسوز اور باوقار تھی۔ یوں متانت سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گنا جا سکے اور یاد رہ جائے اکثر لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتؒ نے انہیں کافی طویل اوراد اور وظائف تلقین فرمائے جو ایک ہی بار سن لینے سے دماغ میں نقش ہو گئے۔ اور پھر کبھی فراموش نہیں ہوئے۔ یہ چیز حضرتؒ کی کرامات سے شمار ہوتی تھی۔

Marfat.com

چال اور رفتار :

☆۔ رفتار اور چال ڈھال میں اہل علم کو وقار اور سلامت روی نظر آتی تھی او اہل دل کو ایک بانکپن اور محبوبیت۔ جب آپؒ کسی گروہ یا جمعیت میں تشریف لاتے تو تمام فضا میں عقیدت اور محبت کی خوشبو پھیل جاتی اور دیکھنے والوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی۔ اکثر لوگ دست بوسی کے لیے ہجوم کر کے آ جاتے اور بعض لوگ دور کھڑے ہی ''قربان۔ قربان'' کہہ کر اپنی پیاس بجھا لیتے ہجوم کو روکنے کے لیے خدام کو ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حضرتؒ کے گرد حلقہ بنانا پڑتا۔ کئی اشخاص صرف حضرتؒ کے لباس کو چھو کر ہی اپنے ہاتھ چوم لیتے۔ پشاور کے ایک جوان الطاف الٰہی رنگین نے ایک روز حضرتؒ کو گھوڑے پر سوار اژدحام خلق میں گھرے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا تھا۔

تم شہسوار حسن ہو لگ جائے گی نظر
گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کر

حضرت کی شان میں اسی شاعر کا کہا ہوا ایک اور مصرعہ:

جان الطاف الٰہی صدقہ جان شما

حضرتؒ کی اسپ سواری :

☆۔ آپ اطباء کے مشورہ پر بعد نماز عصر اسپ سواری کی غرض سے نکلا کرتے تھے اور دیہات ''میرا بادیہ'' اور ''میرا اکو'' بلکہ بعض اوقات قصبہ راولپنڈی اور رکھ ٹوپی کے مضافات سے ہو کر عشاء کے بعد واپس تشریف لایا کرتے

Marfat.com

ایک مخلص سید صدیق شاہ نے آپ کی حفاظت کے خیال سے عرض کی کہ ایک خادم کو ہمراہ رکھا کریں۔ اور اپنی اس استدعا کو تقویت دینے کے خیال سے فرمان خداوندی :

خُذُوا حِذْرَكُم

یعنی اپنی حفاظت کا سامان کرلیا کرو۔

کا حوالہ بھی دیا حضرتؒ نے فرمایا شاہ صاحب،

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؛

(اللہ تعالےٰ آپ کو انسانوں سے محفوظ رکھے گا)۔

ابھی تو اسی ذات عالی کا ارشاد ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کی، حضرتؒ یہاں لفظ یَعْصِمُکَ میں حرف کاف صیغہ واحد حاضر ہونے کی وجہ سے صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان میں وارد ہو کر محض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حفاظت کی ضمانت کا اظہار کر رہا ہے۔ اس پر حضرتؒ نے فرمایا، شاہ صاحب ہم بھی تو اسی کاف کی اوٹ میں ہیں۔ گویا جناب رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت مجموعی پناہ بے کساں ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مقام فنافی الرسول کی طرف بھی ایک لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا۔

ایک مخلص کے دلی خطرہ کا از خود جواب :

☆۔ یہی سید صدیق شاہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے گولڑہ

Marfat.com

شریف آ رہا تھا۔ جب چکوال پہنچا تو کسی کی زبانی سنا کہ حضرتؒ نے ایک گھوڑی خرید فرمائی ہے۔ میرے دل میں وقتی طور پر خیال گزرا کہ میرے شیخ تو ولی کامل ہیں انہیں ان دنیاداریوں سے کیا غرض۔ جب حاضر خدمت ہوا تو خود بخود فرمانے لگے۔ شاہ صاحب مجھے اطباء نے مجبور کیا ہے کہ گھوڑے کی سواری کا انتظام کیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے گھوڑی خرید کی ہے۔ چانچہ میں اپنا وہ دلی خیال یاد کر کے بے حد نادم ہوا۔ اس کے بعد حضرتؒ کے اصطبل میں بہترین گھوڑے آتے رہے۔

آپ کی شاہ سواری کا بھی اپنے والد محترم حضرت اجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرح یہ عالم تھا کہ سرکش سے سرکش جانور بھی رام ہو جاتے تھے۔ ایک بار ملک احمد خان ٹوانہ نے ایک بیش قیمت گھوڑی جو ان سستے ایام میں بھی مبلغ چار ہزار روپے میں آئی تھی۔ آپ کی نذر کی۔ آپ سیال شریف سے رخصت ہو رہے تھے کہ یہ گھوڑی آپ کے سامنے لائی گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے سوار ہو کر چھتری مانگی۔ ملک صاحب نے عرض کی کہ حضرت گھوڑی نئی ہے۔ چھتری کو برداشت نہیں کرے گی۔ اور دوڑے گی۔ آپ نے فرمایا چھتری بند کر کے مجھے دے دو پھر آپ نے چھتری کھول کر گھوڑی کو دوڑایا اور موضع مانگووال تک دوڑاتے آئے۔ گھوڑی نے بدکنے کا نام بھی نہ لیا۔ بلکہ بعد میں لنگر شریف کا کوئی بھی خادم اس پر بآسانی سواری کر لیتا تھا۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضوری نام گھوڑے کا اظہار ادب :

☆۔ حضرتؒ کی سواری کے ایک گھوڑے کا نام حضوری مشہور ہو گیا تھا جب تک آپ اس پر وظائف پڑھتے رہتے یہ آہستہ خرام رہتا۔ مگر جب آپ فارغ ہو جاتے تو یک لخت تیز رفتار ہو جاتا۔ ایک روز سواری کے دوران آپ کی لنگی نیچے گر گئی۔ گھوڑا اگر آگے قدم رکھتا تو اس پر پڑتا۔ اس لیے گھوڑا ایک دم رک گیا اور ہانکنے پر بھی نہ چلا۔ حضرتؒ نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھوڑا کیوں رک گیا ہے۔ اس نے دیکھا تو آپ کی لنگی نیچے گری پڑی تھی اور گھوڑے نے بہ پاس ادب اپنا وہ پاؤں جو اس پر پڑنے والا تھا اٹھا رکھا تھا۔ سبحان اللہ!

مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلّ

(جس کا خدا ہے، اس کا سب کچھ ہے)

پاک پتن شریف میں ایک گھوڑے کی سرکشی :

حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف نے جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرتؒ کی سواری کے لیے ایک گھوڑا مختص کر رکھا تھا جس پر تمام سال کوئی شخص سوار نہ ہوتا اور فقط آپ ہی حضرت بابا صاحبؒ کے عرس شریف کے دوران اس پر سواری فرماتے تھے۔ سال بھر زین نہ ڈالنے کی وجہ سے گھوڑا سرکش ہو جاتا۔ اس لیے احتیاطاً حضرتؒ کی تشریف آوری سے کچھ روز قبل دیوان صاحب اپنے بھائی جناب میاں غلام رسول سے فرماتے کہ اگرچہ

Marfat.com

مجھے یقین ہے کہ حضرت اس کی سواری میں کوئی تکلیف محسوس نہیں فرمائیں گے۔ تاہم بہتر ہے کہ آپ اسے کچھ رواں کرلیں۔

ایک مرتبہ حضرتؒ اس گھوڑے پر سوار تھے کہ موتی محل کے قریب وہ کچھ ایسے انداز میں کودا کہ زین کا ''تنگ'' نیچے سے ٹوٹ گیا اور آپ زین سمیت اوپر کو اچھلے۔ لوگوں میں شور مچ گیا کہ آپ گر گئے اور ایک شخص دوڑتا ہوا دیوان صاحب کی خدمت میں اطلاع کے لیے پہنچا لیکن دیوان صاحب فرمانے لگے تم غلط کہتے ہو، حضرتؒ نہیں گر سکتے اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور دیوان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا، یہ غلط نہیں کہتا میں واقعی زین سمیت گھوڑے سے کافی اوپر اٹھ گیا تھا۔ لیکن پھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بمعہ زین گھوڑے کی پشت پر آ کر مستقر ہو گیا۔ دیوان صاحب عموماً سال میں ایک دو اچھے گھوڑے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف بھجوا دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان ایام میں موٹر کاریں ابھی عام نہیں ہوئی تھیں۔ اس لیے اصطبل میں اچھی قسم کے نر و مادہ گھوڑوں کی کثرت تھی مگر کبھی کسی جانور کے دوسرے کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہ آئی اور نہ کسی قسم کا شور و شغب ہوا۔ اکثر لوگ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور اسے صرف آستانۂ عالیہ کی خصوصیت قرار دیتے تھے۔

ڈھیری شاہان کی بارات کا واقعہ :

جناب شیخ الجامعہؒ نے اپنے مسودات میں تحریر فرمایا کہ ایک مرتبہ گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہان گئی۔ وہاں کے رواج کے مطابق نیزہ بازی کا مظاہرہ کیا گیا۔ لڑکی والوں نے شرط عائد کی کہ جب تک گولڑہ شریف کے سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہیں پھینکیں گے۔ اس وقت تک نکاح نہیں ہوگا۔ تین روز تک نیزہ بازی

Marfat.com

ہوتی رہی۔ مگر گولڑہ شریف واس کے مضافات کا کوئی سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہ پھینک سکا۔ آخر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ ہی اس مشکل کو حل فرمائیں۔ چنانچہ حضرت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے جا کر میخ کا بغور معائنہ فرمایا اور پھر نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا دوڑایا اور میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میخ کے ساتھ عام گھریلو آٹا پیسنے والی چکی کا ایک پتھریلا پاٹ بھی نکل کر باہر آن گرا۔ جس کے سوراخ میں میخ کو پھنسا گیا تھا۔

معنوی جمالیات کے علاوہ صوری محاسن پر نظر :

حضرتؒ کی نگاہ لطف اور شفقت بھری ہلکی مسکراہٹ میں ایک عجیب کیف اور انداز تھا۔ جسے محسوس تو کیا جا سکتا تھا مگر بیان کرنا ممکن نہ تھا آپؒ کی پہلی نظر میں شکار ہونے والے آج بھی سینکڑوں باقی ہیں۔ حجرہ شریف کا نام ہی ''عشق آباد'' پڑ گیا تھا جو ابتداءً دیوان صاحب پاک پتن نے تجویز فرمایا تھا۔

سلسلۂ چشت اہل بہشت کے جملہ بزرگان کرام، معنوی جمالیات کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہوتے تھے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکباز کا بھی ایک غالب عنصر شامل ہوتا تھا۔ خود حضرتؒ کی ذات جسے ازل سے اس سلسلہ قدس کی سرداری مقدر ہوئی تھی اپنے شیخ پر عاشق ہو کر مرید ہوئے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدا میں، جب کسی کامل شیخ طریقت کی تلاش تھی تو دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جو معنوی حسن کمال کے ساتھ ظاہری خوبی اور جمال سے بھی مالا مال ہو۔ چنانچہ سیال شریف میں جب اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب کے ہمراہ

Marfat.com

حاضری کا اتفاق ہوا تو حضرت خواجہ صاحبؒ پر نظر پڑتے ہی دل فریفتہ ہو گیا۔ در حقیقت یہ نسبت اس صفت خداوندی کا کرشمہ ہے۔ جس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ

"اَللّٰهُ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَال"

حضرت صدیق اکبرؓ سے سوال ہوا تھا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے تو فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نبی کا مصحف پر نور ہے کلام اللہ
یہ خط یہ رخ یہ جبیں لا الہ الا اللہ

جو ایک عارض انور ہے والضحیٰ تنویر تو
دوسرا بھی ہے والفجر سے جمال اللہ

ادھر کی زلف معنبرہ ہے سورت حٰم
ادھر کی طرّہ وَاللَّیل ہے کلام اللہ

حضور! عارض انور کا خال ہے وَالنَّجم
جبین پاک ہے وَالشَّمس خوش جمال اللہ

یہ جسم نور ہے واللہ اور مطلق نور
یہ دل کلیم تو دل کی زباں کلام اللہ

اسی طرح سے چھپائے ہوئے ہے دل حق کو
الف کو جیسے چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

ادب سے درد کی جانب سے اس صبا کہہ دے
بہ بارگاہِ رسول کریم صل اللہ

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سید پیر مہر علی شاہؒ جہاں بھی تشریف لے جاتے ایک جم غفیر آپ کے استقبال کے لئے اکٹھا ہو جاتا، شہر لاہور نے 24 اگست 1900ء سے قبل لاہور ریلوے اسٹیشن پر اتنی تعداد میں لوگوں کو جمع ہوتے نہ دیکھا تھا، مگر اس روز جب حضرت قبلہ عالم، مرزا کذاب کی جھوٹی نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے پہنچے تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سارا شہر استقبال کے لئے اُمڈ آیا ہو۔ جن لوگوں نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف فرما ہوتے۔ آپ کے وجود سے بڑھ کر دلکش اور جاذب نظر کوئی اور چیز وہاں معلوم نہ ہوتی تھی۔ سفر میں جب لوگ دست بوسی اور مصافحہ کے لئے اژدھام کرتے تو مخلصین کو آپ کے گرد ہاتھ پکڑ کر حلقہ بنانا پڑتا، تاکہ ہجوم خلق سے تکلیف نہ ہو۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کی ذات گرامی، آیت کریمہ ذیل کا صحیح مصداق تھی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا.(

مریم:96)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے لئے ضرور اللہ جو رحمان ہے (لوگوں کے دلوں میں) محبت و الفت پیدا کر دے گا۔

اللہ جل شانہ، اولیائے مشہورین کو مرجع خلائق بنا دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم چودھویں صدی ہجری کے مجدد تھے۔

ابجد کی رو سے سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کے اعداد 786 نکلتے ہیں۔

جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد بھی ہیں یوں آپ بسم اللہ کے ہم عدد ہیں۔

Marfat.com

کبھی سیاست میں حصہ نہ لیا، یہی نہیں بلکہ چند احباب نے انتخاب میں آپ کی امداد و حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے ہمیشہ یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس وقت ان چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں لہذا میں ان کاموں میں دخل دینا پسند نہیں کرتا۔ سیاست سے دور رہنے کی بناء پر انگریز سرکار نے آپ کو اپنا مخالف سمجھ لیا تھا۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ 1911ء آپ نے دہلی میں منعقد ہونے والے برطانوی شاہی دربار جارج پنجم میں شمولیت کے لئے آپ کو بھی مدعو کیا گیا مگر آپ نے دعوت قبول کرنے سے انکار فرمایا، ردعمل میں انگریز سرکار نے آپ کو حیلوں بہانوں سے تنگ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انگریز سرکار نے آپ کی حمایت حاصل کرنے کیلئے سینکڑوں مربع اراضی بطور جاگیر بھی دینا چاہی مگر آپ کسی بھی قیمت پر سیاست میں مداخلت اور انگریز سرکار کی حمایت پر راضی نہ ہوئے۔ یوں غیر مسلم حکومت وقت کی حمایت سے اپنے دامن اقدس کو آلودہ نہ ہونے دیا حالانکہ اس زمانے میں برطانیہ کا ستارہ اقبال عروج کمال پر تھا۔ امراء اور والیانِ ریاست انگریز سرکار کا دم بھرتے تھے حتی کہ اکابرین امت بھی اس کے دربار میں باریابی کو مسلمانوں کے لئے معاشی بہبود اور سیاسی اقتدار کا باعث سمجھتے تھے۔

☆......☆......☆

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اسلامی روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ انسانوں نے صراۃ مستقیم پائی،

دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہوتے ہی رب کائنات کی جانب سے بلاوا آ گیا۔

Marfat.com

سے بلاوا آ گیا۔

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا بتاریخ 29 صفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء بروز سہ شنبہ ساڑھے پانچ بجے شام وصال محبوب ہوا۔ آپ اسم ذات پاک اللہ اللہ پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا عَلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

☆......☆......☆

☆......حضرت قبلہ عالمؒ کے سلاسل فقر:

☆......"حضرت قبلہ عالمؒ کا سلسلہ شریف چشتیہ نظامیہ":

1۔ حضور سرور کائنات سیّد المرسلین خاتم النبیین ابو القاسم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (وصال 2 ربیع الاوّل 11ھ)۔

2۔ حضرت مولائے کائنات شاہِ ولائت امیر المومنین ابو الحسن علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم (وصال 21 رمضان 40ھ)۔

3۔ حضرت خواجہ ابی النصر حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وصال 4 محرم 111ھ)۔

4۔ حضرت خواجہ ابی الفضل عبد الواحد بن یزیدؒ (وصال 27 صفر 170ھ)۔

5۔ حضرت خواجہ ابی الفضل فضیل ابن عیاضؒ (وصال 2 ربیع الاوّل 170ھ)۔

Marfat.com

الاوّل 180ھ)۔

7۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشیؒ (وصال 24 شوال 252ھ)۔

8۔ حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ بصریؒ (وصال 7 شوال 279ھ)۔

9۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوریؒ (وصال 4 محرم 299ھ)۔

10۔ سر سلسلۂ چشتیہ حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتیؒ (وصال 343ھ)۔

11۔ حضرت خواجہ سیّد ابی احمد ابدال ابن سلطان فرسناذ چشتی حسنیؒ؛ (وصال 355ھ)۔

12۔ حضرت خواجہ سیّد ابی محمد ابن خواجہ ابی احمد ابدال حسنی چشتیؒ، (وصال 411ھ)۔

13۔ حضرت خواجہ سیّد ناصر الدین ابی یوسف نقوی چشتی خواہر زادہ حضرت ابی محمدؒ (وصال 459ھ)۔

14۔ حضرت خواجہ سیّد قطب الدین مودود ابن ابی یوسف چشتیؒ (وصال 527ھ)۔

15۔ حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندانیؒ (وصال 10 رجب 612ھ)۔

16۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ (وصال 5 شوال 617ھ)۔

17۔ حضرت خواجہ سیّد معین الدین چشتی اجمیریؒ (وصال 6 رجب 632ھ)۔

18۔ حضرت سیّد قطب الدین بختیار کاکیؒ (وصال 14 ربیع الاوّل 633ھ)۔

19۔ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ۔ 564ھ تا 659ھ۔

20۔ حضرت خواجہ سلطان المشائخ سیّد نظام الدین محمد بدایونی بخاری رضویؒ؛ 634ھ تا 725ھ۔

21۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ اودھی دہلویؒ 677ھ تا 757ھ۔

Marfat.com

22۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ دہلویؒ (وصال 756ھ)۔

23۔ حضرت خواجہ سراج الدین بن خواجہ کمال الدینؒ (وصال 770ھ)۔

24۔ حضرت خواجہ علم الدین بن خواجہ سراج الدینؒ (وصال 895ھ)۔

25۔ حضرت خواجہ محمود راجن بن خواجہ علم الدینؒ (وصال 900ھ)۔

26۔ حضرت خواجہ جمال الدین جُمن بنخواجہ محمود راجنؒ (وصال 908ھ)۔

27۔ حضرت خواجہ جمال الدین حسن محمد نوریؒ (وصال 982ھ)۔

28۔ حضرت خواجہ قطب شمس الدین محمد بن خواجہ حسن محمدؒ (وصال 1041ھ)۔

29۔ حضرت خواجہ یحییٰ مدنیؒ (وصال 1122ھ)۔

30۔ حضرت خواجہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ (وصال 1142ھ)۔

31۔ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ (وصال 1142ھ)۔

32۔ حضرت خواجہ فخر الدین بنخواجہ نظام الدینؒ، 1122ھ تا 1199ھ۔

33۔ حضرت خواجہ نور محمدؒ، 1143ھ تا 1205ھ۔

34۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ، 1183ھ تا 1267ھ۔

35۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ (وصال 24 صفر 1300ھ)۔

36۔ حضرت خواجہ سیّد پیر مہر علی شاہ قبلۂ عالمؒ، 1275ھ تا 1356ھ۔

☆......سلسلہ شریف قادریہ امامیہ:۔

1۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

3۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (وصال: صفر 50ھ)۔

Marfat.com

4۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(وصال؛10 محرم 61ھ)۔

5۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، وصال؛ 18 محرم 75ھ۔

6۔ حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛114ھ)۔

7۔ حضرت سیّدنا امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛15 رجب 148ھ)۔

8۔ حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،وصال؛ 25 رجب 183ھ۔

9۔ حضرت سیّدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛صفر 203ھ)۔

10۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛2 محرم 200ھ)۔

11۔ حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛3 رمضان 250ھ)۔

12۔ حضرت خواجہ سیّد الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادیؒ ،وصال؛297 یا 302ھ۔

13۔ حضرت خواجہ ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(وصال؛342ھ)۔

14۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی یمنیؒ(وصال؛425ھ)۔

15۔ حضرت خواجہ ابی الفرح علاء الدین طرطوسیؒ(وصال؛447ھ)۔

16۔ حضرت خواجہ ابی الحسن علی بن محمود القرشیؒ (وصال؛486ھ)۔

17۔ حضرت خواجہ ابی سعید بن علی المبارک المخزومیؒ(وصال؛513ھ)۔

18۔ حضرت سیّدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ ،وصال 11 ربیع الثانی 562ھ۔

19۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابی الجیب عبدالقاہر سہروردیؒ ،وصال؛563ھ۔

20۔ حضرت خواجہ عماد الدین یاسر اندلسیؒ(وصال؛16 ربیع الاوّل 582ھ)۔

21۔ حضرت خواجہ ابو الجناب نجم الدین احمد الکبریٰ بن عمرؒ،(وصال 618ھ)۔

22۔ حضرت خواجہ ابو سعید مجد الدین شرف بن المؤید بن ابی الفتح بغدادیؒ

Marfat.com

(وصال؛ 607ھ یا 616ھ)۔

23۔ حضرت خواجہ رضی الدین علی بن سعید لالا غزنویؒ (وصال؛ 642ھ)۔

24۔ حضرت خواجہ نورالدین عبدالرحمٰن اسفرانی کسرتی المعروف بہ کبریٰ۔

25۔ حضرت خواجہ رکن الدین احمد بن محمد علاؤ والدولہ سمنانیؒ، وصال 736ھ۔

26۔ حضرت خواجہ شرف الدین محمود بن عبداللہ المز وقانیؒ، وصال 736ھ۔

27۔ حضرت خواجہ امیر سیّد علی بن شہاب بن محمد الہمدانیؒ، وصال 786ھ۔

28۔ حضرت خواجہ سیّد اسحاق ختلانی الحسینیؒ، وصال 15 ذی الحجہ 788ھ۔

29۔ حضرت خواجہ سیّد محمود نور بخشؒ، وصال 13 رجب 857ھ۔

30۔ حضرت خواجہ سیّد محمد غوث نور بخشؒ، وصال 15 شوال 898ھ۔

☆۔ ان کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب شمس الدین محمد بن خواجہ حسن محمد گجراتی پر اس سلسلہ شریف کا سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے اتصال ہو جاتا ہے، جس کی تفصیل اور آئندہ مشائخ کرام کے اسمائے گرامی کا اندراج سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں گزر چکا ہے۔ یہ سلسلہ شریف انتالیسویں کڑی پر حضرت قبلہ عالم سیّد پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ کی ذات گرامی پر جڑ جاتا ہے۔

☆۔ ان سلسلۂ عالیہ کے علاوہ قادریہ جدّیہ، سلسلہ چشتیہ صابریہ اور سلسلہ رفاعیہ میں بھی آپ مجاز تھے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

قادیانیوں کے متعلق قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلے کا متن:

حزب اختلاف نے 30 جون 1974ء کو قادیانیوں کے حوالے سے درج ذیل قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی:

جناب اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان!

محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوشش، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی، نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنے اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرّمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر اہتمام 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے

Marfat.com

وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

☆......محرکین قرارداد:

1۔ مولانا مفتی محمود۔

2۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری۔

3۔ مولانا شاہ احمد نورانی۔

3۔ پروفیسر غفور احمد۔

4۔ مولانا سید محمد علی رضوی۔

5۔ مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)۔

6۔ چوہدری ظہور الٰہی۔

7۔ شیر باز خان مزاری۔

8۔ مولانا محمد ظفر احمد انصاری۔

9۔ عبدالحمید جتوئی۔

10۔ صاحبزادہ احمد رضا قصوری۔

Marfat.com

11۔ محمود اعظم فاروقی۔

12۔ سردار مولا بخش سومرو۔

13۔ صدر الشہید اللہ۔

14۔ عمر خان۔

15۔ مخدوم نور محمد۔

16۔ غلام فاروق۔

17۔ سردار شوکت حیات خان۔

18۔ حاجی علی احمد تالپور۔

19۔ خورشید علی خان۔

20۔ رئیس عطاء محمد خان مری۔

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے۔

21۔ نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی۔

22۔ غلام حسن خان دھاندلا۔

23۔ کریم بخش اعوان۔

24۔ محمد نذیر سلطان۔

25۔ مہر غلام حیدر بھروانہ۔

26۔ میاں محمد ابراہیم برق۔

27۔ صاحبزادہ صفی اللہ۔

28۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری۔

29۔ ملک جہانگیر خان۔

30۔ عبدالسبحان خان اکبر خان مہمند۔

Marfat.com

31۔ میجر جنرل جمال داد۔

32۔ حاجی صالح محمد۔

33۔ عبدالمالک خان۔

34۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی عوامی تحریک کے حوالے سے 7 ستمبر 1974ء کو شام 4 بجے قومی اسمبلی کا ایک فیصلہ کن اجلاس ہوا جس میں وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کی منظوری سے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے ترمیمی بل کی منظوری کا اعلان کیا۔

☆......سرکاری ترمیمی بل کا متن درج ذیل ہے:

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازاں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون واضع کیا جاتا ہے:

☆......1۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

☆......(1)۔ یہ ایک آئین ترمیم دوم ایکٹ 1947 کہلائے گا۔

☆......(2)۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

☆......۲۔ آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم:

☆۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازاں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قومیں اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص، جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں

Marfat.com

درج کئے جائیں گے۔

☆......۳۔آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم:

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی (3) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کیلئے مسلمان نہیں ہے۔

☆...... بیان اغراض وجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے۔ تا کہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔

اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

☆......☆......☆

Marfat.com

قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں حضرت قبلۂ عالمؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''سیفِ چشتیائی'' کا دیباچہ ومنتخب مضامین کا خلاصہ جسے غلام عبدالحق نے مرتب کیا ہے پیش کررہے ہیں:

''قابل توجہ اہل اسلام'':

اس ہیچمدان خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول السلامتہ فی الواحدۃ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف وتالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت ونام آوری یا بغرض حصول دولت کیئے جاتے ہیں سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کل ابنائے زمان ان کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جن سے یہ عاجز ناواقف ہے اور اس طرز قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگان دین تصنیف وتالیف کرتے آئے ہیں، اور جس سے اس ہیچمدان کو قدرے موانست ہے، کوئی لگاؤ نہیں رکھتے، باوجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ شمس الہدایت لکھا گیا تھا۔ جس سے مراد نہ تو طلب شہرت تھی اور نہ حصول دولت بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمہ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں بازپرس سے بچ جاؤں اور اگر ان اوراق کی تصنیف سے گم کردہ راہ، روبراہ آجائیں، یا متزلزل الاعتقاد وگمراہ ہونے سے بچ جاویں، تو عنداللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔ اس رسالہ کے شائع ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد مرزا صاحب قادیانی اور اس کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جواب کے مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہونا شروع ہوئے

Marfat.com

ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی اور یہ خادم الفقراء مع علمائے کرام و مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمڈن ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی کے ٹھہرا رہا مگر مرزائے قادیانی قادیان سے باہر نہ کلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا میری اطلاع کے تشہیر بھی کردی تھی۔ اس لئے اب اس کی تشریح کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے بہت دیر بعد جب شمس الہدایت کے جواب میں مرزا قادیانی کے امروہی مرید نے شمس بازغہ لکھا اور مرزا صاحب نے "تفسیر فاتحہ" چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ ان کے جواب میں قلم اٹھاؤں۔ گو میں نے بہت انکار کیا اور کہا کہ۔

آں کس کہ بقرآن وخبر زونرہی آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی

لیکن پھر خیال کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں سے ہمیں کیا غرض، عوام مسلمانان ہندو پنجاب کے فائدے کے لئے ہی لکھنا چاہیے۔ لہٰذا مجبوراً یہ اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض اشاعت کردیئے کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں۔ تاکہ یہ علماء کرام و معززین اسلام میں بدستور سابق مفت تقسیم کی جائے۔ کیونکہ مجھے اس کی اشاعت سے مقصود نفع اہل اسلام ہے نہ کہ تجارت وما علینا الا البلاغ۔ (یٰسں ۱۷)۔

محبّ الفقراء مہر علی شاہ عفی عنہ

۱۔ سب حمد وثناء خدائے پاک کے لئے ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۱)۔

۲۔ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں (سیف چشتیائی صفحہ:۱)۔

۳۔ ساری مخلوق مل کر بھی قرآن جیسی کوئی سورت نہیں بنا سکتی (سیف چشتیائی

Marfat.com

صفحہ:۱)۔

۴۔ حضرت محمد ﷺ کے دین محکم کے مجددین کرام کو یہ قوت حاصل ہے کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو شکست دے کر اس کی ملت کی شہ رگ کاٹ دیں (سیف چشتیائی صفحہ:۴)۔

۵۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نسباً حسنی مذہباً حنفی اور مشرباً چشتی نظامی قادری ذہبی ہیں (سیف چشتیائی صفحہ:۱)۔

۶۔ سب سے اعلیٰ و ارفع علم و کتاب و سنت کا علم ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۲)۔

۷۔ کتاب و سنت کا علم صرف ان اشخاص سے حاصل کیا جائے جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں (سیف چشتیائی صفحہ:۳)۔

۸۔ سب سے مقدم قرآن کی وہ تفسیر ہے جو خود قرآن سے ماخوذ ہو، حضور نبی اکرم ﷺ کی تفسیر کے مطابق اور لغت عربیہ مستعملہ مقبولہ کے مطابق ہو۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۳)۔

۹۔ جھوٹے مدعی نبوت قادیانی اور اس کی جماعت نے خلاف منقول و معقول اور غلط حیلوں کو قرآن کی تفسیر بنایا چاہے ان کو بعید از عقل تاویلات ہی کیوں نہ کرنی پڑیں (سیف چشتیائی صفحہ:۴)۔

۱۰۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تفسیر کے بعد صحابہؓ کی تفسیر کا مقام ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۵)۔

۱۱۔ قادیانی جماعت کے لوگ صحابہ کی تفسیر کے برعکس اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں (سیف چشتیائی صفحہ:۵)۔

۱۲۔ گزشتہ زمانے کے جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ وغیرہ اور ان کے مددگار

Marfat.com

ذلیل ورسوا ہوئے (سیف چشتیائی صفحہ:۶)۔

۱۳۔ قادیانی نے بظاہر ظلیت اور بروز کو ڈھال بنایا مگر فی الحقیقت نبوت اصلیہ کا مدعی تھا (سیف چشتیائی صفحہ:۷)۔

۱۴۔ فنا فی الرسول ہونے کا معیار اتباع کامل ہے اور قادیانی کی ہر بات اس کے برعکس ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۹)۔

۱۵۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر استراحت فرماتے تھے (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱)۔

۱۶۔ اگر فنا فی الرسول ہونے سے کوئی نبی کہلا سکتا ہے تو حضرات خلفاء اربعہؓ اور حسنین کریمینؓ تمام تر کمالات، اعلیٰ صفات اور بشارات طیبات کے اور سیدنا غوث اعظمؓ ساری عظمتوں کے باوجود نبی ورسول کیوں نہ پکارے گئے (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱)۔

۱۷۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ کوئی ولی درجہ نبی کو نہیں پہنچتا (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱)۔

۱۸۔ قادیانی صاحب نے آسمان پیدا کرنے کا دعویٰ کیا وہ آسمان کہاں ہے اگر نہیں ہے تو پھر یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا کشف غیر واقعی اور ایک شیطانی خواب ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۱۵)۔

۱۹۔ ولی کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا (سیف چشتیائی صفحہ:۱۶)۔

۲۰۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول کا لقب ظلّی طور پر بھی کسی کا استحقاق نہیں (سیف چشتیائی صفحہ:۱۶)۔

۲۱۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کی وحی والہام قطعی ہے اور دوسروں پر ماننا لازم جبکہ غیر انبیاء ورسل علیہم السلام کی اطلاع ظنی اور دوسروں کے لئے ماننا لازم نہیں (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸)۔

Marfat.com

۲۲۔ قادیانی صاحب وامروہی صاحب احادیث متواترہ کی غلط تاویل کرتے ہوئے بعینہ مسیح علیہ السلام کے نزول کو نہیں مانتے جبکہ مسلح علیہ السلام کا بعینہ نزول فرمانا ثابت ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام ہی خود نزول فرمائیں گے ان کی شکل میں کوئی اور نازل نہ ہوگا (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۸)۔

۲۳۔ آیات قرآنیہ کا وہی معنی صحیح ہوگا جو سنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۸)۔

۲۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شرع اپنے ساتھ نہ لائیں گے بلکہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق حکم کریں گے اور اسی شرع شریف پر عمل پیرا ہوں گے (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۸)۔

۲۵۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حضرت محمد ﷺ کی شریعت کی پیروی کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۳)۔

۲۶۔ آیت انک میت و انھم میتون سے نزول آیت کے وقت تمام انبیاء علیہم السلام کا مر چکا ہونا ثابت نہیں ہوتا (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۴

۲۷۔ تحدیث کا لغوی معنی کسی سے بات کرنا ہے اس لئے الہام پانے والے کو بھی محدث کہا گیا ہے (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۵)۔

۲۸۔ قادیانی کے کشف غیر واقعی اور جھوٹ ہیں (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۶)۔

۲۹۔ آج تک سب اہل اسلام اور مجددین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہ آسمان سے اترنے والا مانتے ہیں اور ایسا ہی دجال شخصی ورمہدی فاطمی کو احادیث کا مداول ٹھہراتے ہیں (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۷)۔

۳۰۔ قادیانی کا اجتہاد اور استنباط بالکل تلبیس ابلیس اور شیطانی دھوکہ

Marfat.com

ہے(سیف چشتیائی صفحہ:۲۸)۔

۳۱۔ قادیانی کے الہامات تین طرح ہیں۔

۱۔ سفید جھوٹے ہیں جن کے جھوٹے ہونے پر خود ہی گواہ ہیں۔

۲۔ پورے نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹے ہیں۔

۳۔ ابن صیاد کی طرح ہیں کہ اگر سر ہے تو پاؤں نہیں اور اگر پاؤں ہیں تو سر نہیں۔(سیف چشتیائی صفحہ:۳۰)۔

۳۲۔ معراج شریف کا قصہ سن کر اہل مکہ میں سے جو لوگ مرتد ہوئے تھے انہیں قرآن میں لوگوں کے لئے فتنہ قرار دیا گیا ہے اسی طرح قادیانی معراج جسمانی کا منکر ہو کر لوگوں کے لئے فتنہ ہے(سیف چشتیائی صفحہ:۳۲)۔

۳۳۔ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت ﷺ سے احکام پوچھتے ہیں(سیف چشتیائی صفحہ:۳۳)۔

۳۴۔ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم لدنیہ کھلتے ہیں جو اہل نظر و استدلال کو حاصل نہیں ہوتے(سیف چشتیائی صفحہ:۳۳)۔

۳۵۔ شب معراج آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ زندہ پایا(سیف چشتیائی صفحہ:۳۴)۔

۳۶۔ دین اسلام کا حافظ خدا تعالیٰ ہے(سیف چشتیائی صفحہ:۳۷)۔

۳۷۔ قادیانی قرآن و سنت کی تحریف کرنے والا ہے(سیف چشتیائی صفحہ:۳۷)

۳۸۔ قادیانی کا مذہب سب اہل اسلام سے الگ ہے(سیف چشتیائی صفحہ:۳۹)۔

۳۹۔ قادیانی کا حضرت نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو جسم کثیف کہنا سخت گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کبھی دیکھا

Marfat.com

نہیں گیا (سیف چشتیائی صفحہ:۴۱)۔

۴۰۔ حضرت محمد ﷺ کی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام کی نسبت کسی طرح کی بے ادبی کا مرتکب خواہ مسلمان ہو واجب القتل ہے۔

۴۱۔ آنحضرت ﷺ کا معراج جسمانی بہ حالت بیداری قرآن سے ثابت ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۴۱)۔

۴۲۔ آنحضرت ﷺ کو ۳۴ معراج ہوئے جن میں سے ایک جسمانی تھا اور باقی عالم خواب ہیں۔

۴۳۔ شب معراج انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اجسام میں متمثل ہوئیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ موجود تھے (سیف چشتیائی صفحہ:۴۴)۔

۴۴۔ حضرت عائشہؓ واقعہ معراج کے وقت پیدا ابھی نہ ہوئیں تھیں یا ضبط اور امتیاز کرنے کی عمر کو نہ پہنچی تھیں (دو قول ہیں)۔

۴۵۔ معراج جسمانی سے متعلق ایک حدیث خود حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی۔

۴۶۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رویا سے قرآنی آیت میں رویا عین یعنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۴۶)۔

۴۷۔ جسم خاکی کا آسمان پر جانا کسی شرعی یا عقلی دلیل سے محال ثابت نہیں ہوتا۔

۴۸۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول بروزی طور پر ہوتا ہے تو ضرور آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث میں ذکر فرماتے۔

۴۹۔ "العقل اہل النقل" یہاں عقل سے مراد معرفت اور ادراک ہے جو ہر عقل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں انہی بعض عقلیات (معارف و

Marfat.com

ادراکات) کا بیان مقصود ہے جو موجب تصدیق الرسول ﷺ ہیں (سیف چشتیائی صفحہ: ۴۹)۔

۵۰۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی موت و حیات سے کلام ربانی کا مطلب حقیقی موت و حیات ہے مگر قادیانی نے اس کی غلط تاویل کی اور تحریف قرآن کا مرتکب ہوا۔(سیف چشتیائی صفحہ:۵۲)۔

۵۱۔ مرزا جی نے سورہ فاتحہ کی جو تفسیر لکھی اس میں کہیں تو سرقہ و چوری سے کام لیا گیا ہے کہیں لفظی غلطی کی گئی ہے اور کہیں تحریف معنی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔(سیف چشتیائی صفحہ:۵۵)۔

۵۲۔ قادیانی صاحب نے ''اعجاز المسیح'' نامی کتاب میں لکھا ہے (فی سبعین یوماً من شهر الصيام) جبکہ رمضان کا مہینہ ستر دن کا نہیں ہوتا۔ اس طرح کئی غلطیاں ہیں جو بتلاتی ہیں کہ اس کو عربی زبان پر کوئی مہارت حاصل نہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۵۵،۵۶)۔

۵۳۔ اگر قادیانی مامور من اللہ تھا تو ضرور میدان میں آتا مگر وہ گھر سے باہر نہ نکلا۔(سیف چشتیائی صفحہ:۵۹،۶۰)

۵۴۔ صفحہ نمبر ۶۵ تک قادیانی کی چوریاں، جھوٹ، تحریفات کے نمونے پیش کیے گئے ہیں۔(سیف چشتیائی صفحہ:۶۵)۔

۵۵۔ مرزا کی گالیوں کا جواب دیتے ہوئے حضرت پیر صاحب نے لکھا کہ مجھے منہ بھر کر گالیاں دیں مگر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت میں بے جا دخل اندازی نہ کریں (سیف چشتیائی صفحہ:۶۵)۔

۵۶۔ وحی کا غلط ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے (سیف چشتیائی صفحہ:۶۸)۔

۵۷۔ نبیؑ کا کشف اجمالی بھی بیان لاحق کے بعد کشف تفصیلی کی طرح واجب

Marfat.com

الایمان ہوتا ہے۔

۵۸۔ جو پیش گوئی تاکید بالقسم ونون ثقیلہ اور لام تاکید سے موکد کر کے بیان کی گئی ہو اس پر قبل از وقوع ایمان لانا ضروری ہوتا ہے مگر قادیانی اس کا منکر ہے تو کیا وہ قیامت کا بھی قبل از وقوع منکر ہے؟ (سیف چشتیائی صفحہ: ۶۹)

۵۹۔ قادیانی انبیاء کے بارے میں لکھتا ہے کہ ان کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے حالانکہ پیغمبروں کو اللہ نے معصوم بنایا اور ان کی وحی یقینی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئیوں میں شیطان کا ہرگز دخل نہیں (سیف چشتیائی صفحہ: ۷۰)

۶۰۔ مرزا کی پیشین گوئیاں جھوٹ ثابت ہوئیں (سیف چشتیائی صفحہ: ۷۱-۷۹)

۶۱۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا نہ نئی شریعت لانے والا اور نہ ہی سابقہ شریعت کا احیاء کرنے والا یعنی نبوت و رسالت کا دروازہ سب مخلوق پر بند کیا گیا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۸۰)

۶۲۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے تیس کذابوں کے آنے کی اطلاع دی جو اپنے آپ کو خدا کا نبی گمان کریں گے، قادیانی انہی میں سے ایک ہے (سیف چشتیائی صفحہ: ۸۱)۔

۶۳۔ ظہور مہدی کے لئے آنحضرت ﷺ نے جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۸۳)

۶۴۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کا حلیہ اور اوصاف و علامات بیان فرما دیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود بعینہ نزول فرمائیں گے نہ کہ قادیانی کی شکل میں۔ (سیف چشتیائی

Marfat.com

صفحہ:۸۵۔۸۶)

۶۵۔ عرصہ طویل گزرنے کے باوجود قادیانی کتاب ''شمس الہدایت'' کا جواب دینے پر قادر نہیں ہوسکا، اسی طرح اس نے اپنی کتاب ''ایام الصلح'' میں لاف زنی کی تھی کہ اہل اسلام میں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا جو واقعی جھوٹ ثابت ہوگئی۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۹۴)

۶۶۔ کنایہ میں معنی حقیقی مستعذر نہیں ہوتا بخلاف مجاز کے (سیف چشتیائی صفحہ:۹۶)۔

۶۷۔ مرزا جی اپنے چیلوں چانٹوں سمیت تورات کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۹۷)۔

۶۸۔ تورات میں یہ نہیں لکھا کہ ہر صلیب پانے والا ملعون ہوتا ہے بلکہ جسے جرم ثابت ہونے پر پھانسی دی گئی ہو صرف وہی ملعون ہوتا ہے۔

۶۹۔ مخاطب نے جو سمجھ رکھا ہے اگر وہ حکم ایجابی ہے تو متکلم اس کی تردید میں حکم سلبی مع اثبات وصف منافی ذکر کرے گا۔ اور اسی طرح برعکس بھی۔

۷۰۔ انا قتلنا میں انا اور ماقتلوہ میں ضمیر جمع دونوں تعبیر ہیں یہود سے لہٰذا ما قتلوہ میں موجود نفی قتلنا کی تردید ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۹۸)۔

۷۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا جسمانی طور پر آسمان پر اٹھایا جانا ہر صورت اور ہر تقدیر میں آیت بل رفعه الله اليه سے بطور نص ثابت ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۰۰)

۷۲۔ قادیانی صاحب تو شمس الہدایت میں مرقوم ''الابعض اہل تحقیق'' کا لفظ بھی نہیں سمجھ سکے وہ اس کو مرکب توصیفی سمجھے جبکہ یہ اضافت کے ساتھ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل تحقیق میں سے بعض (اکا دکا) جسم عنصری برزخی

Marfat.com

کے اٹھائے جانے کے قائل ہیں یعنی جسم عنصری سلب اشتہا طعام وشراب کے بعد اٹھایا گیا۔ یعنی آسمان پر انہیں بشری ضرورتیں لاحق نہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۰۱)

۷۳۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور شاہ ولی اللہ کا موقف بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۰۲)۔

۷۴۔ حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان سے نازل ہونے پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۰۳)۔

۷۵۔ عامر بن فہیرہؓ اور دیگر کئی اہل اللہ کا فوتگی کے بعد آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔

۷۶۔ احادیث مقدسہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضرت ختم المرسلین ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کریں گے اور حضور ﷺ اس کا جواب دیں گے اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے پیشن گوئی فرمائی کہ مرزا قادیانی کو مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب نہ ہوگی اور ایسا ہی ہوا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۰۸)۔

۷۷۔ موت نبوت کے منافی نہیں ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۰۹)۔

۷۸۔ آیت ”قد خلقت من قبله الرسل“ میں خلقت، بمعنی مضت ہے اور الرسل میں لام جنس کا ہے استغراق کا نہیں ہے مگر قادیانی سمجھنے سے قاصر ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۰)۔

۷۹۔ مرزا نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ کو تعبیر کشف میں غلطی ہوئی جبکہ نبی کا تعبیر کشف میں غلطی پر قائم رہنا بالکل غلط ہے۔ اگر حضور کی غلطی تسلیم کی

Marfat.com

جائے تو تمام صحابہ اور صدیوں تک تمام علماء وصلحا اور مسلمانوں کا غلطی پر قائم رہنا تسلیم کرنا پڑے گا جبکہ یہ بھی غلط ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۱)

۸۰۔ معتزلہ نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے موت کا معنی نہیں لیا دیکھیں زمخشری کی تفسیر کشاف۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۱)۔

۸۱۔ امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے قرآنی لفظ متوفیك کو بمعنی ممیتك کہا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام بخاری موت مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کتاب الانبیاء میں نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عنوان قائم کرکے حدیث درج فرمائی ہے یعنی وہ بھی نزول عیسیٰ بن مریم کے قائل ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۲)۔

۸۲۔ متوفیك میں وعدہ وفات کا ہے اس لئے یہاں ممیتك کا قول کرنے سے بھی وفات مسیح علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی اگر توفی کے متعلق کسی صحابی یا مفسر نے موت کا معنی لیا ہوتا تو وفات مسیح مراد لیا جاتا خود حضرت ابن عباسؓ بھی توفی کو رفعنی کہتے ہیں۔ یعنی وفات سے آسمان پر اٹھایا جانا مراد لیتے ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۲)۔

۸۳۔ قادیانی کا اصرار ہے کہ ''توفی'' کا معنی موت کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا حالانکہ لسان العرب میں اس کا معنی پورے طور پر لے لینا ہے اور پوری گنتی کرنا ہے اور سوال کرنا ہے سورت اعراف میں یہی معنی لیا گیا ہے اور اس کا معنی عذاب دینا ہے اور اس کا معنی نیند بھی ہے جیسا قرآن مجید ہے هو الذی یتوفکم باللیل یہ لفظ مجازاً موت کے بعد میت پر بولا جاتا ہے۔

۸۴۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں جسم مع الروح کس جگہ آیا ہے ہاں البتہ مسیح عیسیٰ

Marfat.com

بن مریم ضرور آیا ہے۔تو یہی مسیح عیسیٰ بن مریم ہی ہے جس سے جسم مع الروح مراد ہے جسے قادیانی تسلیم بھی کرتے ہیں اور منکر بھی ہوتے ہیں۔(سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۵)۔

۸۵۔ شمس الہدایت میں جو محاورات لکھے ہیں ان میں رفع سے مراد رفع جسمی ہے مثلاً حدیث بیان ہوئی کہ آنحضرت نے صحابہ کو افطار کا وقت بتلانے کے لئے ہاتھ مبارک میں پانی اوپر اٹھایا یعنی پانی کا جسم اوپر اٹھایا یہ نہیں کہ پانی کا جسم تو نیچے رہا اور اس کی روح اوپر اٹھائی گئی۔(سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۶)۔

۸۶۔ قادیانی کے نزدیک بل رفعه الله اليه میں درجات کی بلندی مراد ہے مگر یہ غلط ہے اس لئے کہ آخر میں فرمایا گیا ہے وکان اللہ عزیزاً حکیما تاکہ ثابت ہو کہ پیچھے کوئی انہونی اور عام واقع نہ ہونے والی بات بیان کی گئی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی ہے چونکہ عام طور پر لوگوں کو زندہ آسمانوں پر نہیں اٹھایا جاتا اور حضرت عیسیٰ کو اٹھایا گیا اسی لئے وکان اللہ عزیزاً حکیما ساتھ فرمایا گیا۔(سیف چشتیائی صفحہ:۱۱۸)۔

۸۷۔ آیت يا عيسىٰ انى متوفيك و رافعك الىٰ میں جو وعدہ کیا گیا تھا کہ اللہ تم کو زندہ آسمان پر اٹھائے گا آیت بل رفعه الله اليه میں اس وعدہ کے پورے ہونے کا بیان ہے۔

۸۸۔ مرزا کہتا ہے کہ جسم مسیح اٹھائے جانے کی روایات اسرئیلیات میں سے ہیں حالانکہ یہود و نصاریٰ دونوں رفع جسم مسیح کے قائل نہیں لہٰذا لازم ہے کہ صحابہ نے یہ بات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہے۔

Marfat.com

۸۹۔ حضرت کے درجات کی بلندی بھی ثابت ہے اور ان کا رفع جسمانی ان کا بلندی درجات کی دلیل ہے۔(سیف چشتیائی صفحہ؛۱۱۹)۔

۹۰۔ اس نرالے نبی اور نئے مفسر قادیانی کا کوئی فقرہ بہ سبب جہالت یا افتراء کے قابل قبول نہیں۔

۹۱۔ واوٗ کا حرف ترتیب کے لئے نہیں ہوتا۔یعنی یہ ضروری نہیں کہ جو پہلے ذکر کیا جائے واقعہ میں وہ پہلے ہی موجود ہو۔(سیف چشتیائی صفحہ؛۱۲۷)۔

۹۲۔ امروہی قادیانی حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا جانا بھی مانتے ہیں اور صلیب دیئے جانے سے بچایا جانا بھی مانتے ہیں یہ ان کی لیاقت علمی ہے؟(سیف چشتیائی صفحہ؛۱۲۸)۔

۹۳۔ قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کی نفی اصل میں صرف ان کے ملعون ہونے کی نفی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ مصلوب بھی ہوتے تو مجرم نہ ہونے کی وجہ سے ملعون نہ ٹھہرائے جاتے تو ان کے ملعون ہونے کی نفی قطعاً اصل مقصود نہیں ہے۔

۹۴۔ چونکہ یہود کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے عیسیٰ مسیح ابن مریم کو پھانسی دے کر قتل کر دیا اور قرآن نے اس کی تردید کر دی لہٰذا قرآنی آیات کا مطلب یہی ہے کہ نہ تو حضرت مسیح بن مریم کو صلیب دی گئی اور نہ ہی قتل کیا گیا۔(سیف چشتیائی صفحہ؛۱۳۱)۔

۹۵۔ اسماء الہیہ کا توفیقی یا غیر توفیقی ہونا مسلمانوں کے مابین مختلف فیہ مسئلہ ہے یعنی دونوں فریق اسلام سے خارج نہیں۔(سیف چشتیائی صفحہ؛۱۳۲)۔

۹۶۔ قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کا اکثر اہل اسلام بھی انکار نہ کر سکے بالکل غلط ہے بلکہ سارے اہل اسلام ہمیشہ اس کا

Marfat.com

انکار ہی کرتے رہے۔

۹۷۔ لکن کے استعمال میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔
(۱) کلام سابق (۲) اس کلام سے پیدا ہونے والا وہم (۳) دفع وہم جو لکن کا مداول ہے (۴) وہ مضمون جس سے وہم سابق دفع کیا جائے۔

۹۸۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی شبیہ ڈال دی اور اس کو یہود نے پھانسی دیدی اس کا نام کیا تھا اور اس کی ساری تفصیل مقصود نہیں لہٰذا قرآن نے کچھ نہیں کہا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۳۲)۔

۹۹۔ حضرت عیسیٰ مسیح خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جس کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق دنیا میں اتر کر فوت ہوگا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۴۴)۔

۱۰۰۔ امروہی مرزائی نے آیت "لیومنن به قبل موته" کو جملہ انشائیہ قرار دیا ہے جو نہ صرف جہالت ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ بارگاہ خداوندی میں اس سے نقص لازم آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جملہ خبریہ ہے جواب قسم کا جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۴۵)۔

۱۰۱۔ اگر دوسرے شخص پر شبہ ڈالے بغیر حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا جاتا تو کھلا کھلا نشان دیکھ لینے کی وجہ سے ایمان بالغیب جاتا رہتا ایک شکل کا مختلف شکلوں میں نظر آنا اور ایک ہی شخص کا ایک وقت میں کئی مکانوں میں موجود ہونا ممکن ہے بلکہ دیکھا جا چکا ہے اور حکمت الہیہ کے منافی نہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۴۸)۔

۱۰۲۔ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اور قرآن میں انکی والدہ محترمہ کو صدیقہ کہنا کسی طرح بھی حضرت محمد ﷺ کی شان افضلیت کے خلاف

Marfat.com

نہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۰)۔

۱۰۳۔ مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے صحابہؓ سے صحیح اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور کوئی مضمون آیات کریمہ کے خلاف نہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۲)۔

۱۰۴۔ امروہی مرزائی نے بڑے زور وشور سے لیؤ منن کو انشائیہ کہتے کہتے جب ترجمہ کیا تو خبریہ بنا دیا اسی لئے کہتے ہیں دوروغ گو را حافظ نہ باشد۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۳)۔

۱۰۵۔ اگر حضرت عیسیٰ صرف روحانی طور پر زندہ ہیں تو یہ کوئی انہونی اور تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس کو قسم کھا کر بیان کیا جاتا بلکہ قسم کھا کر بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر زندہ ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۴)

۱۰۶۔ آنحضرت ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے کہ اے یہودیو!
حضرت عیسیٰ کو موت نہیں آئی اور وہ بے شک تمہاری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں قیامت سے پہلے اور یہ حدیث حیات جسمانی پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۵)۔

۱۰۷۔ لکھا گیا ہے کہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ نے "لیؤ منن به قبل موته" کو جملہ انشائیہ قرار دیا ہے جبکہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور جہالت ہے کیونکہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ نے اس کو جملہ خبریہ موکدہ بالانشائیہ ٹھہرایا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۶)۔

۱۰۸۔ قادیان کے مشن جیسا کوئی اور مشن غیر مہذب دیکھنے میں نہیں آیا منقول و معقول دونوں ہی ان کی لغزش آمودہ اور کجی اور جہالت مرکبہ سے بھری ہوئی ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۷)۔

۱۰۹۔ حضرت مسیح ساری ملتوں کو ایک ملت اسلام کردیں گے صلیب کو توڑیں گے

Marfat.com

مگر مرزا جی نے نہ تو کوئی صلیب توڑی نہ کوئی عیسائی پادری ان کے ہاتھ پر تائب ہوا پھر مرزا جی کس طرح مسیح موعود ہوسکتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۵۸)۔

۱۱۰۔ دجال خدائی کا دعویدار ہوکر عارضی غلبہ حاصل کرے گا اس کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے جس سے دجال کے تابعین کو بڑی ذلت ہوگی مرزا قادیانی نے تو ایسا کچھ نہ کیا۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۵۸)۔

۱۱۱۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جزیہ کا حکم نزول عیسیٰ سے قبل تک محدود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ موقوف کردیں گے کیونکہ اس وقت یہود و نصاریٰ کی حالت بت پرستوں کی طرح ہوجائے گی اور بجز اسلام ان سے کوئی شے قبول نہ کی جائے گی۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۰۹)۔

۱۱۲۔ امروہی مرزائی کا حال یہ ہے کہ ایک ٹکرا حدیث کا من گھڑت شرح کردیتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اسی حدیث کا دوسرا ٹکڑا اس شرح کو مردود کردیتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۶۰)۔

۱۱۳۔ ہر کافر پہلے حضرت مسیح کے دم سے نیم مردہ ہوجائے گا اور پھر اس کو قتل کردیا جائے گا۔

۱۱۴۔ نزول عیسیٰ بھی علامات قرب قیامت میں سے ایک علامت ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۶۲)۔

۱۱۵۔ جس طرح آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام وغیرہ ہم سے بعینہ وہی مراد ہیں اس طرح حدیث نزول میں بھی وہی مسیح بن مریم بعینہ مراد ہیں ان کا مثل مراد نہیں ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۶۳)۔

۱۱۶۔ حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جو حضرت

Marfat.com

فاروق اعظمؓ کے حکم پر جناب بصلہ بن معاویہ انصاریؓ کے ساتھ جہاد کے سفر میں تھے ان کے ساتھ تین سو شہ سوار تھے ایک مقام پر عصر کی نماز کے لئے اذان کہی جب کہا اشھدان محمد ارسول اللہ تو پہاڑوں میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ حضرت محمد ﷺ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ بن مریم نے ہم کو دی ہے یہ شخص زریت بن برتماما تھا جس نے مزید بتلایا کہ وہ خدا کے عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہے انہوں نے اس کو پہاڑ میں ٹھہرایا اور آسمان سے نزول کے وقت تک اس کے زندہ رہنے کی دعا کی۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۶۴)۔

۱۱۷۔ اگر یہ وصی عیسیٰ بن مریم اس قدر طویل زمانے تک کچھ کھائے پیئے بغیر پہاڑوں میں زندہ ہے تو حضرت عیسیٰ بھی یقیناً آسمان پر زندہ ہیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۱۶۵)۔

۱۱۸۔ آیت قرآنی "وان من القل الکتاب الالیومنن به قبل موته" میں اہل کتاب سے وہی اہل کتاب مراد ہیں جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے اور وہ موت مسیح سے قبل ایمان لائیں گے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۶۶)

۱۱۹۔ حضرت مسیح پر اہل کتاب کا ایمان لانا درحقیقت افضل الاولین والآخرین سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لانا ہوگا یعنی اب یہودی اور عیسائی حضرت مسیح سے متعلق جو غلط اعتقاد رکھتے ہیں وہ اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعے اسلام کو قبول کریں گے (سیف چشتیائی صفحہ:۱۶۷)۔

۱۲۰۔ امروہی صاحب نے آیت مندرجہ بالا کا جو معنی لیا ہے وہ جاہلوں کی تحریف ہے کیونکہ اس کی بناء واقعہ صلیبی پر ہے ہر ایک یقین کو ایمان نہیں کہا جاتا

Marfat.com

بلکہ ایک مخصوص یقین کو شرعاً ایمان کہا جاتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ؛۱۶۸)۔

۱۲۱۔ بروز کا معنی یہی ہے کہ ایک کامل کی روح دوسرے ناقص کے بدن میں ظہور کرے اگر مانا جائے کہ نزول عیسیٰ سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی میں نزول بروزی کیا ہے تو بہت سارے مفاسد کا باعث ہے (سیف چشتیائی صفحہ؛۱۶۸)۔

۱۲۲۔ امروہی مرزائی نے جو آیات بروز ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں ان کا بروز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ؛۱۷۳)۔

۱۲۳۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہؒ نے خواب میں دجال سے مقابلہ کیا جبکہ ابھی عدم بلوغت کی عمر تھی اور دجال کو شکست ہوئی۔ (سیف چشتیائی صفحہ؛۱۸۰)

۱۲۴۔ قبر میں منکر نکیر عربی زبان میں سوال کریں گے مگر اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ غیب سے سمجھ عطا فرمائے گا اور وہ جواب دیں گے اسی طرح دنیا کی زندگی میں دیکھے بغیر مسلمان حضرت محمد ﷺ کو پہچان لیں گے (سیف چشتیائی صفحہ۱۸۰)۔

۱۲۵۔ دجال جبراً شرک پھیلائے گا لہٰذا حکم ہے کہ ایسی صورت میں مسلمان فاتح سورہ کہف پڑھیں۔ (سیف چشتیائی صفحہ؛۱۸۳)۔

۱۲۶۔ حدیث شریف میں علامات قیامت میں سے بتلایا گیا ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور امروہی مرزائی کہتا ہے کہ یہ قرآنی آیت کے خلاف ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سورج اپنے مستقر کی طرف چلتا ہے اور وہ تاویل باطل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا بلکہ توحید اسلام کا سورج مغرب یعنی امریکہ اور یورپ سے طلوع ہوگا مرزائی کو

Marfat.com

سورج کے مستقر کا پتہ ہی نہیں سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے لہٰذا آفتاب مغرب سے بھی طلوع ہوسکتا ہے اور یہ بات سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸۴)۔

۱۲۷۔ مسیح موعود کے لئے قرآن، حدیث اور الہامات و افعال میں ایسی مہارت اور صداقت اور راست بازی کا ہونا ضروری ہے جو انہیں سب سے ممتاز اور سب پر فائق کردے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸۴)۔

۱۲۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے مسیح موعود کی ذاتی اور زبانی خصوصیات بیان فرمادیں تاکہ امت کسی جھوٹے مسیح کے دام میں نہ پھنس جائے۔

۱۲۹۔ حضرت مسیح کی دنیوی حیات چالیس سال ہے رفع آسمانی سے قبل تینتیس سال اور نزول کے بعد سات سال مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اس کی اپنی الہامی عمر (اسی) سال ہے یعنی وہ خود اپنے قول کے مطابق مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸۶)۔

۱۳۰۔ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد چونکہ امت محمدیہ کے فرد ہوں گے اور دین نصرانیت وغیرہ کو مٹادیں گے اس لئے صرف مسلمان باقی ہوں گے اس لئے فرمایا گیا کہ ان کی نماز جنازہ مسلمان پڑھیں گے (سیف چشتیائی صفحہ ۱۸۷)۔

۱۳۱۔ نزول عیسیٰ کے وقت امام مہدی امامت کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰ امامت کریں گے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸۷)۔

۱۳۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جہاد کو موقوف کردیں گے یعنی پہلے جہاد کریں گے جب کوئی غیر مسلم باقی نہ رہ جائے گا تو جہاد موقوف کردیں گے یعنی جب سارے مسلمان ہوں گے تو جہاد کس کے خلاف ہوگا؟

Marfat.com

۱۳۳۔ اگر ۲۳ جگہ توفی کا معنی موت لیا گیا ہے تو ضروری نہیں کہ باقی ہر جگہ بھی توفی سے موت ہی مراد ہو۔

۱۳۴۔ لغت میں تصریح کی گئی ہے کہ موت واقع ہو جانے کے بعد میت پر توفی کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے حقیقتاً نہیں ہوتا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۸۸)۔

۱۳۵۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا میں نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین کا درجہ پا چکے تھے۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کا مجسمہ بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۹۵)۔

۱۳۶۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روح رب محمد ﷺ کا امر ہے مگر قادیانی روح کو رحم کا کیڑا اقرار دیتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۱۹۶)۔

۱۳۷۔ انی متوفیك و رافعك الیّٰ کا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے فرمایا کہ میں تیری عمر کی مدت پوری کروں گا یہودی تجھے قتل نہ کر سکیں گے اس لئے میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور جب تیری عمر کی معیاد پوری ہو گی تو میں خود تجھے موت دوں گا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۲۰۵)

۱۳۸۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فوقیت اور غلبہ عطا فرمایا کہ عرب میں جن کافروں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوئے اور باقی مسلمان ہوئے سارے عرب پر اسلام کا غلبہ ہو گیا۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۲۰۶)۔

۱۳۹۔ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا آیت سبحان الذی اسری بعبده اور بل رفعه الله الیه سے ثابت ہے مرزا قادیانی نے پرانے فلسفہ کی بناء پر آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے کو مشغات میں سے لکھا ہے یعنی وہ قرآن کے مقابلے میں فلسفیوں پر ایمان رکھتا ہے یہ کہنا کہ آسمانوں پر کرہ زمہریر اور کرہ ناریہ کی وجہ سے جسم عنصری ٹھنڈک اور گرمی کو برداشت نہیں

Marfat.com

کرسکتا غلط ہے جو خدائے عز وجل قلنا یا نار کونی برداً کی شہادت کے مطابق حضرت ابراہیم پر آگ کو گلزار بنا سکتا ہے وہ اپنے حبیب مطلق محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے لئے بھی بندوبست فرما سکتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۱۳)۔

۱۴۰۔ امروہی مرزائی کی ساری کتاب کا حاصل سوائے آویز یعنی الجھنے گریز یعنی حق سے دور بھاگنے، بہتان اور کج فہمی کے اور کچھ نہیں (سیف چشتیائی صفحہ ۲۱۶)۔

۱۴۱۔ امروہی مرزائی کتاب شمس الہدایت کے مضامین کو سمجھ ہی نہیں سکا اگر کسی سے پڑھ لیتا تو اچھا تھا اس کتاب میں مرزا قادیانی پر جو اعتراض وارد کئے گئے تھے ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں دے سکا (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۱۷)۔

۱۴۲۔ امروہی مرزائی قرآن کریم کے حقیقی اور مجازی معنی سے بے خبر ہے مگر حضرت ختم المرسلین افضل الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسیہ صفات سے ایسی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ ایسی عداوت تو پادریوں، آریوں وغیرہ نے بھی نہیں کی۔ (سیف چشتیائی صفحہ: ۲۱۸)۔

۱۴۳۔ مرزائی قادیانی نے حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم اور کھلونے قرار دیا ہے (دیکھیں ازالہ صفحہ ۳۰۸)۔

۱۴۴۔ آیت قرآنی قد خلت من قبله الرسل میں لفظ خلقت حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مانع نہیں ہے یہ آیت حضرت مسیح کے دوبارہ نہ آنے کو ثابت نہیں کرتی نہ اس کے لئے دلیل بن سکتی ہے اور امروہی کا اپنا استدلال خود ہی اس کے اور مرزائی قادیانی کے دعوے کو باطل کرتا ہے

Marfat.com

(سیف چشتیائی صفحہ:۲۱۹)۔

۱۴۵۔ ابلیس نے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا تو آسمانوں سے نیچے اتار دیا گیا اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام جنت میں رہے پھر ابلیس نے ان کو وسوسے میں ڈالا یعنی ابلیس آسمانوں پر گیا تو وسوسے میں ڈالا اگر ابلیس خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے آسمانوں پر جاسکتا تھا تو وہی خدا حضرت مسیح کو بھی اپنی قدرت مطلقہ سے آسمانوں پر لے گیا۔(سیف چشتیائی صفحہ:۲۲۳)۔

۱۴۶۔ حضرت الشیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا کہ حضرت مسیح کا آخری زمانے میں حاکم عادل کی صفت کے ساتھ زمین پر اترنا متفق علیہ بات ہے کہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں مگر امروہی مرزائی نے خود ہی اس عبارت میں نزول کو نزول بروزی بنا دیا حالانکہ حضرت الشیخ تو نزول جسمی اور حیات مسیح کے قائل ہیں۔

۱۴۷۔ سورہ زلزال میں ''ارض'' سے مراد زمین ہی ہے حضرت رسول خدا ﷺ نے یہی فرمایا ہے مگر مرزا اس کو غلط کہنے اور ''ارض'' کی باطل تاویل کرنے کی وجہ سے قرآن وحدیث کا منکر ہوا ہے۔(سیف چشتیائی صفحہ: ۲۲۵)۔

۱۴۸۔ امروہی مرزائی اقرار کرتا ہے کہ حیات مسیح کی روایات صحابہ وتابعین سے ثابت ہیں مگر ساتھ ہی کھلے طور پر ان کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ (سیف چشتیائی صفحہ:۲۲۷)۔

۱۴۹۔ کسی مجدد اور محدث کو لغوی معنی کے اعتبار سے مرسل کہا جاسکتا ہے مگر اصطلاحی معنی میں ان میں سے کسی کو ''رسول'' نہیں کہا جاسکتا نہ کہا گیا ہے۔

۱۵۰۔ حدیث پاک میں بشارت دی گئی ہے کہ ابناء فارس میں سے ایک شخص اتنا

Marfat.com

بڑا عالم ہوگا اگر علم زمین سے اٹھ گیا تو وہ اپنے کمال علمی کی وجہ سے علم کو لوٹا کر لے آئے گا۔

یہ بشارت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ پر صادق آتی ہے۔''سیف چشتیائی صفحہ ۲۲۸''۔

۱۵۱۔ امروہی مرزائی اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہے''تمت الکتاب'' حالانکہ کتاب عربی میں مذکر ہے مگر امروہی نے عربی کو اردو سمجھ لیا ہے اور تمت کہہ کر کتاب کو مؤنث بنا رہا ہے اے کاش وہ نحو میر ہی پڑھا ہوتا۔''سیف چشتیائی صفحہ ۲۲۹''۔

۱۵۲۔ امروہی مرزائی پیسہ لے کر مرزا کے لئے لکھتا تھا، جب پیسہ کم ملا تو قادیان چھوڑ کر چلا گیا،''سیف چشتیائی صفحہ ۲۲۹''۔

☆......☆......☆

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی اولاد میں ایک صاجبزادہ اور تین صاجبزادیاں ہیں۔ آپ کے اکلوتے صاجبزادے کا اسم گرامی حضرت پیر سیّد غلام محی الدین گیلانیؒ المعروف''بابوجی'' ہے۔

حضرت بابوجیؒ کی ولادت دسمبر 1891ء بمطابق 9-1308 ہجری ہوئی۔حضرت قبلۂ عالمؒ کو اکلوتے صاجبزادے کی ولادت کی خوشخبری عین اس وقت دی گئی جب آپؒ ذکرِ الٰہی میں مصروف تھے۔ولادت باسعادت کی خبر پہنچانے والے نے قریب پہنچ کر کہا''مبارک ہو''۔

حضرت قبلۂ عالمؒ مبارک کے لفظ سے بہت خوش ہوئے......

Marfat.com

آپ خود بیان کرتے ہیں کہ......

میں ''مبارک'' کے لفظ سے سمجھا کہ شاہد مجھے خدا مل گیا ہے۔

اصل صورت حال معلوم ہونے پر فرمایا کہ......

ہر شخص کو نرینہ اولاد کے پیدا ہونے سے خوشی ہوتی ہے، لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ......

ہمارے گھر اللہ اللہ کرنے والی روح کا ورود ہوا ہے۔

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کا یہ فرمان حرف بحرف پورا سچ ثابت ہوا، سفر و حضر حتیٰ کہ زمانۂ علالت میں بھی حضرت بابو جیؒ ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہوئے۔ حضرت بابو جیؒ کی تعلیم و تربیت حضرت قبلۂ عالمؒ کے زیرِ سایہ علم و فضل کے گہوارے میں ہوئی۔ آپ نے اوّل دن سے ہی جانچ لیا تھا کہ......یہ نونہال گلشنِ نبوت دورِ قحط الرجال میں رشد و ہدایت کا محور بنے گا۔ اس لئے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے مزین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

حضرت بابو جیؒ نے علم قرأت (تجوید) استاد القراء قاری عبد الرحمٰن صاحب جونپوری سے حاصل فرمایا۔ دیگر علومِ دینیہ کی تحصیل حضرت مولانا محمد غازی صاحبؒ سے کی۔ علوم اسرارِ باطنیہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی مجلس اور فیضان نظر سے حاصل کیئے۔ ذاتی استعداد اور علو ہمتی کے سبب قرب و کمال کی بلند منزلیں طے فرمائیں۔

حضرت بابو جیؒ کی شادی خانہ آبادی 1910ء میں ہوئی۔ آپ کو خداوند تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور دو فرزند عطا فرمائے۔ بڑے صاحبزادے حضرت شاہ غلام معین الدین شاہؒ صاحب ہیں (جن کا عرف ''لالہ جیؒ'' مشہور ہوا)، اور چھوٹے

Marfat.com

صاحبزادے حضرت شاہ عبد الحق صاحبؒ ہیں ۔ دونوں صاحبزادگان کی ولادت بالترتیب 1920ء اور 1926ء میں ہوئی۔

حضرت بابو جیؒ کے مزاج پر تواضع اور انکسار کا بہت غلبہ تھا۔ اپنی تعریف و توصیف کسی رنگ میں بھی ان کو پسند نہ تھی۔ مجلس میں اس قسم کا تذکرہ چھڑ جاتا تو بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ دوسری طرف موڑ دیتے حتیٰ کہ مخاطب تک کو اس کا احساس نہ ہوتا۔ حضرت بابو جیؒ کو بچپن میں ریلوے انجن بہت پسند تھا ایک مرتبہ کسی بے تکلف دوست نے آپ سے کہا کہ کیا کالے کلوٹے پر آپ کا دل آیا ہے اور کیسی بھونڈی شکل والی شے کو آپ نے محبوب بنایا ہے۔

جواب میں حضرت بابو جیؒ نے فرمایا......

مجھے اس کی چار ادائیں بہت پسند ہیں۔

☆......ایک تو اس کا حوصلہ کہ جتنی زیادہ آگ ڈالو اتنا ہی زیادہ تیز چلتا ہے۔

☆......دوسرے اس کی وفا کہ اس کے ساتھ خواہ فرسٹ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا چھکڑا جہاں خود جائے گا اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں لے جائے گا۔

☆......تیسرے ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے یعنی منزلِ مقصود پر لے جاتا ہے۔

☆......چوتھے استقامت کہ اپنی متعینہ راہ (لائن) پر ہی چلتا ہے۔ بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔

حضرت بابو جیؒ نے انجن کی چار خصوصیات بیان کر کے دراصل مرشد کی خصوصیات ذکر فرمائی ہیں۔ چنانچہ مرشد کے لئے ضروری ہے کہ:

☆......وہ بلند حوصلہ ہوئے عرفان کے خم کے خم پی جائے مگر اس کا ظرف عالی چھلکنے نہ پائے۔

Marfat.com

☆......باوفا ہو کہ اپنے جملہ صاحبِ نسبت مبایعین کو وہ خواہ کیسے ہی ہوں، منزل مقصود تک پہنچائے۔

☆......صاحبِ ایثار ہو کہ دوسروں کے نفع کے لئے خود ضرر تک اُٹھائے۔

☆......استقامت پر ایسا راسخ ہو کہ کسی حالت میں جادۂ حق نہ چھوٹے۔

حضرت قبلہ بابو جیؒ نے حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی مسند کو چار چاند لگائے۔ آپ نے 37 برس تک گولڑہ شریف کی مسند ارشاد پر جلوہ فرما رہنے کے بعد 22 جون 1974ء بمطابق 2 جمادی الثانی 1394ھ کو وصال فرمایا۔

☆......☆......☆

حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ کی تصانیف میں پہلی تصنیف "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" ہے جو 1897ء میں فارسی زبان میں لکھی گئی۔ اپنے لطیف مسائل۔ دقیق مباحث اور عظیم علمی کردار کے باعث تمام اسلامی دنیا میں مشہور ہوئی۔

تحقیق الحق کے تقریباً دو برس بعد قادیانی تحریک کی تردید میں 1900ء میں "شمس الہدایت" تالیف فرمائی۔

1902ء میں عالمی شہرت یافتہ کتاب "سیفِ چشتیائی" تالیف فرمائی۔

1322ھ میں " اعلاء کلمة الله فی بیان ما اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ الله" تالیف فرمائی۔ 1325ھ میں "الفتوحات الصمدیہ" تالیف فرمائی۔

☆......☆......☆

Marfat.com

حضرت سیدّ پیر مہر علی شاہؒ کی سیرت پر مضمون کا اختتام ہم آپ کی مشہورِ زمانہ نعت نقل کر کے کریں گے............

اَج سِک مِترّاں دی ودھیری اے
کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے؟
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

اَلطّیفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَالشَّذُوَبُدیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَسَکَرْتُ ھُنا مِنْ نَظْرَتِہٖ

(ترجمہ: خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو مہکی جس کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا)۔

نیناں دیاں فوجاں سر چڑھایاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دِسن
جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن

Marfat.com

لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن
چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جانان کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں
وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
دَسّے صورت راہ بے صورت دا
توبہ راہ کی عین حقیقت دا
پر کم نہیں سُوجھت دا
کوئی وِرلیاں موتی لے تریاں
ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر
سب کھوٹیاں تھین تد کھریاں
یُعْطِیْکَ رَبُّکَ واس تساں
فَتَرْضیٰ تھیں پوری آس اساں
لج پال کریسی پاس اساں

Marfat.com

وَالشَّفْعُ تُشَفَّعُ صحیح پڑھیاں
لاہو مُکھ توں مخطط بُرد یمن
من بھانوری جھلک دکھاوَ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاوَ مٹھن
جو خمرا وادی سن کریاں
حجرے توں مسجد آوَ ڈھولن
نوری جہات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن
سب انس و ملک حوراں پریاں
انہاں سکدیاں تے کرلاندیاں تے
لکھ واری صدقے جاندیاں تے
انہاں بردیاں مُفت وکاندیاں تے
شالا آون وت بھی اوہ گھڑیاں
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَجْمَلَكَ
مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

☆......☆......☆

Marfat.com

درود ابراہیمی

نماز میں پڑھا جانے والا درود، درود ابراہیمی کہلاتا ہے کیونکہ اس میں حضرت ابراہیمؑ کا نام آتا ہے۔ یہ درود پاک، تمام درود کے صیغوں سے افضل ہے کیونکہ اس درود کے الفاظ حضورﷺ کے فرمودہ ہیں۔ نماز کے علاوہ اس درود پاک کو کثرت سے پڑھنا دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اس کے کثرت ورد سے اللہ تعالیٰ کی رحمت وخوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے تمام کاموں میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور قدم قدم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد شامل حال رہتی ہے حاجات پوری ہو جاتی ہیں، حضورﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے، رزق کی تنگی دور ہو جاتی ہے۔ مال واسباب میں برکت پیدا ہوتی ہے، خاتمہ بالایمان ہوتا ہے اس کے علاوہ آخرت کی زندگی سے متعلقہ تمام منازل آسان ہو جاتی ہیں۔ اس درود پاک کو وظیفہ بنانے والا جنت میں جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی

اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر درود بھیجا

اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ

بلاشبہ تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آل پر برکت بھیج جیسی برکت

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بھیجی، بلاشبہ تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

دنیا کے مرید بہت ہیں اور آخرت کے کم ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سچے ارادت مند بہت ہی کم ہیں لیکن وہ اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ۔ ان میں تانبے کو زرِ خالص بنانے کی صلاحیت ہے ۔ وہ بہت ہی شاذ و نادر پائے جاتے ہیں ۔ وہ زمین پر حکومت کرنے والے ہیں ۔ وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں، ان کی وجہ سے خلق خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں، ان ہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے ۔ ان ہی کے سبب زمین قسم قسم کے اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے ۔ ابتدائی حالت میں وہ شہر شہر اور ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں، جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے ارد گرد قدرتی قلعے بن جاتے ہیں ۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ ایسے ہی ایک بزرگ ہیں ۔

حضرت قبلہ عالم تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی گلشن سیرت میں ہر رنگ و خوشبو کے پھول کھلے پڑے ہیں جن سے نکلنے والی خوشبوئیں دل و دماغ کو معطر کرتی ہیں ۔ ان خوشبوئیں بکھیرتے پھولوں سے پورا چمن تصوف مہک رہا ہے ۔ آپ کا نسبی تعلق حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے ۔ آپ نے جھوٹے نبوت کے دائمی ملعون مرزا غلام احمد قادیانی کو شکست فاش دے کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اور اپنے وقت کے مسیلمہ کذاب کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی ۔

297.9924 م 89 ا
123822-U-67

ISBN: 978-969-587-079-2

Marfat.com

Marfat.com